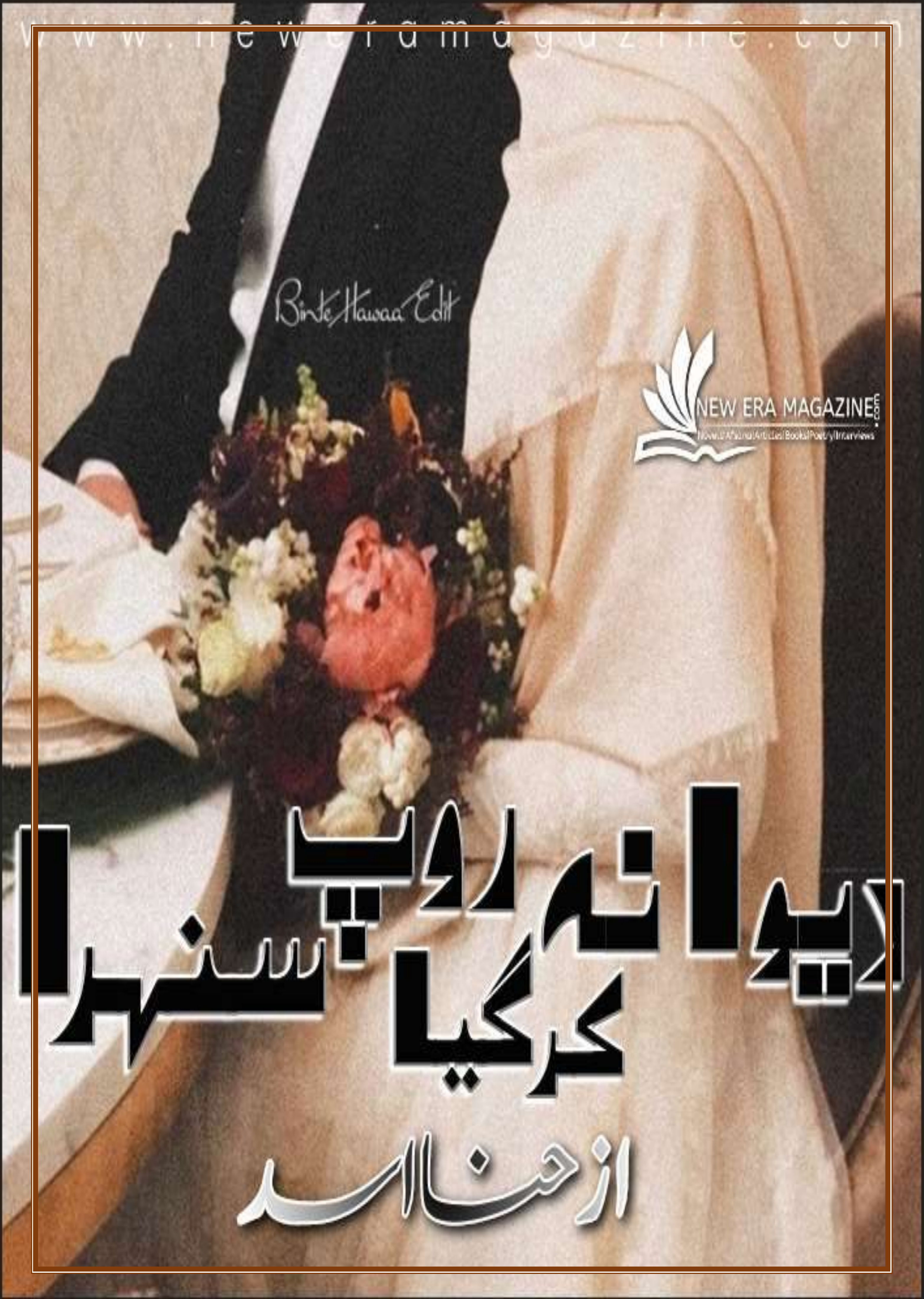
www.neweramagazine.com
Binte Hawaa Edit
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
دیوانہ روپ سنہرا
کر گیا
از حنا اسد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیوانہ کر گیا روپ سنہرا

از حنا اسد

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

"کیوں مار رہے ہو مجھے؟؟" اسکا بدن زخموں سے چور تھا۔ مقابل شخص اسے بازو سے پکڑے تقریباً گھسیٹتا ہوا ایک اندھیرے کمرے میں لے آیا۔۔۔

اسکے سوکھے حلق سے بمشکل الفاظ نکلے۔

"آنکھیں اوپر مت اٹھانا ورنہ ان آنکھوں میں جلتے کوئلے ڈال دوں گا جو نظر اٹھا کر بھی دیکھا۔۔" اس شخص نے اسے کرخت آواز میں دھمکایا۔۔۔

"پلیز چھوڑو۔۔۔مجھے۔۔جانے۔۔دو۔۔" وہ سخت مزاحمت کی کوشش کرنے لگا۔۔ اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نظریں جھکائے رکھیں۔۔۔

اس آدمی نے اسے جھٹکا دے کر فرش پر پھینکا۔۔فرش پر گرتے ہی اسکے خشک حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی۔

"آواز بند۔۔۔۔ورنہ گلا دبا کر اسے ہمیشہ کے لیے بند کر دوں گا!"

وہ اسے درد دے کر چیخنے چلّانے کا موقع بھی نا دے رہا تھا۔ مقابل موجود شخص اسکی آواز سن کر ایک زوردار تھپڑ اسکے گال پر مارتے ہوئے۔ اسکے بالوں کو مٹھی میں دبوچ کر جھٹکا دیتے بولا۔۔

"آہہہ۔۔" اسکی درد بھری سسکاری فضا میں منتشر ہوئی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ پہ در پہ اس معصوم بچے پر تھپڑوں کی بوچھاڑ کرتا گیا۔۔پیچھے سے کسی اور کے ہنسنے کی آواز آئی مگر جسم میں جان باقی نا تھی کہ وہ سر اٹھا کر دیکھتا اپنے ساتھ اس قدر بے رحمانہ تشدد کرنے والوں کون تھے۔

اس آدمی نے اس کا سر دیوار سے مارا۔۔وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام کر رہ گیا۔درد کی شدت سے بلبلاتے ہوئے وہ پھر سے ڈھ گیا۔۔آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔۔وہ جانے کیسے برداشت کر رہا تھا اگر اسکی جگہ کوئی اور ہوتا اسکا کب کا دم نکل چکا ہوتا۔۔۔

جیسے ہی وہ نیچے گرا۔۔اسکی کھلی ہوئی آنکھوں نے ایک دھندلا سا ناواضح منظر دیکھا پھر دھیرے دھیرے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔۔۔

پاس کھڑا آدمی ابھی بھی اس کو لاتوں سے پیٹ رہا تھا۔۔۔

"چھوڑو۔۔۔"اسکی کربناک آواز گونجی تو کمرے کے باہر سے گزرتی ہوئی دل نشین دروازہ دھاڑ سے کھول کر اندر آئی۔۔۔

"کیا ہوا اذلان؟"وہ اسکا پسینے سے تر بتر چہرہ اپنے ہاتھ سے چھو کر پوچھنے لگی۔

وہ سہما ہوا تھا۔۔حلق میں ایسا لگا کہ جیسے کانٹے اگے ہوں۔دل نشین نے فوراً سے بیشتر سائیڈ ٹیبل پر موجود پانی کے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلا اور گلاس اسکے منہ سے لگایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر دراز سے اسکی ٹیبلٹ نکال کر اسکے منہ میں ڈالی۔۔وہ بری طرح کپکپا رہا تھا۔۔دل نشین اپنے چھوٹے بھائی کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ پر سکون ہو گیا اور آنکھیں موند گیا تو دل نشین اسے پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔

یہ حویلی کے ہال کا منظر تھا۔یہاں کی ہر چیز یہاں کے مکینوں کے بہترین ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھی۔نہایت قیمتی فانوس اس ہال کے وسط میں لگا جگمگ کرتا اسکی خوبصورتی میں چار چاند لگا رہا تھا۔۔یہاں موجود لکڑی سے بنے شاہانہ طرز کے خوبصورت اور نفیس صوفے اور سجاوٹ کی ہر چیز اپنی مثال آپ تھی۔یقیناً اس کئی کنال پر بنی یہ حویلی جتنی دلکش اندر سے تھی باہر سے بھی دیکھنے کے قابل تھی۔

حویلی کے مکین اس وقت ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔

"یہ شہرام کدھر رہ گیا؟" سردار جلال الدین نے اپنی بارعب آواز میں پوچھا۔

بے شک وہ عمر رسیدہ ہو چکے تھے مگر آواز میں ابھی بھی وہی آن بان تھی۔سردار جلال الدین صاحب جدی پُشتی مرشد و پیر خاندان سے تعلق رکھتے تھے آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی وہ اپنے خاندان کی ساکھ برقرار رکھے ہوئے تھے۔

"ہمیشہ کی طرح سویا ہو گا۔" سبرینہ بیگم نے سادہ انداز میں کہتے ہوئے ہاٹ پاٹ سے پراٹھا نکال کر اپنی پلیٹ میں رکھتے ہوئے کہا۔

"میں دیکھتی ہوں۔" دلنشین اپنی جگہ سے اٹھ کر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے شہرام کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔

سردار حماد اور سردار واجد دونوں کی بیویاں سگی بہنیں تھیں۔ایک دن وہ دونوں شاپنگ کرنے ایسی نکلیں کہ واپس نا آئیں۔ایک خطرناک کار ایکسیڈنٹ میں ان دونوں کی جان چلی گئی۔۔

تب انکے بچے کافی چھوٹے تھے۔۔۔سردار جلال الدین نے اپنے بڑے بیٹے سردار حماد کی دوسری شادی اپنے خاندان کی ایک لڑکی سبرینہ سے کروا دی۔۔حماد کے پہلی بیوی سے دو بچے دلنشین اور اذلان تھے۔جبکہ دوسری بیوی سبرینہ سے ایک بیٹا سردار ارحام تھا۔

دلنشین سیڑھیوں سے اوپر آئی اوپر والے حصے میں چار کمرے تھے ایک ارحام کا جو فی الحال خالی تھا۔ایک لائبریری تھی جہاں بے شمار کتابیں تھیں۔

تیسرا اسوہا اور دعا کا اور چوتھا اور آخری کمرہ کارنر والا جو سب سے شاندار تھا شہرام کی طرح۔۔وہ دروازہ کھول کر اندر آئی۔

کمرے میں نیم اندھیرا چھایا ہوا تھا۔اس نے کمرے میں موجود کھڑکی سے پردے ہٹائے تو سورج کی روشنی چھن چھن اندر آنے لگی۔۔۔

اس نے بستر پر دیکھا جہاں شہرام محو استراحت تھا۔منہ پر سورج کی روشنی محسوس کیے اس نے ناگواری سے چہرے پر بازو رکھ کر اس روشنی کو روکا۔۔

وہ زیر لب مسکراتی ہوئی بستر کی طرف آئی۔

"شاہو اُٹھ جاؤ۔۔"اس نے آواز دی۔۔مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

"شاہو اٹھ جاؤ ورنہ!!!"اس بار دھمکی دینے کے ساتھ دلنشین نے اس پہ سے کمفرٹر کھینچا۔۔۔کمفرٹر کھینچ کر وہ پچھتائی۔۔۔اور سٹپٹا کر فورا رخ موڑ گئی۔۔۔

شہرام آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھ چکا تھا۔۔۔

"کیا ہوا دل؟؟؟چہرہ کیوں پھیر لیا؟؟؟"میں اٹھ رہا تھا نا اب ناراض تو مت ہو۔"وہ اسکی خفگی کے خیال سے ڈر کر بولا۔۔۔

"شاہو میں ناراض نہیں۔۔۔اور پلیز تم پورے کپڑے پہن کر سویا کرو۔۔نکلو جلدی بستر سے باہر میں تمہارے کپڑے نکال رہی ہوں۔۔۔آج جناب کی دستار بندی ہے اور مہاراجا صاحب خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے ہیں۔نظام کیا چلائیں گے۔"

وہ منہ میں بڑبڑاتے ہوئے الماری کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

شہرام نے خود کو شرٹ لیس دیکھ کر اسکی احتراز کی وجہ پہچان لی۔۔۔اپنی انگلیاں بالوں میں پھیر کر وہ بستر سے نکل کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

اس نے الماری کا دروازہ بند کیا اور اسکے کپڑے نکال کر بستر پر رکھتے جیسے ہی مڑی سامنے شہرام کی انلارج تصویر دیکھ کر خود کو سرزنش کرنے لگی۔۔۔

"دلنشین تو بھی نا۔۔اب شہرام تیرا پہلے والا بچہ نہیں رہا وہ بڑا ہو چکا ہے۔"وہ اسکے لیے آج کی مناسبت سے شوز اور شال نکال کر باہر رکھنے لگی۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ ٹاول سے بال رگڑتا ہوا باہر آیا۔

جب ان دونوں کی والدہ کا ایک حادثے میں انتقال ہوا تھا بے شک دلنشین خود چھوٹی تھی مگر شاہو، سوہا اور دعا تو اس سے بھی چھوٹے تھے۔۔۔اس نے اپنا غم بھلا کر انہیں سنبھالا۔۔۔

اس طرح شہرام اپنی تایازاد دلنشین کے بہت نزدیک آ گیا تھا۔۔وہ بچپن سے ہمہ وقت اسکی ہر چیز کا خیال رکھتی تھی۔دھیرے دھیرے شہرام بھی اس کا عادی ہو چکا تھا۔

"آج مجھے آپکے ہاتھ کا بنا ناشتہ چاہیے تبھی میرا دن اچھا جائے گا۔"وہ اسکے شانے پر سر ٹکائے لاڈ سے بولا۔

کہاں سردار شہرام کا چھ فٹ سے نکلتا ہوا قد اور کہاں دلنشین پانچ فٹ چار انچ کی دبلی

تیلی کا منی سی لڑکی۔۔۔

"اُف میرا کندھا گیا۔۔" وہ دہائی دے کر تھوڑا پیچھے ہوئی۔۔

"دل۔۔۔" وہ پیار سے دلنشین کو "دل" بولتا تھا۔ کہتے ہوئے مصنوعی خفگی سے دیکھنے لگا۔۔۔

"آپ سب کے لیے اتنا سب بناتی ہیں اپنے لیے بھی کچھ اچھا بنایا کریں جس سے آپ میں جان آئے اور قد بھی بڑھے۔۔" وہ اسکے کم قد پر چوٹ کیے مذاق سے ہنس کر بولا۔

"میری چھوڑو اپنی فکر کرو یہ جو تم دن بدن کھمبے کی طرح لمبے ہوتے جا رہے ہو۔۔ اپنے ساتھ کی کہاں سے ڈھونڈو گے ؟؟؟ یہ نا ہو کوئی بونی ہی ملے جو تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔" وہ بھی اس کا جواب بھرپور انداز میں لوٹا گئی۔۔۔

شہرام پچیس سال کا تھا، دلنشین سے دو سال چھوٹا مگر اپنے قد اور ورزشی جسامت کے اعتبار سے اس سے کافی بڑا لگتا تھا۔

"مجھے لگتا ہے جس طرح آپ میرا خیال رکھتی ہیں۔ میرے لیے لڑکی بھی کوئی اپسرا ہی ڈھونڈیں گی۔" وہ شرارت سے مسکرا کر بولا۔

"شاہو میرا بچہ۔۔ ناشتہ میں نے ہی بنایا ہے اب تم جلدی سے تیار ہو کر نیچے آ جاؤ۔" وہ بات ختم کرتے ہی کمرے سے باہر نکلنے لگی تھی کہ۔۔۔ شہرام نے اسکی کلائی سے اسے

اپنی طرف کھینچ لیا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اسکے سینے سے ٹکراتی دوسرے ہاتھ سے اسکا بازو پکڑ کر خود کا توازن قائم کیا۔۔

"یہ کیا حرکت تھی شاہو۔۔ابھی گر جاتی میں ؟؟؟"وہ گھور کر بولی۔۔۔

"آپکو کیا لگتا ہے کہ آپکا شاہو آپکو کبھی گرنے دیتا؟"وہ اسکی سیاہ رات جیسی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بولا۔۔۔۔

"نہیں۔۔مجھے پورا یقین ہے میرا بچہ مجھے کبھی گرنے نہیں دیتا۔"وہ اسکا گال تھپتھپا کر کر بولی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔۔

شہرام نے اسے باہر جاتے ہوئے دیکھا تو دل کی عجیب سی کیفیت پر جھنجھلا کر رہ گیا۔۔ کیوں اسکے جاتے ہی کمرے کی رونق ختم ہو گئی تھی؟؟؟وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی جب اسے معاذ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا ہوا دکھائی دیا وہ فون کان سے لگائے کسی سے باتوں میں مصروف تھا۔

فجر نے اپنے بھائی کو پیار بھری نظروں سے دیکھا۔

جبکہ معاذ فون ایک طرف رکھ کر اپنی لاڈلی بہن کو دیکھا۔۔دونوں بہن بھائی کی ایک دوسرے میں جان بستی تھی۔۔۔۔

ڈائننگ ٹیبل کے بالکل اوپر لگا ہوا فانوس جانے کیسے سرکنے لگا۔۔۔

فجر کی نظر ایک دم اس پر پڑی تو بنا ایک لمحہ ضائع کیے بغیر وہ تیزی سے بھاگتی ہوئی معاذ کی طرف آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کے پیچھے کھینچ لیا۔۔

لمحوں میں فانوس چھناکے کی آواز سے نیچے گرا اور کرچی کرچی ہو گیا۔۔۔۔

"فجر اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو؟" معاذ نے اسے بازو سے پکڑ کر تفکر بھرے انداز میں پوچھا۔۔اس کے انداز میں فجر کے لیے حد درجہ پریشانی جھلک رہی تھی۔۔۔

"بھائی آپکے لیے اپنی جان بھی قربان کر دوں یہ تو بس چھوٹی سی بات ہے۔" وہ اٹل انداز میں بولی۔۔۔۔

"میری جان تم میں ہے۔تم نہیں تو میں بھی نہیں۔" فجر معاذ کے شانے سے لگی تو معاذ نے اس کا شانہ تھپتھپایا۔۔۔

ملازمین نے وہاں سے صفائی کی تو وہ دونوں کرسی گھسیٹ کر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔۔

فجر کا سنی کلر کا سادہ سا مگر پیارا سوٹ پہنے دوپٹہ سر پر سلیقے سے اوڑھے گورا شفاف و

شاداب چہرہ، گلابی ہونٹ اور اس کی ناک میں ہیرے کی چھوٹی سی نوز پن تھی۔

"بھیا!!! واپس کب چلیں گے؟؟" فجر نے پوچھا۔

"کل شام تک نکل جائیں گے ویسے اتنی جلدی کیا ہے؟" معاذ نے جوس کے گلاس سے گے گھونٹ بھرنے کے بعد پوچھا۔

"میری ایک اہم اسائنمنٹ سبمٹ کروانی ہے۔"

"فجر دو تین دن اور رک جاؤ بیٹا ابھی تو میری نظروں کی پیاس بھی نہیں بجھی اپنے بچوں کو دیکھ کر۔۔" پلوشہ بیگم نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے اپنے دونوں جان سے عزیز بچوں کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"معاذ بیٹا تم آج میرے ساتھ والے گوٹھ کے سردار ہاشم کے پوتے سردار شہرام کی دستار بندی پر چلو۔" اس کے والد سردار جعفری نے کہا۔

"بابا سائیں!!! آپکو تو اچھی طرح پتہ ہے مجھے ان سب فضول کے رسموں رواجوں سے سخت کوفت ہوتی ہے۔" اس نے سخت بیزار لہجے میں کہا۔

"اچھا چلو دستار بندی پر میں چلا جاؤں گا مگر شام کو سردار شہرام کی دستار بندی کے بعد ایک خاص دعوت کا اہتمام کیا گیا ہے اس میں تمہیں ہی شرکت کرنی پڑے گی۔۔ کیونکہ مجھے شام کو ٹیوب ویل کے سلسلے میں شہر سے آئے کچھ لوگوں سے ملاقات کرنی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہے۔"وہ اپنے ہاتھ پونچھتے ہوئے سرعت سے اپنی جگہ سے اٹھے۔

"ٹھیک ہے بابا سائیں میں چلا جاؤں گا۔"اس نے مؤدب انداز میں کہا۔

"اچھا پھر ملتے ہیں۔"وہ کہتے ہوئے باہر کی طرف نکل گئے۔

سردار جعفری کے دو بچے تھے،بیٹا معاذ جو ایم۔بی۔اے کے لاسٹ سمسٹر میں تھا اور بیٹی فجر جو ایم۔ایس۔سی کے فرسٹ ائیر کی طالبہ تھی،فجر ایک بااعتماد لڑکی تھی۔۔ دونوں بہن بھائی شہر میں ہی زیر تعلیم تھے اکثر چھٹیوں پر گوٹھ واپس آتے تھے۔جیسے ان دنوں وہ اپنے والدین سے ملنے آئے ہوئے تھے۔

صبح صادق کے بعد سورج اپنی پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا،اور اپنی تپش سے گرمی کی شدت میں مزید اضافے کا باعث بن رہا تھا۔

"بابا سائیں!!"وہ پیچھے سے آتے ہوئے جھوم کر انکے گلے لگی۔

"حکم بابا سائیں کی جان۔"ماہ نے صابر حسین کے گلے میں پشت سے بانہیں ڈال رکھی تھیں۔

"ایسے نا کہا کریں۔۔"وہ ناراضگی جتلاتے ہوئے منہ پھلا کر بولی۔

"کیسے نا کہا کروں؟؟؟"انہوں نے ہلکی سی گردن موڑ کر پوچھا۔

"حکم والی بات۔۔"وہ یاددہانی کروا گئی۔

"تم میں میری جان بستی ہے۔تو جان کو حکم کرنا چاہیے۔"وہ محبت بھرے انداز میں بولے۔

"باباسائیں مگر۔۔۔شاہانہ اور حسنا کو اچھا نہیں لگتا اور ساتھ میں اماں سائیں کو بھی۔"وہ کہتے ہوئے دونوں ہونٹوں کو افسردگی سے میچ گئی۔

"کوئی بات نہیں ماہ بیٹا انکی باتوں کو دل سے نہ لگایا کرو۔میں ہوں نا تم سے پیار کرتا ہوں نا۔۔"وہ اسے اپنے سامنے بیٹھاتے ہوئے شائستگی سے بولے۔

"جی باباسائیں۔"وہ اثبات میں سر ہلا کے بولی۔

"باباسائیں آج مجھ کالج ٹرپ پر جانا ہے۔اپکی دعائیں چاہیے۔"وہ ان کا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر بولی۔

"تمہارے باباسائیں کی دعائیں تو ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں۔"وہ مسکرا کر بولے۔

"اپنا خیال رکھنا۔"

"جی۔۔"

صابر حسین اپنا ناشتہ ختم کیے ٹرک کی چابیاں اٹھا کر باہر نکل گئے۔۔

وہ سرداروں کے ہاں ملازم تھے۔ایک ڈرائیور کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ سردراوں کی زمینوں سے حاصل ہونے والی تمام اشیاء اپنے ٹرک میں لاد کر شہر کے جاتے تھے۔صابر حسین کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا۔وہ پیشے کے لحاظ سے ڈرائیور تھے اور انکی بیوی شبانہ حویلی میں صاف صفائی کا کام دیکھتی تھی۔انکی اپنی دو بیٹیاں تھیں شاہانہ اور حسنا۔۔۔

ایک دن صابر حسین ٹرک میں سامان شہر پہنچا کر واپس آیا تو۔۔۔۔

"کھانے کو بھی کچھ لائے ہو؟"شبانہ نے گھر داخل ہوتے ہی سوال داغا۔

"ہاں۔۔سردار کا سارا پھل۔۔منڈی پہنچا دیا ہے۔ایک پھل کی پیٹی رکھ لی تھی۔ نکال لا جا کر۔۔۔میں تھک گیا ہوں۔۔اب خود چلی جا۔"وہ تھکان زدہ آواز میں بولے۔

جیسے ہی شبانہ باہر آئی اور ٹرک سے پھل کی پیٹی نکالنے لگی وہاں پیٹی کے ساتھ کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر حیرت زدہ رہ گئی۔

اسے ہاتھوں میں اٹھا کر الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر دھم دھم کرتے پیروں سے اندر آئی۔

"یہ کس کی بچی اٹھا لائے ہو؟ کہیں باہر کوئی دوسری تو نہیں کر رکھی جس سے یہ نشانی

ملی ہو۔" وہ ایک ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے لڑاکا انداز میں بولی۔۔۔

"نیک بخت کیسی باتیں کرتی ہو؟ میرے سے ایک نہیں سنبھالی جاتی دوسری کے بارے میں کیسے سوچوں؟؟؟ یہ جو سر پہ چار بال رہ گئے ہیں یہ بھی اڑ جائیں گے۔" وہ سر جھٹک کر بولے۔

"پھر صاف صاف بتاؤ کس کی ہے یہ بچی؟" اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے کیسے پتہ ہو گا کہ کس کی بچی ہے۔۔ قسم لے لو میں نہیں جانتا اسکے بارے میں۔"

"مگر یہ تمہارے ٹرک کے اندر سے ملی ہے۔"

"شاید اللہ تعالیٰ نے اسے خود میرے پاس بھیجا ہو تا کہ میں اسکی حفاظت کروں۔" وہ پیار سے اس بچی کو اپنی گود میں لیے بولے۔

"ہم ایسے کیسے کسی کو بھی اپنے گھر رکھ سکتے ہیں؟"

"چل تیری تسلی کے لیے پولیس اسٹیشن میں رپٹ لکھوا دوں گا۔ جس کی ہو گی آ کر لے جائے گا نہیں تو آج سے یہ میری تیسری دھی۔۔ سن شبانہ۔۔۔!!"

"کیا ہے؟؟؟" وہ منہ پھلائے تڑخ کر بولی۔

"دیکھ نا اس کا رنگ سنہرا ہے اور چاند کی روشنی میں کیسے چم چم کر رہا ہے۔ ہم نا اس کا نام ماہ رکھ دیتے ہیں۔۔۔ مطلب چاند۔"

وہ ننھی سی جان کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے محبت بھرے انداز میں بولے۔۔۔

"رنگ دیکھا اسکا۔۔۔ کہاں سے تجھے یہ کالی کلوٹی چاند جیسی لگی۔" وہ چہرے پر ناگواری سجائے ہوئے بولی۔۔۔

"ایک باپ کے دل سے پوچھ اسے اسکی دھی کیسی لگتی ہے۔" شبانہ اس کی بات سن کر پراندہ پیچھے پٹخ کر اندر چلی گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج دستار بندی کے اہم موقع پر گوٹھ کے تمام افراد وہاں اکٹھا ہو چکے تھے۔

سردار جلال الدین اپنے شان و عظمت سمیت وہاں ایک اعلیٰ ترین کرسی پر پورے طمطراق سے براجمان تھے اور ان کے ساتھ ہی سردار شہرام جسے اب یہ عہدہ ملنے والا تھا اپنی ازلی نرم خو شخصیت سمیت وہاں بیٹھا تھا۔ سرخ و سفید رنگت پر ہلکی سی بیئرڈ، گھنی مونچھوں تلے مسکراتے ہوئے عنابی لب، پیشانی پر لاپرواہی سے بکھرے ہوئے بال، اسکی شخصیت کو چار چاند لگا رہے تھے۔ سردار جلال الدین نے کچھ لمحوں کے لیے اپنی آنکھیں بند کیں۔ ان کی آنکھوں کے سامنے اپنے سب سے بڑے اور چہیتے پوتے

سردار ازلان کا چہرہ دکھائی دیا۔۔۔وہ اسے یہ عہدہ دینا چاہتے تھے مگر کچھ خواہشات ایسی ہوتیں ہیں جو شاید پوری ہونے کے لیے نہیں بنی ہوتیں۔۔اور اگر ان کو کبھی پوری ہونا بھی ہوتا تو شاید اس کا ابھی مناسب وقت نہیں تھا۔۔۔

انہوں نے آنکھیں کھول کر اپنے سامنے سر جھکائے ہوئے سردار شہرام کو دیکھا تو اس کے سر پر اپنے ہاتھوں سے خاندانی دستار سجائی،اسکی مسکراہٹ میں مزید اضافہ ہوا۔۔

سردار حماد،واجد،اور ماجد بھی تینوں اس کے سر پر سجی ہوئی دستار دیکھ سرشار ہوئے۔۔

وہاں موجود تمام لوگ سردار شہرام کو عقیدت سے مبارکباد پیش کر رہے تھے۔۔جیسے وہ محبت سے وصول رہا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اماں دیکھو ناوہ کیسے ہمارے بابا کے ساتھ چپکی ہوئی تھی؟"شبانہ جوروٹیاں بنا کر ابھی فارغ ہوئی تھی شاہانہ اور حسنا نے اسے بجھے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ابھی بتاتی ہوں اس کلموہی ڈائن کو میری بچیوں کا حق مارتی ہے۔"وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ہاتھ جھاڑتے ہوئے بولی۔

"شبانہ تو بھی میرے ساتھ نکل حویلی چھوڑتا جاؤں تجھے۔"باہر نکلتے ہوئے صابر حسین کی آواز سن کر شبانہ دانت پیس کر رہ گئی۔۔اور تنبیہی نظروں سے اسے گھورنے لگی۔

"ہم سنبھال لیں گے اماں آپ جاؤ۔" شاہانہ نے کہا تو وہ صابر حسین کے پیچھے پیچھے باہر نکل گئی۔۔

ماہ اپنے کپڑے استری کرنے لگی تھی کالج کے ٹرپ پر جانے کے لیے۔۔۔۔

شاہانہ اور حسنا دونوں نے مڈل تک ہی پڑھا تھا۔ان دونوں کی پڑھائی سے جان جاتی تھی ہر روز بس نت نئے فیشن کرتی تھی۔۔صابر حسین کو بہت خواہش تھی کہ اسکی بیٹیاں تعلیم حاصل کریں۔۔ماہ کو پڑھنا بہت پسند تھا۔۔صابر حسین کی خواہش اس کے روپ میں پوری ہو رہی تھی۔اس گاؤں میں سردار جلال الدین نے سکول اور ایک پرائیویٹ کالج بنوا دیا تھا جہاں اس گاؤں کی بچیاں تعلیم حاصل کرتی تھیں۔۔۔

"تو نے میرے بابا سائیں کو اسی بازو سے چھوا تھا نا۔" شاہانہ نے گرم استری اسکے بازو پر لگا دی۔۔ماہ کی چیخوں سے سارا گھر گونج اٹھا۔۔۔

بازو جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا چند لمحوں میں ہی اسکے بازو کی جلد جھلس کر سرخ اور نیلی ہو چکی تھی۔آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔

وہ بھاگ کر گھر کے صحن میں لگے ہوئے ہینڈ پمپ کے پاس گئی اور اس ایک ہاتھ سے اسے دباتے ہوئے پانی نکال کر بازو اس کے نیچے کیے کھڑی رہی۔۔۔ٹھنڈا پانی پڑنے کے باوجود بھی اسے سکون نہیں مل رہا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ آنسو پونچھ کر اپنے کپڑے لیے تبدیل کرنے چلی گئی۔۔۔۔

جاتے ہوئے شکوہ کناں نگاہ شاہانہ اور حسنا پر ڈالنا نا بھولی جو اسے استہزایہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

حویلی کے مالک سردار جلال الدین تھے انکی شریک حیات وفات پا چکی تھیں۔

ان کے تین بیٹے تھے۔سب سے بڑے سردار حماد جنہوں نے سردار جلال کے سب سے بڑے بیٹے ہونے کی حیثیت سے اپنے والد کا عہدہ سنبھالا۔۔۔انکی تین اولادیں تھیں سب سے بڑی دلنشین، جو تعلیم مکمل کیے ابھی حویلی میں ہی امور خانہ داری سیکھ رہی تھی۔۔وہ ایک کم گو اور حساس لڑکی تھی سب کا خیال رکھنے والی۔۔۔پھر سردار اذلان جو سرد مزاج انسان تھا اپنے رویئے سے مقابل موجود شخصیت کی سانسیں خشک کر دیتا تھا وہ بچپن میں ایسا سخت مزاج نہیں تھا۔۔بس وقت کے ساتھ ساتھ اس کی نیچر میں غصہ اور سرد مہری پیدا ہوتی گئی، آخر میں سردار ارحام جو فی الوقت ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے بیرون ملک مقیم تھا۔

جلال الدین کے دوسرے بیٹے سردار واجد جن کی تین اولادیں تھیں۔سوہا، دعا اور سردار شہرام، شہرام انتہائی نرم دل اور خوش اخلاق انسان واقع ہوا تھا سب سے ہنسی

مزاح کرنا یہ سب خوبیاں اسکی شخصیت کا خاصہ تھی۔۔۔اور خاص طور پر دلنشین سے اس کی گاڑھی چھنتی تھی۔سوہا نے گریجویشن کرنے کے بعد پڑھائی کو خیر آباد کہہ دیا تھا آج کل حویلی میں اسکی شادی کے متعلق بات ہو رہی تھی۔دعا بھی شہر سے ایم۔بی۔بی ایس کر رہی تھی۔

سردار شہرام نے ایگریکلچر میں ڈگری حاصل کیے اب اپنے گوٹھ کے لیے کام کرنے کا سوچا کیونکہ اسکے والدین اور داداجان کی یہی خواہش تھی۔۔۔

جلال الدین کے سب سے آخری بیٹے سردار ماجد نے شادی نہیں کی تھی۔وہ کافی عیاش قسم کے انسان تھے۔۔انکا ماننا تھا کہ جب ضرورتیں ویسے ہی پوری ہو جائیں تو شادی کا طوق گلے میں کون لٹکائے۔۔۔۔

دیکھا جائے تو اس عہدے پر سردار حماد کے بڑے بیٹے سردار اذلان کا حق تھا۔

لیکن اسکی ذہنی حالت کو دیکھتے ہوئے سردار جلال الدین نے اس عہدے کے لیے اپنے دوسرے بیٹے واجد کی اولاد سردار شہرام کو منتخب کیا۔۔

سب اپنی اپنی زندگیوں میں مطمئن اور خوشحال تھے،ان کی زندگی معمول کے مطابق اپنی ڈگر پہ رواں دواں تھی۔ان سب کی زندگیوں میں سب کچھ اتھل پتھل ہونے والا تھا جس سے وہ اب انجان تھے قسمت کیا کھیل رچانے والی تھی یہ تو خدا ہی بہتر جانتا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہ کس کی زندگی میں کیا موڑ آنے والا تھا۔

جھیل سیف الملوک پاکستان کے شمال میں واقع ہے ناران کے علاقے میں، پہاڑوں اور برف سے گھری یہ جھیل خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہے۔اس جھیل کی گہرائی کا اندازہ آج تک کوئی بھی نہیں لگا پایا۔اور جس نے پتہ لگانے کی کوشش کی وہ کبھی واپس نہیں آسکا۔کہتے ہیں یہ جھیل آج سے تین لاکھ سال پہلے وجود میں آئی جب کاغان کا وجود عمل میں آیا تھا۔۔۔چاندکہ چودھویں رات میں وہاں پریاں غسل کے لیے آتیں ہیں۔ صبح کے وقت تو اس جھیل کے قریب بہت سے لوگ اور ٹورسٹ دکھائی دیتے ہیں مگر رات ہونے سے پہلے ہی سب وہاں سے چلے جاتے ہیں کیونکہ وہاں کی ہیبت ناک خاموشی کسی کو بھی وہاں زیادہ دیر تک ٹکنے نہیں دیتی۔

آج چودھویں کی رات تھی۔چاند اپنے جوبن پر تھا اپنی چاندنی ہر سو بکھیر رہا تھا۔۔۔پانی پر اس کی چاندنی عجب جھب دکھلا رہی تھی۔۔۔

وادی نیلم میں ایک پہاڑ جسے ملکہ پربت کے نام سے جانا جاتا ہے۔وہاں جنوں کا بسیرا تھا ۔یہ ایسی مخلوق ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔ان کا وجود دنیا میں موجود ہے۔مگر یہ مخلوق عام انسان کی آنکھ سے دکھائی نہیں دیتے۔کہتے ہیں کہ یہ انسانوں کو تنگ نہیں کرتے ان کی اپنی دنیا ہوتی ہے۔

"شماس چلو نا آج جھیل کے کنارے وہاں حسین پریاں غسل کے لیے اتر آئی ہوگی۔"

اس کے ایک ساتھی نے کہا۔۔۔۔

"نہیں!!!"اس نے اپنی بڑی بڑی سرمئی آنکھوں سے گھور کر دیکھا۔۔۔۔

"اچھا تم نا دیکھنا۔۔۔مجھے پتہ ہے تمہیں یہ سب پسند نہیں۔۔۔مگر ہمارے ساتھ تو چلو نا تم وہیں کہیں پیچھے بیٹھ جانا۔۔"اس کے ساتھی نے اصرار کیا۔

وہ پہاڑ سے اتر کر جھیل کے قریب آئے۔۔۔

شماس ایک ٹیلے کے نیچے لیٹ گیا اور اپنی آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔۔۔۔

اسکے ساتھیوں نے اسے تاسف سے دیکھا اور خود دریا کی طرف بڑھ گئے جہاں پریاں غسل کر رہی تھیں۔۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے صبح ہو گئی سب واپس لوٹ گئے مگر شماس ایسا سویا کہ ابھی تک وہیں اکیلا پڑا رہا۔۔۔۔

دھوپ سر پر پہنچ چکی تھی۔۔۔۔

"ماہ کہاں جا رہی ہو؟؟؟"اس کی دوست فاریہ نے پوچھا۔۔۔

"بس فاریہ میں تو چل چل کر تھک گئی ہوں۔"

سب ٹیچر اور سٹوڈنٹس آگے جھیل کی طرف بڑھ گئے۔۔۔ماہ اپنے کالج ٹرپ پر کاغان ویلی گھومنے آئی تھی۔۔۔

"اچھا میں بھی تمہارے ساتھ رکتی ہوں یہیں۔۔کچھ دیر پاؤں کو ریسٹ دو پھر آگے چلتے ہیں۔" فاریہ نے اپنی ٹیچر کو ان دونوں کے یہاں پر بیٹھنے کے بارے میں آگاہ کیا تو انہوں نے اجازت دے دی۔

فاریہ وہاں ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی جبکہ ماہ مٹی سے بنے ٹیلے پر بیٹھی تھی۔۔

"ماہ تمہیں پتا ہے ٹیچر بتا رہی تھیں کہ یہاں وادی نیلم میں ایک مٹی سے بنا پرانا قلعہ ہے کافی اونچا سنا ہے وہاں جنات کا بسیرا ہے وہاں چلیں گے کچھ دیر بعد۔۔" وہ اپنی ہی دُھن میں بولے جا رہی تھی کہ اچانک ماہ پر نظر پڑی جو ٹیلے پر بیٹھی ہوئی رو رہی تھی۔۔۔۔

"کیا ہوا ماہ؟؟ کہیں وہ تمہاری اماں سائیں نے تو نہیں کچھ کہا؟" ماہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر اس شاہانہ اور حسنا نے؟؟؟" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنی قمیض کا بازو تھوڑا اونچا کیا تو اس کی جھلسی ہوئی سکن دیکھ فاریہ آگ بگولہ ہو گئی۔۔۔۔

"یہ ان دونوں نے کیا ہے؟؟؟"

"ہاں بہت درد اور جلن ہو رہی ہے ابھی بھی۔" اسکی آنکھوں سے آنسو موتیوں کی مانند ٹوٹ کر کسی پر گرے۔۔۔۔

وہ جو گہری نیند میں تھا۔۔

اپنے پیٹ پر موجود نشان کو چمکتے اور بھڑکتے ہوئے محسوس کیا۔۔۔ جھٹ سے اس نے اپنی سرمئی آنکھیں کھول کر دیکھا۔۔۔۔

ماہ جو زاروزار رو رہی تھی۔۔۔ اچانک اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔۔۔ جہاں اسے بازو سے بھی زیادہ جلن محسوس ہوئی ایسے لگا کہ وہ ابھی جل جائے گی۔۔۔۔

اس کا پورا وجود پسینے سے تر بتر ہو گیا۔۔۔ وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھی۔۔۔۔

اسے آج تک پتہ نہیں چلا تھا کہ اس کے پیٹ پر یہ نشان کیسا تھا۔۔۔ بچپن سے لے کر آج تک کبھی اس نشان پر کچھ محسوس نہیں تھا۔۔ مگر آج ایسا کیا ہوا کہ اسی جگہ سے جسم دھڑ دھڑ جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ وہ فوراً دریائے نیلم کی طرف بھاگی۔۔۔۔ اور وہاں کا ٹھنڈا پانی مٹھی میں بھر کر اپنے پیٹ پر پھینکا مگر جانے وہ کیسی آگ تھی کو بجھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔

شماس انسانی نظر سے اوجھل جو کب سے دور کھڑا اسکی کیفیت سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اسے سامنے دیکھ کر خوشی منائے یا اسکی حالت دیکھ کر غم؟؟؟؟

اس کی سرمئی آنکھوں میں سرخ ڈورے نمایاں ہوئے۔۔۔۔ ایسے جیسے ان فشار خون

بلند ہوا۔۔اسکی فنا کر دینے والی نظریں پل بھر کے لیے بند ہوئیں پھر پھر کھل گئیں۔

ماہ جو پیٹ پر ہاتھ رکھے تڑپ رہی تھی پل بھر میں نارمل ہو گئی۔۔۔۔

"تم ٹھیک ہو نا؟"فاریہ نے اسے گہری سانس لیتے ہوئے دیکھ کر تفکر بھرے انداز میں پوچھا۔

"ہاں اب ٹھیک ہوں۔"ماہ جہاں جہاں جا رہی تھی وہ دو سرمئی آنکھوں اس کے ساتھ ساتھ تھیں۔مگر ماہ اس سے بے خبر تھی۔

⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜

"یہ حویلی کے سارے ملازم کدھر مر گئے ہیں؟"سبرینہ بیگم نے اونچی آواز میں کہا۔

"ج۔۔جی۔۔"سب گرتے پڑتے انکے پاس پہنچے۔۔اور مؤدب انداز میں سر جھکائے ہاتھ باندھے لائن سے کھڑے تھے۔

"میرا ارحام اپنی ڈاکٹری مکمل کیے واپس آ رہا ہے اسکے کمرے کی اچھے سے صفائی کرو۔ ایک ایک چیز مجھے چمکتی ہوئی ملے۔۔زرہ بھی مٹی کا نظر آیا تو تم سب کی خیر نہیں۔"وہ حکمیہ انداز میں بولیں ۔

"جی۔۔۔۔"آج تو یہ خبر سن کر سبرینہ کے لیے عید کا سماں تھا۔اس کا بس نہیں چل

رہا تھا کہ ساری حویلی میں چراغاں کر دیتی۔۔۔

"ارے تم کہاں چلے؟" سردار ماجد (چچا) نے شہرام کو وہاں سے باہر نکلتے دیکھ کر پوچھا۔

"چچا سائیں بہت تھک گیا ہوا اب حویلی جا کر ریسٹ کرنا چاہتا ہوں۔" وہ پیشانی مسلتے ہوئے بولا۔

"پر یہ رقص و سرور کی محفل تو تمہارے لیے سجائی گئی ہے۔"

"چچا سائیں آپ لوگ انجوائے کریں میرے سر میں شدید قسم کا درد ہے۔"

"اچھا چلو ٹھیک ہے تم جاؤ میں سنبھال لوں گا یہاں۔" سردار واجد نے مسکرا کر کہا۔
شہرام وہاں سے حویلی کے لیے نکل گیا۔۔۔۔

شام ڈھل چکی تھی جشن شروع ہوا۔۔۔۔۔

شہرام جیسے ہی حویلی پہنچا سامنے صوفے پر بیٹھ کر اون سے سویٹر بُنتی ہوئی دلنشین نظر آئی تو اسکے پاس آکر اسکی گود میں سر رکھے لیٹ گیا ۔۔۔

دلنشین اچانک اس پڑنے والی افتاد پر بوکھلا کر رہ گئی۔ مگر جب شہرام پر نظر پڑی تو سکون

بھرا سانس لیا۔۔۔

"شاہو بچہ یہ کیا طریقہ ہوا بھلا؟؟" وہ اون، سلائیاں اور ادھ بُنا سویٹر ایک طرف رکھ کر اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔

"سر دبا دیں نا دل سچ میں بہت درد ہے۔" وہ آہستہ آواز میں بولا۔

"کیا ہوا شاہو بخار تو نہیں؟" دلنشین نے اس کی پیشانی کو چھو کر پوچھا۔

"بس سر میں درد ہے۔ آج صبح سے اتنے لوگوں سے ملا انکے مسائل سنے اتنا کام کیا۔" وہ اپنی درد بھری داستان سنانے لگا۔۔۔

دلنشین ہمدردی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

"اوو! میرے بچے نے اتنا کام کیا۔" وہ اسکا سر دباتے ہوئے پیار بھرے انداز میں بولی۔

"میڈیسن لا دوں؟؟"

"نہیں آپکے یہ ہاتھ ہی میری میڈیسن ہیں دبائیں نا سکون مل رہا ہے۔" وہ واپس اسکا نرم ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر گیا۔۔۔

"دلنشی! یہ سب کیا ہے بیٹا؟" سبرینہ نے دلنشین کی گود میں سر رکھ کر سوئے ہوئے

شہرام کو دیکھا تو اس سے پوچھے بنا نا رہ سکیں۔۔۔

"اماں سائیں۔۔وہ شاہو کے سر میں درد تھی۔اس کا سر دبا رہی تھی ابھی سویا ہے۔" حویلی میں سب اس بات سے واقف تھے کہ شہرام اور دلنشین کی دوستی کے بارے میں۔

"دلنشین بیٹا اب شہرام بڑا ہو گیا ہے اور ایک دن تم بھی اپنے گھر چلی جاؤ گی۔۔۔اسے اپنا اتنا عادی مت بناؤ کہ وہ تم سے دور نا ہو سکے۔۔یہی تم دونوں کے لیے بہتر ہے۔

تمہارے ماموں ہیں نا فیروز۔۔میرے بھائی صاحب۔۔۔انکا بیٹا ہے صائم۔۔۔بہت ہی اچھا لڑکا ہے۔۔۔بھائی نے اسکے رشتے کے لیے مجھ سے بات کی تھی۔۔۔تمہارے لیے۔۔۔کچھ دنوں میں وہ لوگ باقاعدہ طور پر تمہارا رشتہ لائیں گے۔۔۔ تمہیں پہلے سے بتانے کا مقصد یہی ہے کہ اپنے ذہن کو تیار کر لو۔۔۔"

"جی اماں سائیں۔"وہ سر جھکائے ہوئے بولی۔

"شہرام کے سر کے نیچے کشن رکھ دو اور تم جاؤ اپنے کمرے میں رات بہت ہو گئی ہے۔"

"جی اچھا۔"اس نے سبرینہ کی بات سن کر ان کے حکم کی تعمیل کی۔۔۔۔

تمام لوگ وہاں جشن میں موجود تھے معاذ بھی وہاں پہنچ چکا تھا مگر زرا ایک طرف ہو کر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔۔

اسے اس ماحول سے سخت گھن محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

سب لوگ شراب کے نشے میں چور وہاں ناچتی ہوئی رقاصہ کے رقص سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

وہاں کے ایک کامے کی بیٹی جو شاید انجانے میں ادھر آنکلی تھی۔اسے دیکھ سردار واجد کا ٹھرک پن جاگ پڑا۔۔۔

وہ جو رقاصہ کے ساتھ مے پیتے ہوئے جھوم رہا تھا۔اس نو عمر لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر درمیان میں لایا۔۔۔اور اسے بھی ڈانس کرنے پر مجبور کرنے لگا۔۔۔

معاذ جو پہلے ہی اس ماحول سے متنفر ہو کر بے دلی سے بیٹھا ہوا تھا۔سردار واجد کی حرکت دیکھ اشتعال انگیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے پاس آیا۔۔۔

"خبردار جو اس لڑکی کو چھوا بھی تو۔۔۔جانے دو اسے۔" معاذ نے سردار واجد کا ہاتھ پکڑ کر اسکے ہاتھ سے اس لڑکی کی بازو آزاد کروائی۔۔۔

"تو روکے گا مجھے؟" وہ ابرو اچکا کر رعونت آمیز انداز میں بولا۔

"میرے سامنے تو اس رقاصہ کا بھی ہاتھ نہیں پکڑ سکتا، جو ایسے کام کرتی ہے۔ یہ لڑکی تو دور کی بات ہے۔" معاذ چیلنجنگ انداز میں دھاڑا۔۔۔

"تو کل کا بچہ آیا مجھے پاٹ پڑھانے ابھی نکالتا ہوں تیری اکڑ۔۔" سردار واجد اس پر جھپٹا تو معاذ کا بھی ہاتھ اٹھ گیا۔۔۔۔

وہ پل بھر میں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے۔۔

سب نے بیچ بچاؤ کیے انہیں چھڑوایا۔ مگر سردار واجد اپنی ضد پر قائم تھا وہ اس لڑکی کا ہاتھ کھینچ کر اسے زمین پر گراتے ہوئے اس پر جھکا۔۔

"تیرے کیا ساری دنیا کے سامنے وہ کروں گا جو میں چاہتا ہوں۔" وہ تنفر زدہ آواز میں بولا۔۔

معاذ کی حد یہاں تک ہی تھی۔۔اس نے سردار واجد کے گن مین سے ہی گن کھینچ کر واجد پر فائر کیا۔۔۔ دھاڑ کی آواز گونجی تو ہر طرف بھگدڑ مچ گئی۔۔۔

یہ چیخ و پکار اور فائر کی آواز پاس موجود حویلی تک پہنچی تو اسکا بڑا گیٹ کھل گیا اور گاڑیاں تیز رفتاری سے باہر نکلیں۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد جب سردار واجد کی لاش حویلی میں آئی تو آپ و بکا کا کہرام مچ گیا۔۔۔

ہر آنکھ اشکبار تھی۔اپنے بیٹے کی لاش دیکھ کر جلال الدین کے دل میں انتقام کی ایک شدید لہر دوڑ گئی۔۔۔۔

انہیں اپنے ضبط کی طنابیں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔۔

آج جرگہ بیٹھنا تھا اس انہونے واقعہ کو لے کر۔۔

سارے گوٹھ کے سردار وہاں موجود تھے عینی شاہدین نے سارا واقعہ من و عن سناڈالا۔

سب نے معاذ کے خلاف گواہی دی اور بتایا کہ گولی معاذ نے چلائی جس کی صورت میں سردار واجد کی جان چلی گئی۔۔۔۔

سردار جلال الدین عالم طیش سے معاذ اور اسکے والد سردار جعفری کو دیکھ رہے تھے۔ ایسے جیسے انہیں کچا چبا جانے کا ارادہ ہو۔آخر کو انکے بیٹے کے قاتل تھے وہ۔

"سردار جلال الدین حتمی فیصلہ تو آپ کا ہی ہوگا۔"ایک بزرگ نے کہا۔

"دل ہے اپنے بیٹے کے قاتل کا قتل کر دوں۔"وہ دانت پیس کر ہلکی آواز میں بولے مگر ساتھ بیٹھے ہوئے سردار شہرام نے ان کی بات سن لی۔

شہرام نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے کہا۔۔۔

"دادا سائیں آرام سے۔۔۔آپکا ایک غلط فیصلہ سارے گوٹھ میں ہمیں۔۔۔"

"ہمم۔۔۔۔ سمجھ گیا۔۔۔۔"وہ ہلکی آواز میں بولے۔

"سردار جلال الدین پھر آپ نے کیا فیصلہ کیا خون کے بدلے خون،زر،یا زمین؟"اسی بزرگ نے پوچھا۔۔۔۔

"یہ سارے گوٹھ کی زمین ہم سرداروں کی ہے۔زر،زمین یا خون نہیں چاہیے ہمیں زن چاہیے۔"

"سردار جعفری کی بیٹی۔۔"انہوں نے اپنی گرجدار آواز میں اپنا حتمی فیصلہ سنایا۔

انکا مطالبہ تھا یا گویا پگھلا ہوا سیسہ جو سردار جعفری اور معاذ کے کانوں میں انڈیل دیا گیا تھا۔۔وہ دونوں ہکا بکا ایک دوسرے کو تکنے لگے۔۔۔۔

فجر۔۔۔۔معاذ کی جان اے عزیز بہن اور جعفری کی چہیتی بیٹی۔۔

سردار جعفری نے سردار جلال الدین کی طرف دیکھا جن کی آنکھوں میں اپنی بات سے پیچھے نا ہٹنے کا عزم و جنون تھا۔

ان سے منت سماجت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔۔۔جعفری نے سوچا۔۔۔

سردار جلال الدین کے فیصلے نے ساری عوام کو ورطہ حیرت میں مبتلا کر دیا۔۔۔۔

"اس نے ہمارے جان سے پیارے بیٹے کو چھینا ہے نا ہم نے بھی ان دونوں کی کمزوری پر ہاتھ ڈالا۔۔۔ کہو کیسی لگی؟" سردار جلال الدین نے آہستگی سے شہرام کے کان کے قریب اپنا چہرہ کیے کہا۔۔۔۔

" مگر داداجان اس خون بہا میں آنے والی سے نکاح کرے گا کون؟" وہ اچنبھے سے انہیں دیکھ کر اپنے من میں اٹھتا ہوا سوال پوچھ گیا۔اسے توفی الوقت اپنی فکر لاحق تھی کہیں داداجان اسے یہ نکاح کرنے پر مجبور نا کر دیں۔۔۔اور وہ اپنے داداجان کی حکم عدولی کے بارے میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔

"ہم خون بہا میں آئی ونی کا نکاح اذلان سے کروائیں گے۔اسکی دماغی حالت کی وجہ سے اسے کوئی اپنی لڑکی نہیں دے گا۔اس لڑکی کی یہی سزا ہو گی وہ تاعمر ایسے ہی تڑپتی رہے۔"

شہرام ان کی بات سن کر ساکت رہ گیا مگر انکے سامنے بولنے کی جرات نہیں کی۔۔

"ابھی میرے بیٹے کے قبر کی مٹی سوکھی بھی نہیں اس کے چالیسویں کے بعد نکاح ہو گا جعفری کی بیٹی سے میرے پوتے اذلان کا۔" وہ گھمبیر آواز میں کہتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھے۔۔۔۔

وہ ایک کونے میں دبکی بیٹھی تھی۔اپنے بابا سائیں اور معاذ بھائی کے گھر واپس آنے کی راہ تک رہی تھی۔ نجانے آج پنچایت کیا فیصلہ کرنے والی تھی۔۔۔یہی سوچ سوچ کر اس کا دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔۔۔۔

وہ اس بات سے انجان تھی کے قسمت اسکے ساتھ کیا کھیل کھیلنے والی ہے۔وہ دل ہی دل میں اپنے بھائی کی سلامتی کے لیے ڈھیروں ڈھیر دعائیں کر رہی تھیں۔

لیکن ہوتا وہی ہے جو مقدر میں لکھا جا چکا ہوتا۔۔۔

پلوشہ بیگم ایک طرف جائے نماز بچھائے نوافل ادا کر رہی تھیں۔۔اور اپنے پروردگار سے مدد مانگ رہی تھیں۔۔۔۔

انہوں نے بھی دل ہی دل میں اس نے کتنی دعائیں کر ڈالی تھیں۔۔۔

جب فجر کو پنچایت کے فیصلے کا پتہ چلا تو اسکے اوسان خطا ہو گئے۔۔۔اسے یہ علم نہیں تھا کے اسکے جان سے عزیز بھائی کی زندگی تو بچ جائے گی۔۔لیکن اسکی اپنی زندگی ایک کڑے امتحان میں پڑ جائے گی۔

گھر میں اس وقت موت کا سا سناٹا تھا کہ گھڑی کی سوئیوں کی ٹِک ٹِک کی آواز بھی صاف طور پر سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔

ابھی صبح ہی کی تو بات تھی جب سبرینہ بیگم نے سب کو ناشتے پر اپنے بھائی فیروز کے آنے کی اطلاع بہم پہنچائی تھی کہ شام کو سب جلدی حویلی آجائیں کیونکہ وہ اپنے بیٹے صائم کا رشتہ دلنشین کے لیے لا رہے ہیں۔

یہ بات سنتے ہی نا جانے کیوں شہرام نے بہت برا محسوس کیا۔۔دل کی عجیب سی کیفیت پر وہ صبح کا باہر نکلا ہوا تھا۔۔۔

یونہی ادھر ادھر گھومتا رہا۔۔۔شام کی تاریکی نے چہار سو اپنے پنکھ پھیلا دیئے وہ اپنے دل کی زیر وزبر حالت پہ تنہا بیٹھا حواس باختہ تھا،وہ پاس پڑے کنکر اٹھا کر ندی میں پھینک رہا تھا۔۔۔جس سے اس کی لہروں میں چند پل کے لیے ارتعاش پیدا ہوتا پھر گہرا سکوت چھا جاتا۔وہ اس کی دوست تھی اس سے بڑی بھی تھی تو پھر اس سے محبت کیسے ہو سکتی تھی۔پھر اس نے خود ہی اپنے سوال کا جواب تلاشا۔۔۔محبت نا عمر کا فرق دیکھتی ہے نا ذات پات وہ تو روح سے ہوتی ہے۔۔اور بس ہو جاتی ہے،اس نے اپنے دل کو اچھے سے ٹٹولا کہیں یہ وقتی کشش یا حسد تو نہیں۔۔۔مگر اس سوال پر اس کے دل نے اسے اچھے سے ڈپٹ دیا۔۔۔نہیں۔۔۔یہ محبت تو بچپن سے اسکے دل پیدا ہو چکی ہے تب سے جس دن سے اس کی دل نے اسے اپنے پیار کا احساس دلا یا اس کا خیال رکھا تب سے اس کا دل خواہش کرنے لگا تھا کہ اپنی اس خیال رکھنے والی دل کو وہ ہمیشہ ایسے ہی اپنے پاس دیکھنا چاہتا ہے اپنا خیال رکھتے ہوئے۔اسے اپنی قید میں رکھ کر اس پر ہمیشہ

اپنا حق جمانا چاہتا ہے۔اس پر صرف شہرام کا حق ہے۔۔۔اسکے دل نے گواہی دی۔۔

"دل میری ہے اور ہمیشہ میری ہی رہے گی۔"

اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ دلنشین کو خود سے کہیں دور نہیں جانے دے گا۔انکے درمیان اگر کوئی بھی آیا تو شہرام اپنے راستے کے درمیان میں آنے والی ہر روکاوٹ کو دور کر دے گا۔۔چاہے وہ روکاوٹ کوئی بھی ہو۔وہ اٹل فیصلہ لیتے ہوئے وہاں سے اٹھا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا جو کچھ فاصلے پر موجود تھی۔دل کی دنیا بدلی تو ساری دنیا حسین لگنے لگی تھی۔آج وہ اپنے دل کی آواز سن کر سرشار تھا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

جونہی اس نے حویلی میں قدم رکھا سب لوگ اسے سامنے بیٹھے ہوئے دکھائی دیئے۔۔

"تو پھر سردار صاب ہم پھر صائم اور دلنشین بیٹی کا رشتہ پکا سمجھیں؟"فیروز کی آواز سن کر شہرام کا تن من جھلسنے لگا۔۔۔۔

دلنشین جو انہیں چائے پیش کر رہی تھی۔اسکے لبوں پہ دھیمی سی مسکراہٹ شہرام کے دل پر جلتی ہوئی چنگاری کا کام کر گئی۔۔۔۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دلنشین کے پیچھے پیچھے کچن میں آیا۔جہاں وہ شیلف پر چیزیں ترتیب سے واپس رکھنے لگی تھی۔۔۔۔

"آپ خوش ہیں اس شادی پر؟؟؟" وہ شکستہ آواز میں بولا۔۔

دلنشین نے حیرت سے اسکی طرف مڑ کر دیکھا۔

"ظاہر سی بات ہے۔خوش ہوں یہ فیصلہ بابا سائیں،اماں سائیں اور دادا سائیں نے لیا ہے اور ان کا ہر فیصلہ مجھے دل و جان سے قبول ہے۔"

"آپ کو صائم سے محبت ہے؟" وہ چبھتے ہوئے لہجے میں بولا۔

"یہ کیسا سوال ہے شاہو؟ایک مشرقی لڑکی کو شادی کے بعد اسکے شوہر سے محبت ہو ہی جاتی ہے۔مجھے بھی ہو جائے گی۔"

"دل کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ہمیشہ اسی گھر میں رہیں میرے سامنے؟آپ اس رشتے سے انکار کر دیں۔۔پلیز۔۔۔" وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر بولا۔

"کیسی باتیں کر رہے ہو شاہو باہر سب رشتہ طے کر چکے ہیں۔۔اور میں بڑوں کی بات سے منحرف کیسے ہو سکتی ہوں۔ویسے بھی ایک نا ایک دن تو مجھے اس گھر سے رخصت ہونا ہی تھا۔میں شادی کے بعد ملنے آتی رہوں گی نا۔" وہ اسے پیار سے سمجھانے لگی۔

"میں نے کہہ دیا نا کہ آپ یہ شادی نہیں کریں گی تو بس نہیں کریں گی۔" وہ ضدی انداز میں بولا۔

"یہ کیا بچپنا ہے شاہو؟؟؟میں کسی صورت اس شادی سے انکار نہیں کروں گی۔"

"شادی۔۔۔شادی۔۔۔شادی۔۔۔شادی نا ہو گئی وبال جان ہو گئی۔۔"وہ بپھرے ہوئے شیر کی مانند دھاڑا۔۔۔۔

"شادی کا اتنا ہی شوق ہے تو میں کروں گا آپ سے شادی! بھول جائیں اس صائم کو۔۔ دل آپ میرے ساتھ کیوں ایسا کر رہی ہیں۔۔پہلے مجھے اپنے پیار کا عادی بنا ڈالا اور اب مجھے چھوڑ کر جانے کی بات کرتی ہیں۔۔میں مر جاؤں گا آپکے بغیر۔۔۔نہیں جی سکتا ایک پل بھی آپکے بنا۔۔"وہ آتش فشاں لاوے کی مانند پھٹ پڑا اور راز دل عیاں کر گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"شاہو۔۔۔میرا بچہ۔۔۔تم کچھ زیادہ چُپ ہو رہے ہو مجھے لے کر اسی لیے ایسی بیو قوفانہ باتیں کر رہے ہو۔۔۔میں۔۔۔۔میں تمہاری بڑی بہن تمہاری دوست ہوں سمجھنے کی کوشش کرو۔۔"وہ پیار سے پچکارتے ہوئے بولی۔

"نہیں ہیں آپ میری بہن۔۔۔ سمجھ میں آئی آپکے۔۔اور نا ہی دوست۔۔آپ سمجھتی کیوں نہیں۔۔محبت کرتا ہوں آپ سے بے انتہا محبت۔۔۔م۔۔۔میں بہت خوش رکھوں گا آپکو۔۔۔اس دنیا میں مجھے آپکے سوا اور کچھ نہیں چاہیے۔۔"وہ دل کو بازوؤں سے جھنجھوڑ کر بولا۔۔۔۔

دلنشین اسکی آنکھوں میں چھائی وحشت اور دیوانگی کو سراسیماں نظروں سے دیکھنے لگی یکدم خوف کی لہر اس کے وجود میں سرائیت کر گئی۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔ "دلنشین کا ہاتھ اٹھا اور شہرام کے گال پر نشان چھوڑ گیا۔۔

وہ اپنے سنسناتے ہوئے گال پر ہاتھ رکھے بے یقین نظروں سے دلنشین کو دریدہ نظروں سے دیکھنے لگا۔۔ جو ہمیشہ اس سے نرمی سے پیش آتی اس سے ہمہ وقت پیار جتلاتی تھی آج اس نے پہلی بار اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔

دلنشین کو اس کی آنکھوں میں شرم یا اپنے کیے کا پچھتاوا دکھائی نا دیا۔۔ بلکہ کچھ کر دینے کا جنون دکھائی دیا۔۔۔ وہ خون آشام نظریں اسی پر جمائے ہوئے تھا۔۔۔

"تمہیں ہمیشہ میں نے اذلان کی طرح ایک چھوٹے بھائی ایک بچے کی طرح ٹریٹ کیا۔ تمہارا خیال رکھا اور تم نے میرے پیار کا اتنا غلط مطلب نکالا۔۔۔ شرمندگی ہو رہی ہے مجھے یہ سب سوچتے ہوئے بھی کہ تمہاری سوچ اتنی غلیظ ترین ہے۔۔ آج تم نے مجھے حقیقت کا وہ آئینہ دکھایا ہے جس میں مجھے اپنی غلطیوں کا احساس ہوا۔۔۔ سچ کہا تم نے ہم حقیقی بہن بھائی نہیں۔۔ سچ کہا تم نے ہم دوست بھی نہیں۔۔۔ ایک نا محرم رشتے کو فوقیت دی۔۔۔ صرف تمہیں بچہ سمجھ کر۔۔ تمہاری نظروں میں مجھے ہمیشہ معصومیت اور پاکیزگی دکھائی دی۔۔۔ مگر آج تمہاری نظروں نے مجھے میری ہی نظروں میں گرا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیا۔۔۔میں کتنی غلط تھی۔۔۔"

"دل پلیز ایسا مت کہیں۔۔۔۔میں کیا کروں میرا خود پر بس نہیں۔۔۔اس میں میرا کیا قصور۔۔۔محبت ہو گئی مجھے آپ سے۔۔۔"وہ بے بسی سے بولا۔۔۔

"مجھے اپنے آپ سے دور کر کے مجھے محبت کرنے کی سزا تو مت دیں۔"وہ اسکے پاس ہوا۔۔۔دلنشین الٹے قدم لیتے ہوئے پیچھے ہوئی۔۔۔

"اپنی یہ حوس زدہ نظروں ہٹاؤ مجھ سے شاہو ورنہ میں کچھ کر گزروں گی۔"وہ درشت آواز میں بولی۔

"آپ میری محبت کی اس طرح توہین نہیں کر سکتی۔۔ٹھیک ہے آپ نے بڑوں کے فیصلے پر سر جھکایا ہے نا۔۔اب بھی آپ وہی کیجئے گا۔۔۔مگر یئے گا مت۔۔۔۔اپنی بات سے۔۔"وہ انگلی اٹھا کر بولا۔۔۔

"بڑوں کا فیصلہ کیسے اپنے حق میں کروانا ہے یہ مجھے اچھی طرح آتا ہے۔"وہ وارننگ دینے کے انداز میں کہتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔۔۔

آج وہ گھڑی بھی آن پہنچی تھی جب فجر اور سردار اذلان کا نکاح تھا۔۔۔۔

سردار جعفری کے گاؤں میں ہر طرف ہو کا عالم تھا۔۔رات کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے سیاہی ہر طرف پھیل رہی تھی اس گاؤں کی ہر گلی سنسان تاریک اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔

اکا دکا گھروں کے آگے ٹیوب لائٹس جلی ہوئی تھیں آوارہ کتے بھونک رہے تھے جن کی وجہ سے وحشت سی چھائی ہوئی تھی۔۔۔فجر اپنے تعلیم مکمل کرنے کے خوابوں کو چکنا چور ہوتے دیکھ اور پھر اپنے تاریک مستقبل کے بارے میں سوچ سوچ کر ہلکان ہو چکی تھی۔۔۔یہ سوا ماہ اس نے جس اذیت میں کاٹا تھا یہ اس کا دل ہی جانتا تھا۔۔۔وہ اپنی ماں کی آغوش میں سسک رہی تھی۔۔۔آج اس کی زندگی بدلنے والی تھی۔۔۔اس نے کیا سوچا تھا اور اسکے ساتھ کیا ہونے جا رہا تھا۔۔۔۔

معاذ نے سردار جلال الدین کے فیصلے کے خلاف جانے کی اپنے بابا سائیں سردار جعفری کو کہا مگر سردار جعفری جانتے تھے کہ سردار جلال الدین کے فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتے اور اگر انہوں نے ایسا کچھ کرنے کا سوچا بھی تو اسکا انجام بھی انکے پورے خاندان کو بھگتنا پڑے گا۔

انہوں نے دور اندیشی اور سے کام لیا۔۔۔آخر کو فجر انکی بھی تو جان کا ٹکرا تھا۔۔۔اس فیصلے سے ان کا بھی دل دُکھا تھا۔۔وہ بھی سردار کے ساتھ ساتھ ایک نرم دل باپ تھے مگر پنچائیت کے فیصلے کے آگے بے بس تھے۔

دروازے پر کھٹکھٹاہٹ کی آواز سنائی دی تھی فجر نے اپنے والدین اور بھائی کی طرف مدد طلب نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

"باباسائیں۔۔۔ بھیا وہ لوگ مجھے لینے آ گئے۔۔۔ مجھے نہیں جانا کہیں بھی۔۔۔ مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے۔" وہ کپکپاتی آواز سے فریاد کرنے لگی۔۔۔ اسکی آنکھوں سے آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔

پلوشہ نے بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے اسکی پیشانی پر آخری بوسہ دیا۔

"فجر مجھے معاف کر دینا باباسائیں کی قسم کے آگے میں ہار گیا۔۔۔ تمہارے لیے کوئی قدم نہیں اٹھا پایا۔۔۔ میں قصوروار ہوں اس سب کا اور بھگتان تمہیں بھگتنا پڑ رہا ہے۔" معاذ اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"نہیں بھائی ایسا مت کریں۔۔" فجر نے اس کے جُڑے ہوئے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔

"میں نے کہا تھا نا کہ آپکی خاطر میں اپنی جان بھی دے دوں گی۔ تو شاید آپ کے لیے اپنی جان قربان کرنے کا وقت آ گیا ہے۔" معاذ نے فجر کی بات پر تڑپ کر اسے دیکھا۔

دروازہ پھر سے زور سے کھٹکھٹایا گیا۔۔۔ تو سردار جعفری نے دروازہ کھول دیا۔۔

گھر کے باہر حویلی کی جیپ کھڑی تھی۔۔۔ کچھ آدمی اور عورتیں کھڑی تھیں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سردار جلال الدین سائیں کا حکم ہے کہ بی بی جی کو اپنے ساتھ لے آئیں۔" ایک عورت نے کرخت آواز میں کہا۔۔۔

"میری جان تمہیں اللہ کے امان میں دیا۔" سردار جعفری نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر نم آواز میں کہا۔۔۔

فجر اپنے سر پر چادر اوڑھے ان عورتوں کے ساتھ باہر نکل گئی اور جاتے جاتے آخری نگاہ اپنی فیملی پر ڈالنا نا بھولی جو گھر کی دہلیز پر شکستہ حالت لیے کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

"فجر جعفری ولد جعفری آپکو سردار اذلان ولد سردار حماد کے نکاح میں دیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟"

قاضی صاحب پوچھ رہے تھے لیکن فجر بت بنی بیٹھی تھی۔۔ وہ اس بات سے قطعی نابلد نہ تھی کہ ایک خون بہا میں آئی ہوئی لڑکی کو کن کن آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

یہ نکاح کرنا اسکے لئے زہر پینے کے مترادف تھا۔۔

اس نے اپنی بھاری پلکوں کی جھالر اٹھا کر ایک نظر قاضی صاحب کو دیکھا تھا۔

کیا نہیں تھا اسکی نظروں میں التجا بے بسی کا ہر رنگ قاضی صاحب بھی نظریں چرا گئے

تھے۔

"بتاؤ۔۔۔بیٹی۔۔۔" قاضی صاحب نے پوچھا۔

"ق۔۔۔قبول ہے۔"

اسکی آنکھوں کے سامنے اسکے بھائی اور بابا سائیں کا چہرہ لہرایا تھا۔انکی سلامتی کے لیے اسے اس زہر کا کڑوا تریاق پینا ہی تھا۔۔۔

اس نے اپنی کپکپاتی ہوئی آواز میں نکاح قبول کیا۔۔۔ مگر اس نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر اپنی زندگی کے نئے مالک کو نہیں دیکھا۔۔۔اور پھر دوسری طرف سے بھی اسی طرح ایجاب و قبول کے مراحل سے گزر کر وہ فجر جعفری سے فجر اذلان گئی۔۔

آج ایک بار پھر ایک بہن قربان ہو گئی تھی۔

"جاؤ یہ پہن کر آؤ۔" ایک عورت نے اسے عروسی لباس تھمایا تو اس نے پہلے تو حیرت انگیز نظروں سے اسے دیکھا مگر مرتی کیا نہ کرتی کے مصداق پر عمل پیرا کرتے ہوئے لباس زیب تن کیا۔۔۔

تو کچھ عورتیں اسے دلہن کا روپ دینے لگی۔۔۔۔

وہ نڈھال سا وجود لیے خود کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ چکی تھی۔۔کچھ دیر بعد جب نظر اٹھا کر آئینے میں خود کو دیکھا۔۔پل بھر کو ٹھٹک گئی۔۔وہ خود کو پہچان ہی نا پائی۔۔۔

"کیا یہ میں ہوں۔۔؟"وہ ہلکی سی آواز میں منمنائی۔۔۔آواز اتنی آہستہ تھی کہ اسکے اپنے کانوں تک بھی بمشکل سنائی دی۔۔۔۔

اس زرق برق لباس نے اسکی جھب ہی بدل کر رکھ دی تھی۔۔۔۔

وہ عورتیں اسے اپنے ساتھ لیے کسی کمرے کے طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔اور وہ اپنا مردہ وجود لیے ان کے ساتھ گھسٹتی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

"چلو ادھر بیٹھو۔۔"انہوں نے اس کا لہنگا بستر پر پھیلائے اسے بیڈ پر بٹھا دیا۔

جانے کتنی ہی دیر یونہی گزر گئی۔۔۔۔

بیڈ پر بیٹھی ہوئی وہ کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔جو بڑی ہی خوبصوتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا دیواروں پر آف وائٹ پینٹ کے ساتھ بلیو ٹچ دیا گیا تھا ایک اور دیوار کی جگہ شیشے کا سلائڈنگ ڈور تھا جو بالکونی میں کھلتا تھا اس پر ڈارک بلیو اور آف وائٹ رنگ کے ڈیزائنر پردے لگے تھے سارا سامان حویلی کے باقی سامان کی طرح پرانی طرز کی بجائے جدید طرز کا قیمتی اور خوبصورت تھا ہر چیز سے سامنے والے کی پسند اور حیثیت کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔۔کنگ سائز بیڈ پر وہ پچھلے ایک گھنٹہ سے بیٹھی تھی دلہن کے روپ میں

وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی رونے کی وجہ سے ناک اور آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

خون بہا میں آنے والی لڑکی کے ساتھ ایسا نرم سلوک اور اسے اتنے شاہانہ کمرے میں عزت سے بیٹھانے کے پیچھے ان کا کارفرما مقاصد سے الجھتی ہوئی وہ سوچوں کے تانے بانے بننے میں مصروف تھی۔۔۔۔چہرے پر الجھنوں کے آثار نمایاں تھے۔۔۔شام سے وہ اپنے نازک وجود پر اتنے بھاری کپڑے اور زیور کا بوجھ برداشت کر رہی تھی۔ بھوک تو جیسے مر گئی تھی۔۔۔

اپنی سوچوں میں گم تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز پر چونک کر سیدھی ہو گی گھونگٹ کو اور زیادہ لمبا کھینچ لیا دایاں ہاتھ دل پر رکھ کر بڑھتی اور گھٹتی ہوئی دھڑکنوں کو قابو کرنے کی جدوجہد کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

وہ دروازہ بند کر کے بیڈ کے قریب آیا۔۔۔

"تم میرے بیڈ پر کیا کر رہی ہو؟"ایک گرجدار آواز سنائی دی تو فجر نے گھونگھٹ پلٹ دیا۔۔

وہ کوئی ان پڑھ لڑکی نہیں تھی جو یوں کسی سے دب جاتی خواہ سامنے اس کا نیا مجازی خدا ہی کیوں نا ہو۔

وہ آنکھیں کھولے اسے تند نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

"میری گڑیا کو دیکھا ہے؟"وہ زمین پر گری ہوئی ایک گڑیا کی طرف اشارہ کر کے بولا۔
فجر نے اسکے اشارے کے تعاقب میں دیکھا۔۔

"جب میری گڑیا میری بات نہیں مانتی میں ایسے ہی اس کا بازو توڑ دیتا یا ٹانگ۔۔۔"وہ گھورتے ہوئے سخت گیر لہجے میں بولا۔

"اگر تم نے میری بات نامانی تو میں تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی کروں گا۔۔"وہ انگلی اٹھا کر وارننگ دیتے انداز میں بولا۔

اس کی بات پر فجر کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیلیں۔۔۔۔۔

"اماں سائیں نے کہا ہے۔اب سے تم میری نئی گڑیا ہو۔وہ پرانی والی تو خراب ہو گئی نا۔اب میں تم سے کھیلوں گا۔"وہ چلتے ہوئے اس کے پاس آیا۔۔

جیسے جیسے وہ اسکے پاس آتا جارہا تھا۔۔۔فجر اپنا ڈھیلا وجود گھسٹتی ہوئی بیڈ کے کراؤن سے جا لگی۔۔۔

اسکے ہلنے سے اس کی چوڑیوں اور پائل کی جھنکار سے پورا کمرہ جھنجھنا اٹھا۔۔

وہ پر شوق نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بستر پر بیٹھا اور فجر کے پاؤں پر بندھی

گھنگروں والی پائل کو اپنی انگلی سے کھینچا۔۔۔

جو ایک جھٹکے سے کھل کر اس کے ہاتھ میں آگئی۔۔۔۔

"واؤ یہ کتنی پیاری ہے۔۔۔اور اس کی آواز بھی۔۔" وہ اسے اپنے کان کے قریب کیے زور زور سے ہلانے لگا۔۔۔ فجر نے اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبایا۔۔

"کیا اس لیے مجھے ؟؟؟؟"

وہ اپنی قسمت پر ماتم کناں ہوئی۔۔۔اور دھندھلائی ہوئی آنکھوں سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا جو سفید کھدر کی شلوار قمیض پر ساہ واسکٹ پہنے اپنی سحر انگیز شخصیت سے کسی کو بھی اپنا دیوانہ بنانے کا ہنر رکھتا تھا۔۔۔ مگر دماغ سے۔۔۔۔۔

یہ سوچتے ہی اسے اپنے اعصاب شل ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔۔

"گڑیا!!" اس نے فجر کو کھوئے ہوئے دیکھا تو مخاطب کیا۔۔۔

فجر نے اپنے خیالوں کو جھٹکا اور چونک کر اسے دیکھا۔

"آؤ تمہیں چینج کرواؤں۔" وہ سادہ سے انداز میں بولا۔

مگر فجر کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہوئے۔۔۔

"میں روز اپنی گڑیا کو اپنے پسند کا ڈریس پہناتا ہوں۔۔امم۔۔۔ تم کونسا پہنو گی؟" وہ

سوچتے ہوئے اٹھ کر کبرڈ کی طرف بڑھا۔۔۔ فجر اپنی جگہ سے ہل بھی نا سکی۔

"فجر تم کم ہمت نہیں ایک ویل ایجوکیٹڈ لڑکی ہو۔۔یوں ہمت نہیں ہار سکتی۔۔۔ مقابلہ کروان حالات کا۔۔"اس نے خود میں ہمت مجتمع کی اور بستر سے اٹھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟؟؟"فجر کو کمرے سے باہر نکلنے لگی تھی۔۔۔

پیچھے سے اپنے مجازی خدا کی بھاری آواز سن کر اسکے بڑھتے ہوئے قدم وہیں رکے۔۔

وہ ایک تلخ نگاہ اس پر ڈال کر بھاگتی ہوئی کمرے سے باہر نکلی۔اور باہر سے دروازہ بند کر دیا۔۔۔ پیچھے سے اذالان نے دروازہ پیٹ ڈالا۔۔

سب سونے کے لیے اپنے اپنے کمروں کی طرف جانے ہی والے تھے کہ۔۔۔۔۔

فجر کو سیڑھیوں سے نیچے آتے دیکھ وہیں رک گئے۔۔ دلنشین فوراً اذلان کے کمرے کی طرف بھاگی۔۔اور دروازہ کھول کر اسے پرسکون کرنے کی کوشش کی جو اپنے جلالی روپ میں آ چکا تھا۔۔ سبرینہ بھی بھاگتی ہوئی اذلان کے کمرے میں گئیں۔۔اور اسے رات کی میڈیسن نکال کر دیں تو وہ کچھ دیر بعد پرسکون ہوا۔۔۔

دلنشین وہیں اسکے پاس بیٹھ گئی اور سبرینہ روم سے باہر نکل آئیں۔۔۔ فجر کو دیکھنے کے لیے۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ لوگ مجھے کمزور سمجھنے کی غلطی بھی مت کرنا۔آپ نے دھوکے سے ایک پاگل انسان کے ساتھ میرا نکاح کروادیا۔۔میں ایک لمحہ بھی یہاں نہیں رکوں گی۔۔۔سب کو چیخ چیخ کر بتاؤں گی آپ کی کرنی۔۔۔"وہ اونچی آواز میں چِلا کر بولی۔

"اے لڑکی آواز نیچی۔۔۔"سردار جلال الدین کی بارعب گرجدار آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔۔

فجر نے مڑ کر انہیں دیکھا جن کے ضعیف چہرے کے اعصاب تنے ہوئے تھے سفید کلف لگی شلوار قمیض پہنے کندھوں پر مہرون رنگ کی شال ڈالے بھوری آنکھیں جن میں ایک سرد تاثر دکھائی دیا۔۔گھنی مونچھیں اور داڑھی جو انکی شخصیت کو مزید رعب دار بنارہی تھیں۔

وہ اپنی تمام تر شان وشوکت کے ساتھ وہاں موجود تھے۔فجر کی بات سن کر انکی تنی ہوئی رگیں مزید تن گئی تھیں۔۔۔۔

کچھ لمحے وہاں سکوت چھا گیا تھا اور سردار جلال الدین کی سرد آواز نے اس سکوت کو توڑا تھا۔

"تمہیں عزت دی مان دیا جو ایک ونی کو نہیں دیا جاتا اور تم ہو کہ ہمارے ہی سر پر چڑھ کرناچنے لگی۔۔مت بھولو اپنی اوقات۔۔۔تم خون بہا میں آئی ہوئی ایک ونی ہو۔۔اور

ونی کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا وہ تم ہمیں کرنے پر مجبور نا ہی کرو تو وہ تمہارے لیے ہی اچھا ہے۔" وہ کرخت آواز میں بولے۔۔

"ہمیں ہمارا پوتا عزیز ہے۔ تم اسکی خدمت کرو بدلے میں ہم سے اپنی عزت کی امید رکھنا۔۔اگر تم نے ہمارے پوتے کے کسی بھی کام میں کوئی کوتاہی کی تو سزا کے لیے تیار رہنا۔۔" وہ دھمکی آمیز انداز میں درشت آواز میں بولے۔۔۔

فجر ان کے انداز واطوار پر مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔۔۔

اسکے والدین نے اسے بڑوں کی عزت کرنا سکھایا تھا۔۔اسی وجہ سے اس نے سردار جلال الدین کے سامنے مزید زبان چلانا مناسب نہیں سمجھا۔

"ہاں اور تم لوگ بھی کان کھول کر سن لو۔۔۔آج سے سردار اذلان کے سب کام اس کی بیوی کرے گی۔۔۔کوئی بھی اسکے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔۔۔آئی بات سمجھ میں ؟؟؟" انہوں وہاں موجود ملازمین سے کہا۔۔۔

انہوں نے مؤدب انداز میں سر ہلایا۔۔۔۔

سردار حماد، سردار واجد بھی چپ چاپ کھڑے تھے۔۔

"جاؤ اب۔۔۔اپنے اپنے کمروں میں۔" انہوں نے کہا تو سب اپنے اپنے کمروں کی طرف چل دیئے۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دادا سائیں! مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" شہرام نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم آؤ میرے ساتھ کمرے میں۔" وہ گھمبیر آواز میں کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چل دیئے اور شہرام ان کی تقلید میں ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔

فجر وہیں سیڑھیوں میں بیٹھ گئی۔۔وہاں بیٹھے بیٹھے جانے کتنی دیر گزر گئی تھی۔۔۔وہ اپنی قسمت پر ماتم کرنے کے سوا کچھ نا کر سکی۔۔۔اور اپنے آپ کو حالات کے دھارے پر بہنے کے لیے چھوڑ دیا۔۔۔۔

فجر جب رات گئے اپنے کمرے میں واپس آئی تو دیکھا اذلان بستر پر لیٹ کر سو چکا تھا۔

اسکے گھر سے لایا سوٹ کیس شاید کوئی ملازم اس کمرے میں رکھ کر جا چکا تھا۔اس نے سوٹ کیس کھول کر اس میں سے قدرے ایک سادہ سا سوٹ نکال لیا اور واش روم کی طرف بڑھ گئی تاکہ اس زرق برق سے نجات حاصل کر سکے۔۔۔۔

"ہاں بتاؤ کیا بات ہے؟" جلال الدین اپنے بستر پر نیم دراز سا لیٹے ہوئے بولے۔

شہرام ان کے پاس بستر پر بیٹھ گیا۔۔۔۔

"دادا سائیں میری خواہش پوری کریں گے؟" وہ انکا جھریوں زدہ ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے محبت بھرے انداز میں بولا۔

"میرے بس میں ہو تو دنیا کی ہر چیز اپنے لاڈلے پوتے کے قدموں میں رکھ دوں۔"

"تو بس پھر دادا سائیں مجھے دلنشین دے دیں۔۔۔ہمیشہ کے لیے۔"

"کیا کہہ رہے ہو شہرام ہوش میں تو ہو؟؟ کہیں کوئی نشہ وشہ تو نہیں کیا نا؟؟؟"

"جی دادا سائیں ٹھیک پہچانا آپ نے۔۔میں اس وقت دلنشین کے نشے میں چور ہوں۔ مجھے دل چاہیے۔۔میں بہت محبت کرتا ہوں اس سے۔۔"

"شہرام میں نے تمہیں یہ عہدہ دے کر دماغ سے کام لینے کی تلقین کی تھی۔۔دل کا استعمال کرنے کی نہیں۔۔"

"دادا سائیں اگر دل کی من مرضی پوری ہو گی وہ سکون میں ہو گا تبھی دماغ بھی کام کرے گا نا باقی کاموں میں۔۔"

"شہرام تم دونوں کی عمر۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتے شہرام انکی بات درمیان میں کاٹ گیا۔۔۔اور یہ ہمت صرف اسی میں تھی۔۔

"محبت میں عمر مذہب،ذات پات کوئی معنی نہیں رکھتی۔۔میں سچ کہہ رہا ہوں اگر اس صائم سے دلنشین کی شادی ہوئی تو میں اسکی جان لے لوں گا۔"وہ طیش کے عالم میں بولا۔

"شہرام۔۔۔۔"انہوں نے گھور کر دیکھا۔

"وہ میری محبت ہے دادا سائیں صرف میری اور آپ مجھ سے وعدہ کر چکے ہیں مجھے دنیا کی ہر خوشی دینے کا۔۔۔میری خوشی دل میں ہے مجھے وہی چاہیے۔"

"شہرام پر دلنشین کا رشتہ صائم سے طے ہو چکا ہے۔۔"

"تو کیا ہوا رشتہ ہی طے ہوا۔۔ٹوٹ بھی سکتا ہے۔دل سے صرف میری شادی ہو گی اور وہ بھی آپ کروائیں گے۔۔اور یہ رشتہ کیسے ختم کرنا ہے وہ بھی آپ ہی جانیں۔۔ مجھے بس کسی بھی طرح دلنشین چاہیے تو بس چاہیے۔۔"

انہیں شہرام کی ضد کے سامنے سب بیکار لگا۔۔۔۔

"دلنشین نہیں مانے گی۔۔۔"انہوں نے آخری کوشش کی۔

"آپکے فیصلے کے آگے کس کی چلی ہے آج تک۔۔۔ایک بار شادی ہو جائے اسے میں اپنے طریقے سے منا لوں گا۔"

"یہ تم میں کس مجنوں کی روح آ گئی ہے؟"انکے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ پھیلی۔

"تو پھر ڈن؟؟؟"شہرام نے انکی طرف دیکھ کر پوچھا۔

انہوں نے ہلکے سے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

www.neweramagazine.com

"چلیں پھر آرام کریں کل سے آپکو یہ سب پھیلا ہوا اراۓتہ بھی سمیٹنا ہے۔"وہ مسکراتے ہوۓ کہہ کر باہر نکل گیا۔۔۔۔

⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘

ماہ سوئی ہوئی تھی کہ سارے کمرے میں سنہری روشنی پھیلی۔۔۔آنے والے کے وجود پر آگ کے شعلے کا نشان ویسے ہی تھا جیسا ماہ کا تھا۔دونوں کے نشانوں میں سے سنہری روشنی پھوٹ رہی تھی۔۔۔۔۔

"تم صرف میری ہو۔"اسکی آواز اتنی مدھم تھی کہ وہ ماہ کے کانوں تک رسائی حاصل نا کر سکی۔۔

"میں بہت جلد تمہیں اس بے رحم دنیا سے دور لے جاؤں گا اپنی دنیا میں۔"

⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘⚘

وہ اذلان کے بیڈ کے ایک کنارے پر بیٹھی رہی اپنی زندگی کے بارے میں سوچتی رہی اجنبی اور نئ جگہ تھی نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔اسکی نظر بار بار پاس گہری نیند میں سوۓ ہوۓ اذلان پر پڑ رہی تھی۔

سرخ وسفید رنگت براؤن گھنی مونچھوں تلے عنابی لب باہم پیوست، کھڑی ستواں ناک، بڑی بڑی آنکھیں جو اس وقت بند تھیں۔پیشانی پر بکھرے ہوۓ بھورے بال،

وہ سویا ہوا کتنا معصوم دکھائی دے رہا تھا۔۔اور اب تک اس نے جتنی باتیں فجر سے کی تھیں وہ بھی معصومیت بھری ہی تھیں۔۔۔

"پتہ نہیں یہ ایسے کیوں ہیں؟"اس کے من میں سوال آیا۔۔

دور سے فجر کی اذان سنائی دی تو وہ اٹھ کر وضو کرنے چلی گئی۔۔۔

صبح ساڑھے پانچ بجے کا وقت تھا۔وہ مصلہ بچھائے نماز پڑھ رہی تھی۔کافی دیر بھیگی پلکوں سے وہ دعا مانگتی رہی تھی۔اس نے اپنے اور اپنے گھر والوں کے حق میں بہتری مانگی تھی۔جانے انجانے میں اپنے شوہر کی تندرستی کی دعا بھی کرلی۔۔۔۔پھر اپنی بے ساختگی پر خود بھی حیران تھی۔۔اتنی جلدی وہ اس رشتے کو قبول کر گئی۔۔۔شاید نکاح کا پاکیزہ بندھن ہی ایسا ہوتا ہے۔

ابھی وہ قرآن پاک کی تلاوت کیے اسے غلاف میں لپیٹ کر الماری میں رکھ ہی رہی تھی کہ دروازے پر کسی نے دستک دی۔۔۔

فجر نے دروازہ کھولا تو دلنشین تھی۔۔۔۔

"اسلام و علیکم۔۔۔صبح بخیر بھابھی۔۔"وہ خوشدلی سے بولی۔

جواباً فجر دو منٹ تو خاموش رہی پھر گہرا سانس لیتے ہوئے سلام کا جواب دے گئی۔۔۔

"آپکا آج حویلی میں پہلا دن ہے تھوڑی دیر تک ناشتہ لگے گا باہر میز پر آپکو میٹھا بنانا ہے اماں سائیں نے حکم دیا ہے۔آجائیں میرے ساتھ۔۔"وہ دلنشین کے تعاقب میں پیچھے پیچھے چلتے ہوئے کچن میں آئی۔۔۔۔

"میں سب کے ساتھ مل کر ناشتہ بناتی ہوں آپ میٹھا بنالیں۔۔"دلنشین کہتے ہوئے اپنے کاموں میں لگ گئی کچھ دیر بعد اچانک پیچھے مڑ کر دیکھا تو ابھی تک وہیں کھڑی ہوئی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔۔۔

"کیا ہوا بھابھی؟؟؟"اس نے اچنبھے سے پوچھا۔

"مجھے کچھ بھی بنانا نہیں آتا۔۔۔"

"اوووو۔۔اچھا کوئی بات نہیں ایسا کرتے ہیں میں آپکو بتاتی جاتی ہوں اور آپ بس چمچ ہلاتی جائیں۔"اس نے فجر کی مدد کی۔۔۔تھوڑی دیر میں وہ سب کچھ تیار کر چکی تھی۔۔

"بھابھی ایسا کریں آپ جا کر باتھ لیں اور اچھے سے تیار ہو جائیں۔۔"فجر سر ہلا کر جانے لگی۔۔۔

"ایک منٹ۔۔۔۔ایک منٹ۔۔۔رکیے۔۔وہ واش روم میں تو بھائی کا جینٹس شیمپو ہے۔آپ یہ دوسرا لیتی جائیں۔"

اس نے ایک کیبنٹ کھول کر اندر سے شیمپو کی بوتل نکال کر اسکی طرف بڑھائی۔۔۔

"وہ راشن یہاں موجود ہوتا ہے ناسارا اسی لیے۔" دلنشین نے مسکرا کر صفائی پیش کی۔

فجر اسکی طرف دیکھ کر مسکرائی۔ دلنشین کی خوشدلی اور خلوص سے بہت متاثر ہوئی تھی وہ۔

❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦

اذلان کی آنکھ کھلی تو وہ اسے سامنے دیکھ کر ٹھٹکا۔۔۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنے بالوں میں برش پھیر رہی تھی۔۔اسکی نازک کمر پر پھیلے بھیگے بالوں نے واضح کیا کہ وہ کچھ دیر پہلے ہی نہا کر نکلی تھی سیاہ اور پنک کلر کی شلوار قمیض پہنے بے ترتیبی سے دوپٹہ شانے کی ایک طرف لٹکائے وہ اسکی موجودگی سے بے خبر بالکل مصروف تھی اپنے کام میں بغور اس کا جائزہ لیتے اذلان آہستگی سے قدم اٹھاتا ہوا عین اس کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا۔۔۔

اسکے گیلے بالوں میں سے ٹپکتی موتیوں کی مانند بوندیں اسے اپیل کر رہی تھیں۔۔۔وہ مسمرائز ہوا۔۔اور چہرہ اسکے بھیگے بالوں کے قریب لے جاتے ہوئے ان میں سے آتی شیمپو کی بھینی بھینی مہک کو اپنی سانسوں میں اتارنے لگا۔۔

فجر کا بالوں میں پھیرتا ہوا برش والا ہاتھ وہیں ساکت رہ گیا۔۔۔وہ حیرت انگیز نظروں سے اسے آئینے میں اپنے پیچھے کھڑے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔وہ بمشکل اس کے شانوں

تک پہنچ رہی تھی۔

اذلان نے اپنا ہاتھ اسکی کمر پر رکھا۔وہ بری طرح لرزنے لگی کمر پر جب اذلان کا رینگتا ہوا ہاتھ محسوس ہوا۔۔۔

وہ تمام فاصلہ مٹائے اپنا سینہ آہستہ سے اس کی پشت سے لگا گیا۔۔

فجر اپنی آنکھیں میچ گئی۔۔۔

"گڑیا کونسا شیمپو لگایا ہے۔۔۔مجھے بھی دونا میں بھی آج سے یہی لگاؤں گا۔"وہ بچوں کے سے لہجے میں بولا۔۔۔

فجر جو اپنی تیز رفتار دھڑکنوں پر قابو پانے کی کوشش میں تھی۔۔۔اس کی بات سن کر واپس ہوش کی دنیا میں لوٹ آئی۔۔۔

اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔جو سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"جی و۔۔۔وہ۔۔۔واش روم میں ہی ہے آپ وہ استعمال کر لیں ۔"وہ لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔۔

پہلی بار کوئی اسکے اتنے قریب آیا تھا۔۔۔پہلی بار کچھ نیا احساس ہوا۔۔۔مگر یہ احساس دلانے والا خود کتنا بے خبر تھا۔۔۔۔

کیا ساری زندگی وہ یونہی بے خبر ہی رہے گا؟؟؟ وہ اپنی سوچوں میں گم تھی۔۔

"گڑیا میرا ٹاول دو۔" واش روم میں سے اپنے مجازی خدا کی آواز سن کر وہ سر جھٹک کر اسے ٹاول پکڑانے لگی۔۔ پھر کبرڈ سے اس کے لیے کپڑے نکالے۔۔ اور وہ بھی اسکے باہر ہاتھ بڑھانے پر اسے تھما گئی۔۔۔

ٹھک۔۔ ٹھک۔۔۔ ٹھک۔۔ پھر سے باہر دروازے پر دستک ہوئی تو فجر نے دروازہ کھولا۔۔۔۔

"بی بی جی اذلان سائیں کو باہر ناشتے پر بلایا گیا ہے۔" ایک عورت نے مؤدب انداز میں کہا اور واپس مڑ گئی۔۔۔۔

وہ اپنے سر پہ دوپٹہ درست کیے اذلان کے ساتھ باہر نکل آئی۔۔۔ سب نے ان دونوں کو ساتھ آتے ہوئے دیکھا۔۔۔

حویلی کے تمام مرد حضرات ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے مگر عورتیں پاس کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔ کوئی بھی وہاں نہیں بیٹھا تھا۔۔۔

اذلان چیئر گھسیٹ کر اس پہ بیٹھ گیا۔۔۔

فجر نے دلنشین کی طرف دیکھا۔۔ کیونکہ اس گھر میں وہ صرف اسی سے فرینک ہوئی تھی۔

"یہاں صرف مرد حضرات ہی کھانا کھاتے ہیں۔انکے کھانا ختم کرنے کے بعد عورتوں کی باری آتی ہے۔"دل نے اسے آہستہ آواز میں اس حویلی کا اصول بتایا۔۔۔۔

"غلام مجھے کھانا دو۔۔"اذلان نے اپنے مخصوص ملازم سے کہا جو روزانہ اس کا ہر کام کرتا تھا۔۔۔مگر آج وہ سر جھکائے پیچھے ہو کر کھڑا تھا۔۔۔کیونکہ جلال الدین کا حکم تھا۔

جلال الدین نے پاس کھڑی ہوئی فجر کی طرف ابرو اچکا کر دیکھا۔۔وہ جلدی سے اذلان کے پاس آئی اور اس کی پلیٹ میں ناشتہ نکالنے لگی۔۔۔۔

"میں یہ گاجر کا حلوہ کھاؤں گا۔"اس نے سامنے باؤل میں موجود حلوہ دیکھ کر کہا۔

"بھائی یہ بھابھی نے بنایا ہے۔"دلنشین نے خوشی سے چہک کر بتایا۔

"کون بھابھی؟؟؟"اس نے حیرت انگیز انداز میں پوچھا۔۔۔

"تمہاری گڑیا اذلان۔۔"سبرینہ نے جواب دیا۔

"او اچھا اماں سائیں۔۔میری گڑیا نے بنایا ہے۔تو پھر میری گڑیا ہی مجھے کھلائے گی۔۔آؤ بیٹھو نا۔۔"وہ سب کے سامنے فجر کا ہاتھ کھینچ کر اسے اپنی گود میں بٹھانا چاہتا تھا۔

فجر اس افتاد کے لیے کہاں تیار تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ سب کے سامنے وہ اسکی گود میں گر کے شرمندگی اٹھاتی۔۔۔فوراً اس کی چیئر کو پشت سے تھام گئی۔۔

"اذلان۔۔" جلال الدین کی بارعب آواز سن کر اذلان نے فوراً اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"ایسا کرو فجر تم اذلان کو روم میں لے جاؤ اور وہاں جا کر اسے ناشتہ کروا دو۔" سبرینہ نے عین موقع پر بات سنبھالی۔۔۔۔

شہرام کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ پھیلی۔۔۔۔

دلنشین ناشتہ پلیٹ میں ڈال کر انکے جاتے ہی اذلان اور فجر کے روم میں دینے کے لیے چلی گئی۔۔۔

"بھابھی یہ کھانا لے لیں آپ دونوں ایک ساتھ یہیں ناشتہ کر لیں۔" وہ کہتے ہوئے ٹرے وہاں رکھ کر خود باہر نکل گئی۔۔۔۔

فجر اور اذلان دونوں بستر پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔۔

فجر مخمصے کا شکار تھی کیا کرے۔۔ وہ اپنی انگلیوں کو چٹخاتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

"کھلاؤنا گڑیا۔۔" اذلان نے کہا۔

فجر نے آلو کے پراٹھے کی ایک بائیٹ توڑ کر اسے دہی میں ڈپ کیا اور اسکے منہ میں ڈالنے کیلیے ہاتھ اوپر اٹھایا ہی تھا کہ اذلان کو خود کو محویت سے تکتا ہوا پایا۔ اس سے پہلے کہ وہ اذلان کے منہ میں لقمہ ڈالتی۔ اذلان کے بھاری ہاتھ کا سنسناتا ہوا تھپڑ اسکے گال پر

پڑا۔۔اسکا گال درد سے جھنجھنا اٹھا۔۔۔دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔۔لقمہ اسکے ہاتھ سے گرا۔۔اس نے اپنے گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے بے یقین نظروں سے دیکھا۔۔

کچھ لمحے تو وہ ساکت سی اسے دیکھتی رہ گئی پھر غصے سے دہی والا باؤل اٹھا کر اذلان کے چہرے پر پھینکا۔۔۔۔

"تم پاگل ہو؟؟کیوں پھینکا یہ مجھ پہ؟"اذلان اپنے گال پر انگلی سے دہی لگا کر دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

"پاگل میں نہیں آپ ہیں۔۔کیوں مارا مجھے وہ بھی اتنی زور سے؟؟"وہ برسنے لگی۔

"تمہارے منہ پہ مچھر بیٹھا تھا کاٹنے لگا تھا۔۔میں نے اسے مارا تھا۔"وہ فجر کو خشمگیں نگاہوں سے گھورتے ہوئے بولا۔

فجر کا غصے سے لال انگارہ چہرہ اس کی دلیل پر پشیمان ہوا۔۔وہ شرمندگی سے سر جھکا گئی۔ دماغ کے کمزور انسان سے کچھ بھی بعید نہیں کب کیا کر گزرے۔۔اس نے دل میں سوچا۔۔

"چلو اب میرا منہ صاف کرو۔"اذلان نے اسے سر جھکائے دیکھا تو کہا۔۔

"اماں سائیں نے کہا تھا کہ اب تم میرا خیال رکھو گی غلام و نہیں۔۔"

"آئیں واش روم میں منہ دھولیں۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔۔۔

تو اذلان فوراً اس کے پاس آیا اور اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر لیا۔۔ فجر نے فق نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔ جس پر اس وقت شرارت رقصاں تھی۔۔

"تم نے میرا چہرہ گندا کیا اب میری باری۔۔۔۔" کہتے ہی اذلان نے اپنے ایک گال کو پہلے فجر کے گال سے رگڑ کر صاف کیا پھر دوسرے گال کو بھی اسکے دوسرے گال سے مس کیا۔۔۔۔

اس کی بئیرڈ کی چبھن سے فجر کو اپنی سانسیں ڈوبتی ہوئی محسوس ہوئیں۔۔اسکی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیلیں۔۔۔۔

"چچ۔۔۔ چھوڑیں۔۔۔" اس نے اذلان کے آہنی ہاتھوں سے اپنا چہرہ آزاد کروانے کی کوشش کی۔۔اسکے گلے سے گھٹی گھٹی آواز نکلی۔

اذلان کی گرم سانسیں اس کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔۔گالوں پر چبھن سے اب گال جلنے لگے تھے۔۔فجر کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو اذلان نے حیرت زدہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اسے فوراً چھوڑ دیا۔۔۔

"سوری گڑیا۔۔وہ تم نے میرے ساتھ جو کیا تھا میں نے اسکا بدلہ لیا بس۔۔۔۔ پلیز روؤ مت نا۔۔پلیز۔۔۔۔" وہ ملتجی انداز میں بولا۔

فجر اپنی ڈوبتی ابھرتی ہوئی سانسوں کو بحال کرتے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔۔

اذلان اس کے پیچھے گیا۔۔۔

"آؤ میں تمہارا فیس واش کروا دوں۔"اس نے واش بیسن پر جھکی ہوئی فجر کی بازو پکڑ کر کہا۔۔جو اپنے منہ پر پانی کے چھپاکے مار رہی تھی۔۔۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔میں خود ہی دھولوں گی۔۔۔"وہ چہرہ دھو کر پیچھے ہوئی۔۔

"اب میرا چہرہ کون صاف کرے گا؟"وہ ہونٹوں کو ٹیڑھا کیے ناراضگی سے بولا۔

"آ۔۔۔آپ خود ہی دھولیں نا۔۔۔"وہ گھبرا کر بولی۔۔۔

اپنے ہاتھوں سے اسکا چہرے دھونے کا سوچ کر ہی فجر کی جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی۔۔ وہ ٹاول سے چہرہ صاف کیے اس کی طرف مڑی۔۔وہ ابھی تک ویسے ہی ناراض سامنہ بنائے کھڑا تھا۔۔فجر نے اسکے خفگی سے پھولے ہوئے چہرے کو دیکھا۔۔۔۔جس کے گال اور مونچھوں پر ابھی بھی دہی لگا ہوا تھا۔۔۔

بے ساختہ پن سے اسکی ہنسی چھوٹ گئی۔۔اور وہ اسکی حالت دیکھ کھکھلا کر ہنسنے لگی۔۔ آج کتنے عرصے بعد وہ یوں کھکھلا کر ہنسی تھی۔۔۔۔

"آئیں۔۔"اس نے اپنی مٹھی میں پانی بھرا۔تو اذلان واش بیسن پر جھکا۔۔۔فجر نے اس کا چہرہ صاف کیا۔۔پھر اسے ٹاول دیا۔۔۔تاکہ چہرہ پونچھے۔۔وہ ویسے ہی کھڑا رہا۔

"اب آپ چہرہ تو خود صاف کر سکتے ہیں نا؟؟؟" وہ ابرو اچکا کر بولی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ غلامو میرا چہرہ صاف کرتا ہے میں کوئی کام نہیں کرتا۔۔۔ غلامو کہتا ہے کہ میں سردار ہوں نا۔۔۔ اور سردار کوئی کام خود نہیں کرتے۔"

اس نے اپنے تئیں فجر کی معلومات میں اضافہ کیا۔۔۔

فجر ایڑیوں کے بل تھوڑا اونچا ہوئی اور اسکے وجیہہ چہرے سے پانی کی بوندیں صاف کیں۔۔۔ اس کی پیشانی پر بکھرے ہوئے بھورے بال گیلے ہو کر چپک چکے تھے۔۔ فجر نے ہئیر برش سے اس کے بال سیٹ کیے۔۔۔

"آپکی تو شرٹ بھی ساری خراب ہو گئی۔ دہی کے چھینٹے پڑنے سے۔ چینج کر لیں۔" وہ کہتے ہوئے کبرڈ کی طرف بڑھی اور ایک سکائی بلیو کلر کی شرٹ نکال کر اسکی طرف بڑھائی۔

"یہ والی نہیں۔۔۔ پنک یا بلیک نکالو نا جو تمہارے ڈریس سے میچ کرے۔۔" فجر نے حیرت سے اسکی بات سنی۔۔ پھر سر جھٹک کر بلیک کلر کی شرٹ نکال کر اسے پکڑائی۔۔

"پلیز اب آپ یہ مت کہنا کہ آپ کو شرٹ بھی غلامو پہناتا ہے۔" وہ مصنوعی غصے سے بولی۔۔۔

"گڑیا تمہیں کیسے پتہ؟؟" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔۔ فجر نے اسکی بات سے

جھٹپٹاتے ہوئے آنکھیں پٹپٹائیں پھر آنکھیں بند کیے اسکی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی۔

ہاتھ بری طرح کپکپا رہے تھے۔۔

ازلان سادگی سے کمرے میں ادھر ادھر نظریں دوڑا رہا تھا۔۔۔

"گڑیا تم میرے ساتھ کھیلو گی نا؟؟؟"

فجر کا سانس خشک ہوا اسکی بات پر نجانے اب کون سا کھیل کھیلنے کا سوچ رہے جناب۔

"ک۔۔۔کیا کھیلنا ہے؟"اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو سامنے اس کا چوڑا ورزشی سینہ نظر آتے ہی چہرے کا رخ موڑ گئی۔۔۔

"یا اللہ میں کہاں پھنس گئی۔۔"وہ دل میں دہائی دیتے ہوئے بولی۔

"اممم۔۔۔لڈو کھیلیں؟"

"جی اچھا۔"اس کی سانس میں سانس آیا۔۔۔۔

سورج کی تیز روشنی اور حرارت زمین کو گرما رہی تھی۔۔۔سورج کی تپش نا کہ صرف زمین بلکہ ہر ذی روح کو جھلسائے دے رہی تھی۔ہوا بھی تیز گرم تھی۔جِسم کو چھو کر گزرتی تو یوں لگتا جیسے جسم جل گیا ہو۔ہر طرف گرمی کا یہی عالم تھا پرندے بھی گرمی

سے ڈرتے شدت پیاس سے درختوں کی شاخوں میں چُھپے بیٹھے تھے۔۔۔وہ تیز تیز قدم اُٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ منظر تھا ایک گوٹھ کا جہاں رہنے والے سردار تو امیر تھے مگر غریب عوام تو تر تھی۔

دور تک نظر دوڑاو تو ہر طرف صِرف اور صِرف ہریالی ہی ہریالی نظر آرہی تھی وہ لہراتی ہوئی فصلوں کو چھو کر انکے پاس سے گزر رہی تھی۔۔گاؤں میں کچے پکے کئی مکان تھے وہ پگڈنڈی سے گزر کر اب گاوں کے وسط میں جہاں پنڈال تھا۔پنچایت اِسی پنڈال میں لگائی جاتی تھی۔وہاں سے گزر کر اب کالج کی مین سڑک پر آرہی تھی۔۔۔روزانہ گرمی میں اتنا ہی فاصلہ طے کیے وہ کالج آتی۔۔آج صبح صبح ہی سورج کی گرمی نے اپنا کام دکھا دیا۔وہ گرم موسم کی وجہ سے پسینے سے شرابور ہو چکی تھی۔۔کہ اچانک اسکے سر پہ سایہ ہوا۔۔۔۔

اس نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر اوپر آسمان کی طرف دیکھنا چاہا کہ یہ سورج چاچاہر طرف اپنی تپش اور روشنی بکھیر رہے ہیں پر صرف اسی پر سایہ کیوں کیا۔۔۔۔

اس نے دیکھا۔۔۔اس کی آنکھیں حیرت سے دوچند ہوئیں۔۔ہر جگہ دھوپ تھی سوائے اسکے سر پر۔۔۔۔صرف اسی پر سایہ تھا۔۔۔جہاں جہاں وہ چل رہی تھی وہیں وہیں وہ سایہ اس پر فگن تھا۔۔۔۔

وہ سایہ تب تک اس پر برقرار رہا جب تک وہ کالج کے اندر تک چلی نا گئی۔۔۔۔

ماہ سارا کالج میں بھی سارا دن یہی سوچتی رہی کہ آخر کون ایسا کر رہا تھا۔۔وہ جو اس نے محسوس کیا وہ سب جھوٹ تھا یا واقعی سچ۔۔۔۔۔

وہ خود آگ سے بنا تھا، آگ سے آگ کا ٹکراؤ ہوا۔۔۔۔

وہ خود جلا اسے دھوپ سے بچانے کے لیے۔۔۔۔

عشق پر زور نہیں ہے

یہ وہ آتش ہے غالب

کہ لگائے نا لگے

اور بجھائے نا بجھے

عشق ایک ایسی کیفیت کا نام ہے، جو بلا سوچے سمجھے کسی بھی شخص سے اسکی کسی ادا، خوبصورتی، آواز، نگاہوں، باتوں، سے ہو جاتا ہے۔۔اسے کسی سے عشق ہو وہ اس کیفیت کو اس قرب کو عشق کے فراق کو اسکی لذت کو، اس میں گزرنے والے وقت کو محسوس کرنا چاہتا ہے۔۔عشق ایک پاکیزہ جزبہ ہے۔ جس میں انسان اپنی انا اور نفس کی خواہشات کی پرواہ کئے بغیر محبوب کے عشق میں مبتلا ہو کر سب کچھ قربان کر دیتا ہے۔

یہاں تک کہ شماس بن ضماد نے اپنی ساری طاقتیں اس پر قربان کر کے اسے زندگی دی آج سے سالوں پہلے جب ہیر شیر زمان کے ہاں بچی کی پیدائش ہونے والی تھی۔۔تب نا توماں کی حالت ٹھیک تھی اور ناہی بچی کے بچنے کی کوئی امید تھی۔۔۔شماس بن ضماد جو اس رات زمین پر اترا ہوا تھا۔۔اس سے رہا نا گیا اور اس نے اپنی ساری طاقتیں اسے دے کر اسکی زندگی بچالی۔۔اب وہ اسکی زندگی پر اسکے وجود پر اپنا حق سمجھتا تھا۔اس رات تو وہ وہاں سے چلا گیا تھا کیونکہ اپنی ساری طاقتیں دے کر وہ بہت کمزور ہو چکا تھا بعد میں اس نے سنہری کو بہت ڈھونڈا مگر وہ اسے کہیں نہیں ملی اور اس دن اچانک اسے اپنی سنہری مل گئی تھی تو وہ اپنے مہربان خدا کا سجدہ شکر بجالایا۔۔۔عشق دوطرفہ ہو تو اس میں کچھ حد تک کامیابی مل جاتی ہے۔لیکن یکطرفہ عشق اکثر بے موت مارا جاتا ہے۔شماس بن ضماد کا سنہری کے لیے عشق یکطرفہ تھا۔۔۔عاشق اپنے عشق کے معیار پر پورا اترنے میں اپنے آپکو فراموش کر دیتا ہے۔اس نے بھی خود کو بھڑکتی ہوئی بھٹی میں ڈال دیا اپنے عشق کی خاطر۔۔۔۔

سنہری اسکا عشق تھی اور وہ اسکا عاشق شماس بن ضماد ایک جن زاد۔۔۔اب دیکھنا یہ تھا کہ یہ یکطرفہ محبت دوطرفہ محبت میں ڈھل کر اپنی معراج کو پہنچے گی یا راستے میں ہی دم توڑ جائے گی۔۔۔۔

اس وقت سردار جلال الدین بڑی شان سے اپنے بیٹوں، سردار حماد، سردار واجد اور سردار شہرام کے ساتھ ہال میں موجود تھے آج انہوں نے کسی اہم فیصلے سے سب کو آگاہ کرنا تھا جس بناپر سب وہاں موجود تھے ہاں مگر خواتین کو اجازت نہ تھی کہ وہ اس طرح کے کسی بھی اہم موقع پر بولیں یا وہاں موجود ہوں بلکہ بعد میں وہاں ہوئے فیصلے یہ آگاہ کر دیا جاتا۔

"حماد میں نے شہرام کا رشتہ تمہاری بیٹی دلنشین کے ساتھ کرنے کا فیصلہ کیا۔۔ تمہیں کوئی اعتراض۔۔۔۔۔؟؟" سردار جلال الدین نے اٹل انداز میں اپنا فیصلہ سنایا۔

"باباسائیں۔۔۔ مگر دلنشین کا رشتہ توصائم کے ساتھ طے ہو چکا ہے۔" سردار حماد نے جوس کا ٹیبل پر رکھ کر حیرت سے کہا۔۔۔

"ہوا تھا۔۔۔ مگر اب جو میں کہہ رہا ہوں وہی ہو گا۔" وہ فیصلہ کن انداز سے بولے۔

"مگر بابا میرے بھائی فیروز ناراض ہو جائیں گے۔۔" سبرینہ نے جھپٹاتے ہوئے بودی سی دلیل پیش کی۔

"بہو!!!!!" ان کی اونچی آواز سن کر سبرینہ وہیں چپ کی چپ رہ گئی۔۔۔

"اتنے سال ہو گئے تمہیں ابھی تک اس گھر کے رواجوں کا پتہ نہیں چلا؟؟؟ عورتیں مردوں کی بات میں نہیں بولتیں۔۔۔" وہ غضب ناک تیوروں سے دیکھ کر بولے۔

"تم بتاؤ حماد تمہیں کوئی اعتراض؟؟؟"

"نہیں بابا سائیں۔۔۔آپکی جیسے مرضی۔۔۔مجھے دلنشین اور شہرام کے رشتے پر کوئی اعتراض نہیں۔۔۔"

انکے چہرے پر مسکراہٹ تھی یقیناً یہ انکی بھی دلی خواہش تھی۔۔۔مگر وہ سبرینہ کی وجہ سے کبھی اپنی خواہش کا اظہار نہیں کر سکے۔۔۔۔۔

"واجد تم کیا کہتے ہو؟؟؟" جلال الدین نے شہرام کے والد سے پوچھا۔۔

"میں کچھ خاص حق میں نہیں ہوں اس رشتے کے۔۔۔کیونکہ دلنشین بڑی ہے شہرام سے۔۔۔لیکن اگر بابا سائیں کا یہی فیصلہ ہے تو۔۔اس لیے اب اعتراض نہیں مجھے۔"

وہ اپنے لاڈلے پوتے کی خواہش کسی بھی صورت پوری کرنا چاہتے تھے۔۔کیونکہ انکے پوتے نے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ صرف دلنشین سے ہی شادی کرے گا اسی وجہ سے انہیں ماننا ہی پڑا۔۔

"مگر شہرام؟؟؟" سردار حماد نے سر جھکا کر کھانا کھانے میں مشغول شہرام کی طرف دیکھا جو سب باتوں سے بے نیاز سر جھکائے ہوئے تھا۔

"شہرام سے میری بات ہو چکی ہے اسے بھی کوئی اعتراض نہیں۔۔۔"

"مگر آپ ایک بار دلنشین سے پوچھ لیں۔" سردار واجد نے کہا۔۔۔۔

"کیسی عجیب بات کر رہے ہو؟ایسی کونسی آفت آن پڑی ہے کہ اب کیا ہم عورتوں سے پوچھ کر معاملات طے کریں گے؟" سردار جلال الدین ماتھے پر بل ڈالے گویا ہوئے۔۔

"باباسائیں! آپ فکر نہیں کریں۔دلنشین بہت فرمانبردار بچی ہے وہ بڑوں کے فیصلے سے کبھی انکار نہیں کرے گی۔" سردار حماد مان بھرے انداز میں مسکرا کر بولے تھے۔

"ہاں اور رہی بات صائم کی۔۔" سردار جلال الدین خاموش کھڑی ہوئی سبرینہ کی طرف دیکھ کر بولے۔

"اسے بھی ناراض ہونے کا موقع نہیں دیں گے۔۔۔ہم نے واجد کی بڑی بیٹی۔۔۔" سوہا جو اپنے والد سردار واجد کی چیئر کی پشت پر ہاتھ جمائے کھڑی تھی۔۔۔چونک کر داداسائیں کو دیکھنے لگی۔۔۔

"سوہا اور صائم کا رشتہ طے کر دیں گے۔" دعا نے مسکرا کر اپنی بڑی بہن کو دیکھا جو شرما رہی تھی۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر باہر نکل گئیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دلنشین جو کھانے کی میز سے خالی برتن سمیٹنے آئی تھی۔شہرام کے آگے سے برتن اٹھانے لگی تو اچانک اسکے خوشی سے تمتماتے ہوئے چہرے پر نظر پڑی تو اسے دیکھتے ہی دلنشین نے اپنی نظروں کا زاویہ تبدیل کر لیا جبکہ شہرام گہری نگاہوں سے اسکا اچھے سے جائزہ لینے لگا۔۔۔

پرپل کلر کا سادہ سا مگر پیارا سوٹ پہنے دوپٹہ سر پر سلیقے سے اوڑھے گورا شفاف و شاداب چہرہ، گلابی پنکھڑیوں جیسے ہونٹ، پرکشش چہرہ۔۔

وہ مبہوت سے اسے دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ وہ اسکی آنکھوں سے اوجھل ہو گئ۔

اسکے شرارتی چہرے پر مسکراہٹ آئی اور غائب ہو گئی۔۔۔وہ سب بڑوں کے سامنے پھر سے سنجیدہ اور بردبار انسان کا مظاہرہ کرنے لگا۔۔۔جیسے اس معاملے سے اسے کچھ لینا دینا ہی نا تھا۔۔۔۔

"سوہا تمہیں پتہ ہے کل کون آرہا ہے؟؟؟"دعا نے پرجوش آواز میں کہا۔

"نہیں مجھے تو نہیں پتہ۔۔"

"میں نے سبرینہ بیگم کو بات کرتے سنا تھا فون پر کل سردار ارحام اپنا ایم۔بی۔بی۔ایس کمپلیٹ کیے واپس آرہا ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اواچھا ٹھیک ہے۔"

"سوہا تمہیں پتہ ہے کہ میں بھی ایم۔بی۔بی۔ایس کیوں کر رہی ہوں؟"

"نہیں دعا مجھے کیسے پتہ ہو گا؟؟" وہ لاپرواہی سے شانے اچکا کر بولی۔

"تم تو چار سالوں سے شہر کے ہاسٹل میں رہتی ہو۔اپنی مرضی سے چھٹیوں پر آتی جاتی ہو۔فون پر بھی بہت کم ہماری بات ہوتی ہے تو پھر جب تک تم مجھے خود نہیں بتاؤ گی تو کیسے پتہ چلے گا؟"

"وہ دراصل۔۔۔میں نے۔۔۔ارحام کی پسند کو اپنی پسند بنالیا۔۔۔اس نے جس شعبے کا انتخاب کیا میں نے بھی وہی کر لیا۔۔۔" وہ مسکرا کر بولی۔۔۔

"دعا پاگل ہو تم۔۔" وہ بیزاری سے اسے شرماتے دیکھ بولی۔

"دعا وہ اتنے سال باہر کے ملک میں گزار کر آ رہا ہے نجانے کیسی طبیعت کا مالک بن چکا ہو گا۔۔اور یہ نا ہو تم جس کے انتظار میں ہو وہ باہر سے کوئی گوری اور ایک عدد بچے کو بھی ساتھ لے آئے۔"

"سوہا کیسی باتیں کر رہی ہو۔بند منہ سے اچھی بات نکالتا ہے۔" وہ بے دلی سے بولی۔

"اچھا میری چھوڑو تم اپنی بتاؤ۔۔۔صائم تمہیں پسند تو ہے نا؟؟ دادا سائیں نے دلنشین

کی بجائے تمہارا رشتہ صائم سے جوڑ دیا تمہیں برا تو نہیں لگا؟؟؟"

"ہماری رائے کس نے لینی ہے؟؟ عورتوں کو ہمیشہ سے اس حویلی کے مردوں کے فیصلوں کے آگے سر نگوں ہونا پڑتا ہے۔ میرے انکار یا اقرار کی کیا اہمیت؟؟ جس طرح دلنشین سے اسکی رائے لیے بغیر یہ رشتہ طے کر دیا اسی طرح میرا بھی کر دیا۔" وہ بیزاری سے کہتے ہوئے قریب رکھے موڑھے پر بیٹھی۔۔۔

دعا بھی اس کے سامنے والے موڑھے پر بیٹھ گئی۔۔۔

"ہمم۔۔۔ کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو۔۔ سوہا۔۔۔!!!!" دعا نے اسے آواز دی جو خاموش بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا؟؟"

"سوہا پلیز میرے لیے دعا کرنا کہ ارحام میرا مقدر بن جائے۔ بچپن سے بس اسے ہی اپنے دل میں بسایا ہے۔ اگر وہ مجھے نا ملا تو۔ یہ سوچ کر ہی سانسیں رکنے لگتی ہیں۔"

"دعا تم بہت غلط راہوں کی مسافر بن چکی ہو۔۔۔ مگر صرف اتنا ہی کہوں گی۔۔۔ اللہ پاک تمہارے مقدر میں اسے لکھ دے جو تمہارے لیے بہترین ہے۔" اس نے اپنی بہن کو صدق دل سے دعا دی۔۔۔

دوپہر میں فیروز کو حویلی بلا کر جلال الدین نے اپنے فیصلے سے آگاہ کیا۔۔۔

پہلے تو وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر کچھ سوچتے ہوئے صائم اور سوہا کے رشتے کے لیے حامی بھر لی۔اسی ہفتے دونوں نکاح طے پائے تھے۔۔۔شہرام نے ہی جلال الدین کو اتنی جلدی سب نبٹا دینے کے لیے فورس کیا تھا۔۔۔

"باباسائیں آپ نے بلایا تھا۔۔؟"وہ دروازے پر دستک دے کر اندر داخل ہوئی تو سردار حماد بیڈ پر لیٹے ہوئے کتاب کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھے۔

"ہاں آؤ بیٹا۔۔۔بیٹھو۔۔"وہ کتاب الٹی کیے ایک طرف رکھتے ہوئے اب اپنے سامنے بیٹھی دلنشین کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

"بیٹا مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔"دلنشین نے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو سردار حماد نے بغیر لگے لپٹے شہرام سے اسکا رشتہ طے ہونے کی بات کر دی۔۔۔

"باباسائیں! مجھے شاہو۔۔می۔۔میرا مطلب ہے شہرام سے شادی نہیں کرنی۔۔۔" دلنشین نے تو سنتے ہی صاف انکار کر دیا۔۔اس نے انکار کر تو دیا تھا مگر۔۔۔۔۔۔

اب وہ اپنے سامنے بیٹھے اپنے باباسائیں کے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اس کی بات سن کر اس کے باباسائیں کا کیا ردعمل ہوگا۔

"ہمم اچھا۔۔ مگر کوئی وجہ تو ہو گی اس رشتے سے انکار کی۔ وہ بتاؤ؟؟؟"

"بابا سائیں وہ چھوٹا ہے مجھ سے کافی۔۔ اور میں نے اسے ہمیشہ اپنا چھوٹا بھائی مانا ہے۔" دلنشین نے انکار کا جواز پیش کیا۔

"زیادہ چھوٹا نہیں دو سال کا ہی فرق ہے۔۔ اور ویسے دیکھنے میں تو وہ ہماری نازک سی بیٹی سے کافی بڑا لگتا ہے۔۔ میں مانتا ہوں کہ شوہر کو میچور ہونا چاہیے۔۔ شہرام کو عہدہ مل گیا ہے اور میرے خیال میں وہ کافی میچور ہو گیا ہے۔ میں بابا سائیں کے سامنے تمہاری طرف سے اقرار کر چکا ہوں۔ مجھے اپنی بیٹی پر پورا یقین ہے وہ کبھی اپنے بابا سائیں کا مان نہیں توڑے گی۔۔۔ سچ بتاؤں تو میری ہمیشہ سے یہی خواہش تھی کہ میری اکلوتی بیٹی ہمیشہ میری نظروں کے سامنے رہے۔۔ اس لیے حامی بھر لی۔۔۔ بابا سائیں تو اس حق میں نہیں کہ بیٹیوں سے رائے لی جائے مگر میں پھر بھی تم سے پوچھ رہا ہوں بلکہ سمجھا رہا ہوں۔ شہرام ہماری آنکھوں کے سامنے پلا بڑھا ہے۔ اس میں کوئی خامی نہیں۔۔۔ جبکہ صائم کو تو ہم ٹھیک سے جانتے بھی نہیں۔۔۔ بتاؤ اب تمہارا کیا فیصلہ ہے؟؟"

وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتے ہوئے مخمصے کا شکار ہوئی تھی۔۔۔۔ سر جھکائے ہوئے بیٹھی تھی۔۔ آنسو لڑیوں کی مانند آنکھوں سے بہنے لگے۔۔۔

"تمہیں اپنے بابا کا فیصلہ منظور نہیں؟؟ کیا تم مجھے میرے بابا سائیں کے سامنے رسوا کرواد و گی؟؟"

"نہیں بابا سائیں ایسی بات نہیں۔۔" وہ آنسو پونچھ کر بولی۔

"جاؤ اپنے کمرے میں آرام کرو اللہ پاک سب بہتر کریں گے۔" انہوں نے دلنشین کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔ تو وہ ان کے کمرے سے باہر نکل گئ۔

"اوہ آج رات تو چین کی نیند آنے والی ہے سونے سے پہلے اس علاقے کی ہونے والی نئ سردارنی کا حسین چہرہ جو دیکھ لیا۔۔" شہرام نے شانوں پر اوڑھی ہوئی براؤن رنگ کی شال کو اٹھا کر دوسرے کاندھے پر پٹخ کر کہا۔

اور اپنے سامنے کھڑی اس نرم و نازک کلی کو گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا دیکھنے میں کس قدر نازک تھی وہ، رنگ سفید و گلابی، آنکھیں بھورے رنگ کی، جن پر گھنی پلکیں، ہونٹ گلابی، بھورے بال جو کافی لمبے اور خوبصورت تھے، جن کا ڈھیلا سا جوڑا بنا کر چھوڑا گیا تھا چہرے کے اطراف میں بے پرواہ لٹیں جھول رہی تھیں ۔

آنکھیں بجھی بجھی ہوئی نم سی لگیں۔۔۔ جیسے ابھی کچھ دیر پہلے رونے کا شغل فرمایا گیا ہو۔۔۔۔

اپنے سامنے رات کے اس پہر شہرام کو سامنے دیکھ کر اسکے حسین چہرے پر بیزاری

واضح دکھائی دی۔۔۔وہ اس وقت شہرام سے تو کیا کسی سے بھی مخاطب ہونا نہیں چاہتی تھی اسی لئے اسے مکمل نظرانداز کر کے اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگی جب شہرام نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے روکا۔

"کہا تھا نا تم صرف میری ہو۔۔۔"

وہ اپنی کلائی شہرام کے ہاتھ سے ایک جھٹکے سے وہ آزاد کرواتی ہوئی ناگواری سے اسے دیکھتے ہوئے وہ کاٹ دار لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

"اپنی حد میں رہو۔۔۔جب تک مجھے تمہاری ان گندی نظروں اور بے حیا سوچ کا اندازہ نہیں تھا۔تب تک تمہیں بچہ سمجھنے کی بھول کرتی رہی۔۔مگر اب اور نہیں۔۔"وہ پھنکاری۔۔

"حدود میں تو آپ میرے آنے والی ہیں۔۔ایک بار میری حدود میں داخل ہو جائیں تو ان حدود سے نکلنے نہیں دوں گا۔۔۔جائیں ساری نیندیں پوری کر لیں بعد میں موقع ملے نا ملے۔۔"وہ خمار زدہ آواز میں بولا۔

"گھٹیا انسان۔۔تمہاری ان خصوصیات کا تو مجھے اندازہ ہی نہیں ہوا کب سے بے راہروی کے راستے پر چل نکلے۔"وہ نخوت زدہ آواز میں بولی۔

"Correct it...."

"بے راہ روی نہیں محبت کی راہ۔۔" وہ استہزا یہ انداز سے ہنسا۔۔۔

"تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔" وہ پاؤں پٹختی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔اس کی پشت دیکھ شہرام کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔۔۔

دادا جان کے اصولوں اور حکم کے بر خلاف وہ نہیں جا سکتی رات دیر تک جاگتی رہی تھی شہرام سے شادی کے بارے میں سوچتے اسے نیند آ ہی نہیں رہی تھی لائٹ آف کر کے بھی وہ سوچوں میں گم رہی۔۔۔

شہرام سے شادی اس کو کسی عذاب سے کم نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"چل اپنے بابا سائیں کو روٹی ڈال دے۔۔" شبانہ نے ماہ سے کہا جو اپنے صبح کالج میں ہونے والے ٹیسٹ کی تیاری کر رہی تھی۔۔

"جی اماں سائیں ابھی دیتی ہوں۔" وہ کتاب ایک طرف رکھ کر اپنی جگہ سے اٹھی اور کھانا ڈال کر صابر حسین کے سامنے رکھا۔۔۔

"مالکن نے کہا ہے شادی شروع ہونے والی ہے حویلی میں تو گھر میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے جاؤں کام کرنے کے لیے۔۔"

"ہاں تو لے جا۔۔۔ ناحسنا یا شاہانہ میں سے کسی کو۔۔" صابر حسین نے میں ڈالا ہوا لقمہ ختم کیے کہا۔

"اماں میں نہیں جاؤں گی ابھی کل ہی ملتانی مٹی لگا کر اپنا منہ اور ہاتھ صاف کیے ہیں۔ وہاں برتن دھو کر میرے ہاتھ کالے ہو جائیں گے۔" حسنا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اماں میں بھی نہیں جاؤں گی کام کرنے۔۔ مجھ سے نہیں ہوتا کوئی بھی کام۔۔ اسے لے کر جائیں جس کے ہاتھ منہ پہلے ہی کالے ہیں۔۔ تھوڑے اور ہو جائیں گے تو اسے کیا فرق پڑے گا۔" وہ حقارت زدہ نظروں سے ماہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔

اس کی بات سن کر ماہ کی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔۔ جسے وہ چہرہ جھکا کر چھپا گئی۔

"بس کرو تم سب۔۔ کتنی بار کہا ہے ماہ کے بارے میں الٹا سیدھا نا بولا کرو۔۔ دوبارہ کچھ بھی سنا تو زبان کاٹ دوں گا۔" صابر حسین نے انہیں گھر کا۔۔۔

ماہ نے چہرہ صاف کیے صابر حسین کے آگے سے خالی برتن اٹھائے۔

"رات کے کھانے کے برتن باہر صحن میں جا کر دھو لے۔۔ پھر پڑھنا باقی کا۔۔۔ اور ہاں کل سے میرے ساتھ حویلی چلنا ہے تو نے۔" وہ گندے برتن اٹھا کر باہر نکلتی ہوئی ماہ کو پیچھے سے آواز دے کر بولی۔

وہ صحن میں بیٹھ کر سارے برتن دھونے لگی۔۔۔

چاند اپنی خوبصورت روشنی چاروں طرف بکھیر رہا تھا۔۔وہ کچھ دیر بعد برتن سمیٹ کر اندر رکھ آئی اور اپنی کتاب اٹھا کر باہر آگئی۔۔اس چاند کی چاندنی میں بھی کتاب پر تحریر الفاظ دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

وہ چارپائی پر بیٹھ گئی۔۔انکے مٹی سے بنے ہوئے صحن میں ایک بڑا سا پرانا بوڑھ کا درخت تھا۔۔جس کی شاخیں ادھر ادھر لٹکی ہوئی تھیں ۔اور اس درخت پر صابر حسین نے اپنی بیٹیوں کے لیے ایک جھولا ڈال رکھا تھا۔۔

ماہ منہمک انداز میں پڑھ رہی تھی کہ اچانک ایک تیز ہوا کا جھونکا اسکا دھیان بھٹکا گیا۔ اس نے کتاب پر جھکا ہوا سر اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔

درخت پر لگا ہوا جھولا ہل ہل کر اسے اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا وہ کسی ٹرانس کی صورت اپنی جگہ سے اٹھ کر اس جھولے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔اور جا کر اس جھولے پر بیٹھی۔

جھولے کی دونوں رسیوں کو اپنی ہاتھوں کی مٹھی میں بھرے ہوئے تھی۔۔۔

چاندنی رات تھی لیکن ہلکے ہلکے بادلوں نے اسکی روشنی کو پر اسرار سا بنا دیا تھا۔مدھم روشنی میں پر سکوت بوڑھ کے درخت کا عکس دکھائی دے رہا تھا۔مٹی کی خوشبو ہر سو بکھری پڑی تھی۔۔۔وہ کھلے آسمان تلے بیٹھے یک ٹک اس درخت کے عکس دیکھنے لگی اور پھر سر اٹھا کر اس چمکتے ہوئے چاند کو نظر بھر کے دیکھا۔۔۔اسکے دیکھتے ہی دیکھتے

بادل چاند کے گرد پہرا چھوڑ کر دور ہونے لگے تھے۔چاند کی دودھیا روشنی ہر جگہ پھیلنے لگی۔۔

نجانے کتنی ہی دیر وہ کھوئے ہوئے چاند کو دیکھتی رہی کہ ایک دم اسکا جھولا خود بخود جھولنے لگا۔۔۔وہ اس منظر میں اتنی کھوئی ہوئی تھی کہ اسے جھولا جھولنے کی خبر تک نا ہوئی۔۔۔۔ایک دم تیز ہوا کا جھونکا اسے پھر سے ہوش دلا گیا۔۔۔

کتنا پر لطف احساس دے گیا اس حبس زدہ گرمی کہ موسم میں ایسا ٹھنڈی ہوا کا جھونکا۔ہولے ہولے اس کا جھولا اور تیز ہو گیا۔۔۔

وہ آنکھیں بند کیے اس سرور میں ڈوب چکی تھی۔۔۔۔

اب اسکے پاؤں تیز جھولے کے باعث درخت کی اونچی ٹہنیوں کو چھونے لگے تھے۔جھولے کی اتنی تیزی پر اس نے جھٹ اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔اور اسے احساس ہوا کہ اس نے تو ایک بار بھی پاؤں جھلا کر خود جھولا لینے کی کوشش نہیں کی۔۔تو پھر کس نے اسے جھولا جھولایا۔۔۔۔؟؟؟

اس نے فورا پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔۔

جھولے کی رفتار آہستہ ہو گئی۔۔۔اور وہ زمین پر پاؤں رکھ کر جھولے سے نیچے اتر گئی۔وہ اسی درخت سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسے اپنے کان کے پاس کسی کی گرم سانسیں محسوس ہوئیں تو اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی بھی دیکھائی نا دیا۔۔۔

وہ اسے اپنا وہم سمجھتے ہوئے سر جھٹک چارپائی پر واپس آئی اور وہیں لیٹ گئی۔۔۔

کتاب اپنے سینے پر رکھ کر وہ بادلوں کے ساتھ انکھ مچولی کھیلتے ہوئے چاند کو تکتے تکتے جانے کب نیند کی وادیوں میں اتر گئی اسے خود بھی خبر نہیں ہوئی۔۔۔۔

"مجھے چھوڑ دو۔۔ن۔۔نہ۔۔ نہیں۔۔۔۔ مجھے جانے دو۔۔۔ مجھے مت مارو۔۔۔ مجھے درد۔۔۔۔ میں۔۔۔م۔۔۔ میں۔۔۔ مر جاؤں گا۔۔"

وہ سر کو زور سے دائیں بائیں ہلاتے ہوئے کرب زدہ آواز میں چلانے لگا۔۔

"اذلان۔۔۔اذلان۔۔۔۔ اٹھیں پلیز ہوش میں آئیں۔۔۔۔" ساتھ لیٹی ہوئی فجر نے اسے نیند میں بڑبڑاتے ہوئے سنا تو اس کی فوراً آنکھ کھل گئی۔۔۔

اس نے اذلان کا گال تھپتھپا کر کر اسے ہوش دلایا۔۔ اذلان نے جھٹ اپنی بند آنکھیں کھولیں۔۔۔ اس کا جسم پسینے سے شرابور اور ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔

فجر نے اپنے دوپٹے سے اس کے تر چہرے کو صاف کیا۔۔۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"اس نے فکر مندی سے پوچھا۔ مگر اذلان بنا پلکیں جھپکائے اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ اُسے حیرت سے دیکھتا رہا یقین کرنے کے لئے کے وہ سچ میں وہاں موجود ہے یا اُسکا خواب ہے اذلان نے ہاتھ بڑھا کر اُسکے گال کو چھونا چاہا اور جیسے ہی اُسکے گال کو اذلان نے چھو کر محسوس کیا فوراً ہاتھ کھینچ لیا۔۔۔

"ت۔۔۔تم میرے پاس ہو گڑیا سچ میں؟؟م۔۔میں اکیلا نہیں؟؟"وہ سہمی ہوئی آواز میں بولا۔

"نہیں۔۔اذلان جی آپ اکیلے نہیں۔۔میں آپکے پاس ہوں۔۔"وہ اسکی حالت کے باعث اسے دلاسہ دینے کے لیے نرم لہجے میں بولی۔۔۔

"گڑیا۔۔۔وعدہ کرو تم مجھے کبھی اکیلا چھوڑ کر نہیں جاؤ گی۔"

"نہیں جاؤں گی اذلان جی۔۔"

"پرامس؟؟؟"اس نے فجر کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔۔

فجر اس کی امید بھری نظروں کے جواب میں سر اثبات میں ہلا گئی۔۔۔۔

"پرامس۔۔۔میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہوں گی۔"وہ گہرا سانس لیتے ہوئے بولی ۔

"گڑیا تمہیں پتہ ہے مجھے نارات کو اکیلے میں اندھیرے کمرے سے بہت ڈر لگتا ہے۔"

"اذلان جی میں آپکے پاس ہوں اور دیکھیں سائیڈ ٹیبل پر موجود لیمپ بھی جل رہا ہے اندھیرا ابھی نہیں ہے آپ سو جائیں۔"

"گڑیا میں تمہیں پکڑ کر سو جاؤں؟؟؟" اذلان نے معصومانہ انداز میں کہا۔۔۔

فجر اسکی سب باتوں کے مثبت جواب دے رہی تھی مگر اس بات پر چپ کی چپ رہ گئی۔

"تم ناراض ہو مجھ سے؟؟؟" اذلان نے فجر کو خاموش دیکھ کر سوال کیا۔۔

"وہ کیوں؟؟؟" فجر نے پوچھا۔

"میں نے تمہارے منہ پر دہی لگایا تھا نا شاید اسی لیے۔۔۔"

"نہیں اذلان جی میں ناراض نہیں ہوں۔"

"تو پھر مجھے گڈ نائٹ کس دو۔۔ میری بڑی بہن ہے نادلنشین وہ روز دعا پڑھ کر مجھ پر پھونک مارتی ہے اور مجھے یہاں کس کرتی ہے پھر مجھے ڈر بھی نہیں لگتا۔" وہ اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بولا۔۔۔

اذلان کی بات پر وہ عجیب مخمصے کا شکار ہوئی۔۔۔

"اذلان جی یہ دیکھیں۔" وہ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کے ڈراور سے اسکی پرانی گڑیا نکال کر

اسے پکڑاتے ہوئے بولی۔۔۔

"یہ آپکی گڑیا میں نے ٹھیک کر دی تھی۔ایسا کریں آپ اسے پکڑ کر سو جائیں۔۔" پھر فجر نے دھیمی آواز میں آیت الکرسی پڑھ کر اس پہ پھونک ماری۔۔اذلان نے اس گڑیا کو خود میں بھینچ لیا اور آنکھیں موند لیں۔۔۔۔

فجر نے اس پر کمفرٹر درست کیا کیونکہ ائیر کنڈیشنڈ کی وجہ سے کمرے میں خنکی کافی بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ماہ روز کی طرح کالج جانے کی تیاری کرنے لگی تو شبانہ جو حویلی کی طرف جا رہی تھی اسے کالج کا یونیفارم پکڑے دیکھ کر اسے ڈانٹنے لگیں۔۔۔

"تمہیں رات کو ہی بتا دیا تھا کہ آج حویلی جانا ہے۔اسکو چھوڑو اور چلو میرے ساتھ۔"

"اماں سائیں آج میرا ایک بہت ضروری ٹیسٹ ہے کل سے چلی جاؤں گی۔" وہ منمناتے ہوئے آہستہ آواز میں بتانے لگی کہ ماہ کو اپنی بات کی نفی کرتے دیکھ شبانہ کو غصہ آیا اور اس نے ماہ کے بالوں کو مٹھی میں جکڑا۔

"مفت کی روٹیاں توڑتے ہوئے شرم نہیں آتی تجھے؟؟ چل کام پہ۔۔۔بہت ہو گیا تیرا پڑھنا پڑھانا۔۔۔" ماہ اپنے بالوں پر ہاتھ رکھ کر درد کے باعث رونے لگی۔۔۔

صابر حسین بھی ٹرک لیے کام پر نِکل گئے تھے۔ایسے میں وہ گھر میں اکیلی رہ گئی تھی۔ شبانہ کے عتاب کا نشانہ بن کر۔۔۔۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ حویلی آئیں تو سبرینہ نے شبانہ کو اس کے معمول کے کام نبٹانے کے لیے ہی کہا اور ماہ کو حویلی کے باہر بنے ہوئے باڑے کی طرف بھیج دیتا تاکہ وہاں کی صاف صفائی کر سکے۔۔۔۔

ماہ باڑے کی طرف آ گئی۔۔ایک طرف بکریاں، بھینسیں،اور گائے کھڑی ہوئی تھیں۔

وہ شاید بھوک سے اونچی اونچی آوازیں نکال رہیں تھیں انکی بھوک کا احساس کرتے ہوئے ماہ باڑے سے باہر نکلی اور وہاں لگے الیکٹرانک چارہ کاٹنے والی مشین سے مویشیوں کے لیے چارہ نکالنے لگی۔۔

وہ حویلی کے باہر آیا تو ٹیکسی ڈرائیور کو وہیں روکنے کے لیے کہا۔۔جب وہ ائیر پورٹ سے نکلا تھا تو شدید گرمی اور حبس تھا۔جیسے ہی وہ سفر طے کرتے ہوئے حویلی پہنچا موسم کے اچانک بدلتے ہوئے تیور دیکھ ٹھٹکا۔۔۔کچھ تو مافوق الفطرت لگا اسے اپنے ارد گرد۔۔۔۔اچانک آسمان سیاہ بادلوں سے گھر گیا۔۔۔۔

ایک طوفانی ہوا کا تھپیڑا اسکے منہ سے ٹکرا گیا اسکے وجود کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔۔۔اسے اپنی آنکھیں بند کرنی پڑیں۔

کچھ دیر بعد اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اندر کی طرف قدم بڑھائے۔عام سامر دانہ رنگ،ڈریس پینٹ اور شرٹ پر جیکٹ پہنے۔ہاتھ میں سفری بیگ تھامے۔۔۔۔

ماہ تیزی سے سارے کام نپٹارہی تھی۔آج موسم نے جانے کیسے انگڑائی لی۔اِنتہا کی گرمی میں بادلوں نے آسمان کا بسیرا کیا ہوا تھا۔ٹھنڈی مہکتی ہوائیں بھی چل رہی تھیں۔موسم ابر آلود ہو رہا تھا جیسے بارِش ہونے والی ہو۔اچانک یاد آنے پر وہ تیز تیز ہاتھ چلانے لگی۔۔وہ چارہ ہاتھوں میں بھرتی جارہی تھی۔دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر چھائے سفید بادلوں میں اب کالے بادل گھرنے لگے تھے۔وہ واپس باڑے کی طرف جانے لگی کہ ابھی وہ مڑی کی تھی کہ کسی سے زور سے ٹکرائی۔۔۔یکدم بارِش کی تیز بوچھاڑ ان دونوں پہ برسنے لگی۔۔۔سامنے موجود شخص اپنی مسحور کن شخصیت کے ساتھ کھڑا تھا۔وہ سامنے کسی انجان شخص کو دیکھ تیزی سے پیچھے ہوئی۔۔۔

باڑے میں بندھی بھینسیں اب بھوک کی وجہ سے تیز آوازیں نِکالنے لگیں۔۔۔بارش کی آواز میں ان کی آواز بھی شامل ہونے لگی۔۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"اُس شخص نے سپاٹ لہجے میں پوچھا تھا۔

وہ ٹیکسی سے اتر کر حویلی میں داخل ہونے لگا تھا۔۔جب بارِش شروع ہوگئی۔وہ بارِش سے بچنے کو یہیں رُک گیا۔

اسے بھیگے کپڑوں میں دیکھ کر اُسے ناگوار گزرا تھا۔وہ اس وقت اپنے سراپے سے دعوت نظارہ بنی ہوئی تھی۔۔۔۔

نظریں اُسکے سراپے کا جائزہ لے رہی تھیں جو مکمل بِھیگ گئی تھی اور اُسکے کپڑے اُسکے جِسم کے ساتھ چِپکے ہوئے تھے۔اُسکا دوپٹہ بھی گیلا ہو چُکا تھا جِس میں سے پانی نچڑ رہا تھا۔چہرے پر کچھ گیلے بال بھی چپکے ہوئے تھے جنہیں وہ اپنے چہرے سے پیچھے ہٹا رہی تھی۔یہ لڑکی ہر بار ایک نئے انداز میں اُس سے ملتی تھی۔پہلی بار روتے ہوئے تو کبھی ہنستے ہوئے کتنے روپ تھے اسکے۔۔۔حساس نرم دل، صبر کرنے والی، سہنے والی، پاکیزہ دل۔۔۔اُس کے دل نے اس سے بر ملا اعتراف کیا کہ یہ لڑکی اُسکے دِل پر قابض ہو گئی ہے۔آج سے نہیں بلکہ کئی سالوں پہلے سے۔۔۔

"آپ کون ہیں؟؟"ماہ نے اس ڈرتے ہوئے اس سے دھیمی آواز میں پوچھا۔۔

"میں کون ہوں یہ تمہیں جلد ہی پتہ چل جائے گا۔اور ہاں!!!"وہ باہر جاتے ہوئے پلٹا۔۔

"اس حالت میں حویلی کے اندر مت جانا۔۔۔یہاں سے سیدھا گھر جاؤ۔"اُس نے اپنے اوپر پہنی ہوئی جیکٹ اُتارتے ہوئے اُسکی طرف قدم بڑھائے جبکہ وہ اُسے اپنی طرف آتا حیرانی سے دیکھنے لگی۔

"جی وہ مالکن سائیں نے یہ کام کرنے کا کہا تھا۔" اُس نے جلدی سے بتایا تو وہ سر ہلا کر اُسکے قریب دو قدم کے فاصلے پر رُکا۔ اپنی جیکٹ اتار کر اس نے ماہ کے شانوں پر ڈال دی۔ وہ اُسکی جیکٹ میں چھپ سی گئی تھی۔ ماہ نے حیرت زدہ نظریں اُٹھا کر بے ساختہ سامنے کھڑے شخص کو دیکھا تھا جو خُود بھی اُس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ممم۔۔۔م۔۔میں آپکی جیکٹ کیسے؟" اُس نے ہکلا کر کہا تھا۔ اُسکی گہری اور عجیب سی نظریں ماہ کو نروس کر رہی تھیں۔ دِل میں میٹھی میٹھی کسک پیدا ہو رہی تھی جو اُسے بھلی تو لگ رہی تھی مگر گھبراہٹ بھی ہو رہی تھی۔

"جیکٹ کی فکر مت کرو۔۔یہ تمہاری عزت سے زیادہ قیمتی نہیں۔" اُس نے ماہ کو جیکٹ اُتارتے دیکھ کر روکا اور ساتھ میں ہدایت کی تو وہ جلدی سے سر ہلا گئی۔

وہ اس اجنبی کی نظروں سے پریشانی ہو رہی تھی جو نجانے اُس کے چہرے میں کیا کھوج رہا تھا۔ وہ مقابل موجود شخصیت کی آنکھوں میں دیکھتی ہی رہ گئی جہاں نجانے کونسی کشش تھی جو اُسے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

"اپنا خیال رکھا کرو کسی سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں۔"

"کیوں۔۔؟ آپ ہوتے کون ہیں مجھے صلاح دینے والے؟" وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھی۔

"میری اصلیت جاننے میں تمہیں اتنی دلچسپی کیوں ہے؟؟؟" اُس نے ماہ کی روشن

آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھ کر کہا۔

"کیوں؟ آپ مجھ پر اپنا حکم چلائیں اور میں پوچھوں بھی نہیں۔" اُسکا سوال پھر وہی تھا۔

"تمہیں اسی لیے صلاح دی کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تمہیں اس حالت میں کوئی نامحرم دیکھے۔" اُس نے جواب دیا۔

"تو کیا ہوا؟ آپ بھی تو میرے لیے نامحرم ہیں۔۔"

"نامحرم سے محرم بننے میں وقت ہی کتنا لگتا ہے؟؟؟ صرف تین منٹ اور تین الفاظ پھر عمر بھر کا ساتھ۔" اُس نے بھی اُسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔

"تمہاری عمر کتنی ہے؟" اس نے پوچھا تھا۔ دونوں ابھی بھی ایک دوسرے کو ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

"میں کیوں بتاؤں؟" وہ بضد انداز میں بولی۔

"میں بتاتا ہوں اٹھارہ کی ہونے میں صرف ایک ماہ۔" وہ ٹھہرے ہوئے انداز میں بولا۔ ماہ نے چونک کر اسکی گہری آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

"آپ کو کیسے پتہ؟؟؟" اس نے جاتے ہوئے انسان سے پوچھا۔۔ مگر اس نے پلٹ کر نا دیکھا۔۔۔

وہ رم جھم برستی ہوئی تیز بارش میں بھیگتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔۔اور جاتے ہوئے اپنا سفری بیگ اٹھانا نہیں بھولا۔۔۔۔

جیسے ہی وہ باڑے سے نکلا اس کے جسم کو زوردار جھٹکا لگا۔۔ جسم میں شدید درد کی لہر دوڑ گئی۔۔۔ کتنی دیر وہ حویلی کی دیوار سے لگے خود کو سنبھالتا رہا۔۔۔اس وقت وہ کچھ بھی سوچنے یا سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔دماغ پر زور ڈالنے پر بھی اسے کچھ یاد نہیں آرہا تھا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا تھا۔۔۔۔

بس اتنا یاد تھا کہ ٹیکسی ڈرائیور نے اسے حویلی کے دروازے کے آگے اتارا تھا۔۔اور وہ ابھی تک وہیں کیوں کھڑا ہے بارش میں۔۔۔وہ سر جھٹک کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"اماں سائیں !!!میں گھر آگیا۔۔" سبرینہ بیگم ملازمین سے صفائی کروا رہی تھی جب ارحام بھاگتا ہوا ان کے گلے جا لگا۔۔اور ہمیشہ کی طرح انہوں نے اس کی پیشانی پہ بوسہ کیا۔۔

"آگیا میرا پیارا بیٹا۔۔۔۔" آخر وہ ان کی اکلوتی اولاد تھی۔

"جی ماما۔۔اور بہت بھوک بھی لگی ہے۔" ارحام نے بیچارگی سے پیٹ پہ ہاتھ رکھتے ہی کہا۔۔ہر بار ایسا ہی ہوتا تھا وہ جب سکول سے آتا تھا آتے ہی بھوک کا راگ الاپنے لگتا

تھا۔۔انہیں ارحام کے بچپن کے دن یاد آ گئے۔۔۔۔

"ہاہاہا۔۔۔"سبرینہ بیگم اسکے اتاولے پن پہ ہنسی۔۔

"چلو پھر ہاتھ دھولو اور گیلے کپڑے تبدیل کر کے آ جاؤ۔۔آج میں نے اپنے بیٹے کے لیے اسکی پسند کا سارا کھانا بنوایا ہے۔۔۔"

"آ۔۔۔۔چھیں۔۔۔۔"وہ چھینکیں مارنے لگا۔۔۔

"اچانک موسم تبدیل ہو گیا ہے۔اسی وجہ سے تمہیں چھنکیں آنے لگیں۔"وہ تفکر بھرے انداز میں بولیں۔۔۔"جاؤ کپڑے تبدیل کرو جلدی۔۔۔"

"اوہ۔۔میرا بیٹا آ گیا۔"ارحام کو سامنے دیکھ سردار حماد نے بھی اپنی بانہیں وا کی تھیں۔

"کیسی رہی میرے بیٹے کی پڑھائی۔۔"اب وہ اسکے شانے پر ہاتھ رکھ پوچھنے لگے۔۔

"السلام علیکم۔۔۔آج جلدی آ گئے آپ؟"سبرینہ بیگم نے سردار حماد کو سامنے دیکھ کر پوچھا۔۔

"ہاں۔۔سوچا آج اپنے بیٹے کی آمد پر اسکے ساتھ کچھ ٹائم گزاروں گا۔کیوں ارحام ٹھیک ہے نا۔۔؟"آخر میں انہوں نے ارحام سے تائید چاہی۔۔

"جی باباسائیں بالکل ٹھیک کہا۔"ارحام اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔

"باقی سب کہاں ہیں؟؟؟" سردار حماد نے پوچھا۔

"یہیں ہیں سب اپنے اپنے کمروں میں ہوں گے۔"

"تم نے فیروز سے بات کی تھی؟"

"جی میں نے بھائی کو سمجھا دیا اب وہ ناراض نہیں۔ وہ دلنشین کی بجائے سوہا سے رشتہ کرنے پر رضامند ہیں۔"

"مجھے فخر ہے کہ آپ ہماری شریک حیات ہیں۔ میں آپکی قابلیت سے قائل ہو گیا ہوں اللہ نے نجانے مجھے کس نیکی کا اجر دیا ہے آپکی صورت میں۔۔" سبرینہ بیگم کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے وہ جذب سے بولے تھے۔ لہجے میں محبت سے زیادہ عزت واحترام تھا۔ انکی بات پہ سبرینہ بیگم مسکرائی اور انہیں تسلی دی۔۔

"آپ بیٹھ جائیں میں کھانا لگواؤں۔" انکے جانے کے بعد سردار حماد صوفے سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔۔

شام کا وقت تھا۔ پرندے سارا دِن اڑان بھرنے کے بعد تھکے ہارے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ وہ بھی اِس وقت چھت سے اتر کر نیچے آئی۔۔

"اماں سائیں ارحام آگیا؟؟؟" دعا نے سبرینہ سے پوچھا۔

"ہاں وہ تو دوپہر کو ہی آگیا تھا۔ بارش میں بھیگنے کی وجہ سے اسے بخار ہو گیا ہے۔ خود سے دوا لے کر ابھی کچھ دیر پہلے ہی سویا ہے۔"

"میں دیکھ لوں اسے؟" دعا نے پوچھا۔۔۔

"نہیں اسکی نیند خراب ہو جائے گی رات کے کھانے پر مل لینا۔" سبرینہ بیگم نے اسے ارحام کے کمرے میں جانے سے روک دیا۔۔۔

"ابھی کچھ دیر پہلے سویا ہے اور تمہیں پتہ ہی ہے کہ اپنے وقت پہ ہی جاگے گا اور اگر کچی نیند سے جاگ گیا تو اسکی طبیعت مزید خراب ہو جائے گی۔" انہوں نے کہا تو وہ سر ہلاتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

ارحام کا جسم شماس کے نکلنے کے بعد بہت درد کر رہا تھا۔۔۔اسکا جسم یہ تھوڑی دیر کی تبدیلی برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔وہ بری طرح بخار میں پھنکنے لگا۔۔۔تو میڈیسن لے کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

"کیا ہوا؟ مل آئی ارحام سے؟" سوہا نے پوچھا۔

"نہیں وہ سوئے ہوئے ہیں۔ سوہا میں اپنے اللہ سے دعاؤں میں بس انہیں مانگتی ہوں۔" وہ ہاتھوں پر سر ٹکائے بولی تو سوہا نے اُس کے بال سہلائے۔

"رب اپنے بندے کو اُسکی سکت سے زیادہ نہیں آزماتا۔ تمہاری آزمائش بھی جلد ہی ختم ہو جائے گی۔" سوہا نے تسلّی دی تھی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

دن یونہی اپنی رفتار سے گزرنے لگے۔۔۔ ارحام کی طبیعت ٹھیک ہوئی تو وہ سب سے نارمل انداز میں ملا۔۔ اور ان کے لیے لایا ہوئے گفٹس سب کو دیئے۔۔۔

دعا کی نظریں ہمہ وقت اس پر مرکوز تھیں مگر وہ اس بات سے بے نیاز اپنے ہی کاموں میں مشغول رہا۔۔ یہاں آکر وہ غریب لوگوں کے لیے کچھ کرنا چاہتا تھا۔۔۔ تاکہ یہاں رہنے والوں کو اسکی پڑھائی کا کچھ فائدہ پہنچ سکے۔۔۔

وہ انہی مسئلوں میں الجھا ہوا تھا زیادہ تر وقت وہ حویلی سے باہر اپنا کلینک کھولنے میں لگا رہا تھا۔۔۔

حویلی کے نیچے والے ایک حصے میں شہرام نے جم بنا رکھی تھی۔۔۔ اس وقت وہ دونوں وہیں موجود تھے۔

شہرام حسب معمول شرٹ لیس صرف ایڈیڈاس کا ٹراؤزر پہنے پُش اپس لگانے میں مصروف تھا۔ کسرتی سینے سے پسینے کی بوندیں ٹپک کر نیچے بچھے ہوئے میٹ پر گر رہی تھیں۔

"بھائی آپکے مسلز کے انچز تو مجھ سے بھی زیادہ بڑھ گئے ہیں۔" شہرام نے پش اپس لگاتے ہوئے سر اٹھا کر اذلان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"ہاہاہا۔۔دیکھانا۔۔۔ہوں نا بالکل سُپر مین کی طرح پاور فل۔" اذلان بچوں کی طرح اپنی تعریف پر خوش ہو کر بولا۔

اذلان اس وقت ٹراؤزر اور سیاہ ویسٹ میں موجود ہاتھوں میں ڈمبلز اٹھائے مسلز کی گیم لگا رہا تھا۔

شہرام اور اذلان جب بھی وقت ملتا یونہی جم میں ساتھ وقت گزارتے۔۔۔

"سردار جی آپ کا گرم پانی۔۔" غلام وان دونوں کے لیے گرم پانی والی بوتل لے کر آیا۔۔

"کیا ہو رہا ہے برادرز؟" ارحام نے جم میں داخل ہوتے ہوئے ان دونوں کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔۔

"بس ایکسر سائز ہو رہی تھی۔" شہرام نے کھڑے ہوتے ہوئے ٹاول سے اپنا پسینہ پونچھنے کے ساتھ جواب دیا۔

"لگتا ہے اذلان بھائی بھابھی کو اپنی باڈی سے امپریس کرنے والے ہیں۔" ارحام نے اسے چھیڑا۔۔ جس کے سر کے اوپر سے ہی ارحام کی بات گزر گئی۔۔۔

وہ چپ چاپ اپنا کام جاری رکھے ہوئے تھا۔

"چلو اذلان بھائی تو اپنے مسلز سے امپریس کر رہے ہیں۔ تم کیا اپنی ڈگری سے امپریس کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟" شہرام نے اسے گھیرا۔۔۔۔

"نہیں یار میرا ایسی کسی خرافات میں ملوث ہونے کا کوئی ارادہ نہیں بڑا شریف سا بندہ ہوں۔ خلق خدا کی خدمت کے لیے آیا ہوں۔۔۔ آج گوٹھ میں فری کیمپ لگایا ہے بیماروں کا مفت چیک اپ کروں گا۔"

“Wow that's amazing.Keep it up.best of luck bro....”

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شہرام نے اس کے شانے کو تھپتھپا کر کہا۔۔۔

“Thanks.”

ارحام نے جواباً کہا۔۔۔

کچھ دیر عام سی گفتگو کرتے ہوئے وہ اپنی اپنی مصروفیات میں لگ گئے۔۔۔۔

حویلی میں آج رونقیں ہی رونقیں تھیں ہر طرف خوشیوں کا سماں تھا اس کئی کنال پر

مبنی حویلی کو آج بے حد خوبصورتی سے سجایا گیا تھا ہر طرف روشنیاں جگ مگ کر رہی تھیں خوبصورت اور نایاب پھولوں اور نفیس پردوں سے سجی ہوئی حویلی آج ایک شاندار منظر پیش کر رہی تھی۔

ساری حویلی کو برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا۔۔۔شہرام نے خود ساری سجاوٹ کروائی تھی۔۔۔اِس وقت حویلی کی رونق اور ہلچل عروج پر تھی۔۔کچھ دیر پہلے ہی صائم کی بارات پہنچی تھی۔۔اور تھوڑی دیر میں نکاح کی رسم کی جانی تھی۔

وہاں موجود تقریباً تمام لوگوں کے چہرے خوشی سے جگمگا رہے تھے مگر اُن سب میں ایک لڑکی ایسی بھی تھی۔۔جو شدید قسم کی اکتاہٹ اور بوریت کا شکار الگ تھلگ سی بیٹھی ہوئی تھی۔۔اُسکے خوبصورت چہرے سے اُسکی جھنجھلاہٹ کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا تھا۔

"مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہئے تھا۔۔اماں سائیں کے کہنے پر یہاں آگئی۔سب نے اتنے زرق برق کپڑے پہن رکھے ہیں اور میرے کپڑے؟؟اُوپر سے یہاں سب امیر عورتیں بھی اتنی عجیب ہیں۔"

ماہ جو ویسے ہی اچھی خاصی اُکتائی ہوئی تھی۔وہاں موجود تمام عورتیں اسکے پرانے سے بوسیدہ سادہ سے کپڑوں کی طرف نخوت زدہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔ماہ ایک نرم

دل لڑکی تھی۔۔ مگر اپنی بہنوں اور اماں سائیں کے رویئے کی وجہ سے کچھ محرومیاں اسکے حصے میں آئی تھیں۔۔۔

"ماہ کتنی بار پیغام بجھوا چکی ہوں تمہیں۔ مردان خانے میں چائے دے کر آؤ۔۔ وہاں کیوں نہیں جا رہی۔۔۔ یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہو؟؟" شبانہ جو کئی بار اُسے اپنے پاس آنے کا بلاوا بھیج چکی تھی۔۔ ماہ کو ایک ہی جگہ پر بیٹھے دیکھ آخر کار اُسے خود ہی اُٹھ کر آنا پڑا تھا۔۔

"اماں سائیں سب لوگ میرے پرانے کپڑے دیکھ کر مجھے گھور رہے ہیں۔ مجھے گھر بھیج دو نا۔۔" ماہ نے انکار کیا۔۔۔ یہ بات شبانہ کو اچھا خاصہ تپا گئی تھی۔

"جاؤ ملکن کہہ رہی ہیں کہ سٹور والے کمرے سے ایک دو قالین نکال کر خالی جگہ پر بچھاؤ۔ میں اتنی دیر چائے بھیجتی ہوں پھر مردان خانے میں دے آنا۔۔۔"

"جی اچھا۔" ماہ نے بے دلی سے کہا اور شبانہ کے بتائے ہوئے راستے کی طرف چل دی۔۔ وہ حویلی کے سٹور میں آئی وہاں الماری میں قالین پڑے تھے۔۔۔

سامنے ہی دیوار کے ساتھ ایک بڑا سا شیشہ پڑا تھا۔۔ اس نے خود کو اس شیشے میں دیکھا۔

سرخ رنگ کے لانگ فراک اور چوڑی دار میں ملبوس تھی۔ شانوں پر بڑا سا شیفون کا دوپٹہ پھیلائے۔۔ سیدھی مانگ نکالے دونوں ہاتھوں میں بھر بھر کے کانچ کی چوڑیاں

پہنے گجرے ڈالے کانوں میں خوبصورت قدرتی کلیوں والے جھمکے پہنے ہوئے، کھلے بال پشت پر بکھرے ہوئے تھے۔ یاقوتی لبوں پر ہلکے رنگ کی لپسٹک لگی تھی۔۔۔ وہ خود کا بدلا ہوا روپ دیکھ ٹھٹک گئی۔۔۔ ایکدم سے اس میں یہ بدلاؤ کیسے آیا۔۔

وہ خود کو چھو کر حیران ہوئی اور ہراساں نظروں سے پھر قد آدم شیشے میں خود کو دیکھا۔

اسے پہلے بھی کئی بار یہ محسوس ہوا تھا کہ کوئی ہمیشہ اسکے آس پاس رہتا ہے مگر کبھی وہ کچھ بولی نہیں۔۔۔۔ بس کسی کو اپنے ساتھ محسوس کرتی رہتی تھی۔۔

آج اس نے خود میں ہمت مجتمع کی اور اس ان دیکھے انجانے وجود سے بات کرنے کی ٹھان لی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ک۔۔۔۔کون۔۔۔۔ہے۔۔۔؟" وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔۔۔

"پلیز سامنے آئیں۔۔" وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پھر سے ڈرتے ہوئے بولی۔۔

"مجھے تم محسوس ہوتے ہو۔۔ میں تمہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔۔" وہ سراسیمگی کی کیفیت میں بولی۔

وہ شماس بن ضماد کے لیے اسکی زندگی کے سارے رنگوں مجموعہ تھی۔۔۔ وہ محبت کے سبھی راگوں کا استاد تھا۔۔ جو صرف اور صرف اسکے لیے میلوں کا سفر طے کر کے آیا تھا۔۔

جنات کی ریاستوں میں وہ اتنا حسین و وجیہہ بہادر آدم زاد تھا۔۔ جسکی شان و شوکت بادشاہوں سے بھی زیادہ تھی۔۔ جس جگہ وہ قدم رکھتا بنجر زمین ہریالی میں بدل جاتی۔ جس شہر سے گزرتا تھا وہاں خوشحالی آجاتی۔۔۔

جن زادیاں تو کیا۔۔۔ ہزراوں پری زادا سکے کی وجاہت کے گن گاتی۔اس کی ایک نظر کی متمنی ہوتیں۔۔۔۔

اسکی ہمیشہ جھکی ہوئی سرمئی آنکھیں جب اٹھتی ہیں تو سب کے دل دھڑک اٹھتے۔۔۔۔

"آپ ہم سے وعدہ کریں کہ ہمیں دیکھنے کے بعد ہمارے قریب آنے کی خواہش نہیں کریں گی۔" اسکی سحر انگیز آواز ماہ کے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔۔ اسکی بات سن کر ماہ کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔۔۔

"میں تو بس آپ کو دیکھنے کی خواہش کر رہی تھی۔" اس نے شرمندگی سے کہا۔

"بھلا میں کیوں آپکے۔۔۔۔" اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"جو آپ کا حکم ملکہ۔۔" اس نے سرگوشی نما آواز میں کہا

ماہ کے سرخی مائل چہرے کو دیکھ کر اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

"آپ مجھے نظر کیوں نہیں آرہے؟؟؟ کہاں ہیں آپ؟"

"میں ہمیشہ کی طرح آپکے پاس ہوں ملکہ۔۔" اجنبی سا لہجہ ایسا مسحور کن تھا کہ اسکا دل زوروں سے دھڑکنے لگا۔۔۔اچانک اس کا جسم جلنے لگتا تھا۔

"تو پھر سامنے آئیں نا؟" ماہ نے عجیب سے احساسات کے زیر اثر فرمائش کی تھی۔

ایک پل کو سب جگہ سناٹا چھا گیا۔۔

ماہ کو اپنے قریب آگ سی جلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔اس نے ڈر سے اپنی آنکھوں کو میچ لیا۔۔۔دفعتاً اجنبی آواز گونجی تھی۔۔

"آنکھیں کھولیں ملکہ۔۔۔۔" اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں دل جیسے دھڑکنا بھول گیا اور وہ اپنی جگہ کھڑی جیسے پتھر ہو گئی تھی۔

دراز قد، بادشاہوں جیسا مرد سیاہ لباس میں ملبوس اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ اسکے بلکل سامنے تھوڑا دور کھڑا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ماہ نے اسکی سرمئی چمکتی ہوئی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھا۔۔۔۔

اسے کچھ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے اور یہاں کیا کرنے آئی تھی۔اسے یاد تھا تو بس کسی کا خوشبوؤں بھرا وجیہہ سراپا، اسکی میٹھے جھرنوں جیسی کانوں میں گونجتی آواز، اسے یاد تھا تو بس کسی کی لو دیتی سرمئی آنکھوں میں سے پھوٹتی روشنی۔۔۔۔اس سامنے موجود وجاہت کے مجسمے میں سے نکلتی ہوئی حرارت۔۔۔۔وہ اسے دیکھ بت بنی چپ کی چپ

رہ گئی۔۔۔۔

"ماہ تجھے قالین لینے بھیجا تھا۔۔ قالین بنانے نہیں۔۔۔" باہر سے شبانہ کی کاٹ دار آواز سن کر وہ فوراً ہوش میں آئی۔۔۔

سارے کمرے میں نظر دوڑائی وہ کہیں نہیں تھا۔۔ شیشے میں دیکھا۔ وہ اپنے وہی پرانے کپڑوں میں ملبوس تھی۔۔۔ سب کچھ غائب ہو چکا تھا۔۔ وہ تیزی سے قالین اٹھا کر باہر نکلی۔۔۔

جلدی جلدی کام نپٹانے لگی۔۔۔ اب اسے اپنے بوسیدہ کپڑوں سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔ کیونکہ اس کا دھیان تو اس شہنشاہوں جیسے وجیہہ مجسمے میں تھا۔۔۔ جسے کچھ دیر پہلے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

وہ چائے کاڑھے لیے مردان خانے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

صائم جو نکاح کے لیے اندر آ رہا تھا۔ ماہ کو سامنے دیکھ کر وہیں رکا۔۔۔۔

شادی کی ساری رسموں کے دوران اسکی نظریں ماہ کے وجود کا طواف کرتی رہیں۔۔ مگر ماہ اس بات سے انجان تھی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اذلان اور فجر دونوں تیار ہو کر نیچے آئے تو فجر اسے اپنے ساتھ لیے قدرے پر سکون جگہ پر آ کر بیٹھ گئی کیونکہ یہاں رش ذرا کم تھا۔۔

اذلان نے گرے شلوار قمیض پر سیاہ واسکٹ پہن رکھی تھی جبکہ فجر نے گرے رنگ کا ہلکے سے کام والا فراک زیب تن کر رکھا تھا۔۔۔

تبھی کوئی چور حویلی کی دیوار پھیلانگ کر اندر آیا۔۔۔

سب تو شادی میں مصروف ہوں گے اسی دوران اس چور نے حویلی کی قیمتی چیزوں یا رقم کو ہتھیانے کا سوچا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ابھی چھپتے چھپاتے ہوئے اندر آیا کہ سامنے ہی فجر کو دیکھا۔ جو سونے کے بھاری زیورات میں ملبوس تھی۔ ابھی صبح ہی سبرینہ نے اسے شادی میں پہننے کے لیے یہ زیوارت دیئے تھے۔۔۔

"اے نکال سارے زیور جلدی نہیں تو۔۔" اس نقاب پوش آدمی نے فجر کی طرف گن کرتے ہوئے اسے دھمکایا۔۔۔۔

"بکواس بند کرو۔۔ ابھی شور مچاؤں گی سب اکٹھا ہو جائیں گے۔۔۔ اپنی خیریت چاہتے ہو تو دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔ میں اس خوشیوں بھرے ماحول میں کوئی تلخی نہیں چاہتی اسی لیے آرام سے سمجھا رہی ہوں۔۔۔ اگر یہاں سے نہیں گئے تو بے موت مارے جاؤ

گے۔"وہ نہایت جراءت مندانہ انداز میں بولی۔

"چل بڑی دیکھیں تیری جیسی۔۔"وہ ہٹ دھرمی سے کہتے ہوئے اس کے گلے سے گلوبند کھینچنے لگا۔

"اے۔۔یہ کیا کر رہے ہو تم چھوڑو۔۔میری گڑیا کو۔۔"اذلان جو منہ کھولے حیرت سے ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔اس نے چور کا ہاتھ فجر کی گردن سے پیچھے جھٹک کر کہا۔

"پرے ہٹ۔۔۔پاگل۔۔۔"اس چور نے اذلان کو پیچھے دھکیل دیا۔

اس نے اذلان کو دھکا دیا اور واپس فجر کی گردن سے گلوبند کھینچنا چاہا۔۔اسکے کھینچنے کی وجہ سے فجر کو درد ہوئی تو لمحوں میں اسکی آنکھیں بھر آئی تھی۔

"اُتار یہ ہار نہیں تو۔۔۔"وہ گلوبند اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔

"اے گندے۔۔۔۔چھوڑ میری گڑیا کو۔۔۔"اس نے چور کو دھکا دے کر پیچھے کیا۔۔ اور خود فجر کو اپنی بانہوں میں بھر لیا۔۔۔

"میں اپنی گڑیا کو کچھ نہیں ہونے دوں۔"

"سالے پاگل تیری تو۔۔"وہ پھر سے ان دونوں کی طرف سرعت سے بڑھا۔اذلان نے تیوریاں چڑھاتے ہوئے اسے غصے سے دیکھا۔۔اور صحن میں لگی ہوئی میزوں اور

کرسیوں میں سے ایک کرسی اٹھا کر اس چور کے سر پہ دے ماری۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ فجر اُسے ایسا کرنے سے روک پاتی اس نے پہلے ہی اپنا کام کر دکھایا۔۔ وہ چیخ ہی پڑی۔۔۔کیونکہ اب اس چور کے سر سے خون نکلنے لگا۔

خون کو دیکھ کر اذلان کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام کے رہ گیا۔۔۔اور ڈھیلے پڑتے وجود سے وہیں گر گیا۔۔۔۔

اس کی حالت دیکھ کر فجر کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے۔۔وہ زخمی چور موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جس راستے سے اندر آیا تھا اسی راستے سے واپس بھاگ گیا ۔۔۔

کیونکہ اگر اب کی بار وہ پکڑا جاتا تو جو درگت اسکی بنتی تو وہ پھر واپس جانے کے قابل نہیں رہتا۔۔۔۔

"کیا ہوا فجر؟؟"سبرینہ جو انتظامات دیکھنے آئی تھیں اذلان کو بیہوش گرے ہوئے دیکھ کر ان دونوں کے پاس تیزی سے آئیں اور پوچھا۔۔

"اماں سائیں یہ بیہوش ہو گئے ہیں۔۔"

"ارحام!!!!"انہوں نے ارحام کو آواز دی تو وہ ادھر آیا۔۔۔

"جاؤ اذلان کو اسکے روم میں چھوڑ آؤ۔۔اور ہاں تم فجر اسکے سائیڈ ٹیبل کے ڈراور میں

سے اسکی دوائیں اسے دے دینا۔۔۔لازمی۔۔"انہوں نے فجر سے مخاطب ہوئے کہا۔

"جی ٹھیک ہے میں دے دوں گی۔۔"

وہ جو نکاح میں شرکت کے لیے باہر آئے تھے بنا دیکھے ہی واپس اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔۔

ارحام اسے سہارا دیتے ہوئے کمرے تک چھوڑ کر خود باہر آ گیا۔۔۔۔جہاں اب شہرام اور دلنشین کے نکاح کی رسم ادا ہونے والی تھی۔

"آج پہلی بار مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے میں اکیلی نہیں ہوں۔میرا ساتھ دینے والا کوئی ہے۔جو میرے لیے کسی سے بھی لڑ سکتا ہے جو مجھے مصیبت میں نہیں دیکھ سکتا۔آج پہلی دفعہ خود کو بہت محفوظ محسوس کر رہی ہوں۔"

اس نے بیہوش لیٹے ہوئے اذلان کو دیکھ کر سوچا۔۔

"آپ جیسے بھی ہیں بہت اچھے ہیں۔ایک عورت کو اس کے شوہر کی یہی خوبی متاثر کرتی ہے کہ اسکا شوہر اسکی عزت کرے اسکا محافظ ہو اور آج آپ نے انجانے میں یہ ثابت کر دیا کہ آپ ہمیشہ میری حفاظت کریں گے۔میں ایک محفوظ پناہ گاہ میں ہوں۔"

اسے وہ لمحہ یاد آیا جب اذلان نے اسے چور سے بچانے کے لیے اپنی پناہوں میں لیا تھا۔

کتنا خوش کن احساس تھا وہ اسے وہ لمحات بھلائے نہیں بھول رہے تھے۔

صائم شیر وانی پہنے ہوئے تھا جبکہ سوہا نے سرخ دیدہ زیب عروسی لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ دونوں کی جوڑی بہت اچھی لگ رہی تھی۔ سب سے پہلے ان دونوں کے نکاح کا فریضہ سر انجام دیا گیا تھا۔۔۔

وہ سفید شلوار قمیض میں ملبوس، تولیے سے بال رگڑتا باہر نِکلا تھا۔ تولیہ صوفے پر پھینکتے، آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر وہ اپنے بال بنانے لگا۔ بال سیٹ کر کے پرفیوم اُٹھایا اور خُود پر چھڑک کر ایک نظر اپنا جائزہ لیا۔ سفید شلوار قمیض، گھنی بیئرڈ، سنجیدہ سا چہرہ لیے وہ بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔ شانوں پر شال پھیلائے وہ شاہانہ چال چلتے ہوئے باہر آ رکا۔۔

وہ اپنا سجا سنورا دلکش سراپا آئینے میں دیکھ رہی تھی اورنج کلر کے بے حد خوبصورت اور قیمتی شرارے پر نایاب موتیوں اور کورے کا کام ہوا تھا بلاشبہ وہ لباس عروسی اسکی قدرتی سرخ و سفید رنگت پر بہت جچ رہا تھا بیوٹیشن اور دعا کے لاکھ منتیں ترلے کرنے کے بعد کہیں جا کر اس نے ہلکا پھلکا میک اپ کروایا تھا جیولری کے نام پر اس نے ماتھے کے ایک طرف جھومر، ناک میں نتھ جو کہ اسکے ہونٹوں کو چھو رہی تھی جھمکے، نیکلس اس کی سرخ و سفید گردن کو اور خوبصورت بنا رہا تھا بلاشبہ وہ ایک حسین لڑکی تھی مگر

آج تو دولہن بن کر غضب کا روپ چڑھا تھا اس پر کہ نظریں ہی نہ ہٹ رہی تھیں اس کے دلکش روپ سے مہندی کے خوبصورت ڈیزائن اپنا گہرا رنگ اس کے ہاتھوں پر چھوڑ چکا تھا۔

وہ کسی طرح راضی نہیں تھی خود کو شہرام کے لئے اتنا سجنے سنوارنے کے لئے، اسے اپنی بے بسی پر رونا آرہا تھا۔۔۔

حماد بلیو جینز پر ڈارک براؤن شرٹ پہن کر بال جیل سے سیٹ کر رکھے تھے۔۔ دعا نے لائٹ پنک کلر کا ڈریس پہنے ہلکا سا میک اپ کیا ہوا تھا۔۔۔

دلنشین گھونگھٹ اوڑھے بیٹھی ہوئی تھی۔ابھی نِکاح شروع نہیں ہوا تھا اُس کے دائیں طرف دعا اور بائیں طرف سبرینہ بیگم کھڑی تھیں۔اِس وقت اُسے اپنی زِندگی کا ایک ایک پل یاد آرہا تھا۔جو اپنی ماں کے ساتھ گزارا ایک ایک پل جو وہ چاہ کر بھول نہیں سکتی تھی۔یہ وقت اُسکے لیے بہت کڑا تھا۔وہ وقت جب ایک لڑکی کو سب سے زیادہ اپنی ماں کی ضرورت ہوتی ہے بے شک سبرینہ بیگم موجود تھیں مگر حقیقی ماں کو کون بھلا سکتا ہے ایسے موقع پر۔گھونگھٹ کے پیچھے اُس کی آنکھیں نمی سے بھری ہوئیں تھیں اور کانوں میں اپنے بابا اور شہرام دونوں کی ملی جلی باتیں گونج رہی تھیں۔مولوی صاحب نے نِکاح پڑھانا شروع کر دیا۔

وہ گُم صُم سی بس اِقرار کرتی گئی تھی۔اپنی سوچوں گُم وہ مولوی صاحب کے کہے گئے نِکاح کے کلمات دھیان سے نہیں سُن پائی تھی۔ہوش تب آیا جب مولوی صاحب اُسے نِکاح قبول کرنے کا کہہ رہے تھے۔سردار حماد نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ نم آنکھوں سے اپنی زِندگی ناچاہتے ہوئے بھی سردار شہرام کے نام کر گئی۔

کچھ دیر بعد اُس سے دستخط لیے گئے۔اُسکے نیچے گواہان کے دستخط ہوتے ہی مولوی صاحب اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے وہاں سے چلے گئے اور اُنکے پیچھے ہی گواہان بھی۔۔

اسکے بابا اور سبرینہ بیگم نے اُسے گلے لگا کر تسلّی دی تھی اور خُود کو سنبھالنے کا کہا تھا۔دعا اور سوہا دونوں اس کا غم محسوس کر رہی تھی۔باہِر مولوی صاحب اب سردار شہرام سے ایجاب و قبول کروا رہے تھے۔نِکاح مکمل ہوتے ہی مُبارک سلامت کا شور بلند ہوا۔ ارحام اُسے مٹھائی کھلاتے ہوئے چھیڑ رہا تھا۔۔۔جِس پر وہ اُسے مصنوعی گھوریوں سے نواز رہا تھا۔

کچھ دیر کی رسومات کے بعد کھانے کا دور چلا۔۔۔

صائم اور سوہار خصتی کے بعد حویلی سے جا چکے تھے۔۔تقریباً ایک گھنٹے تک وہ سبھی مہمان حویلی سے رُخصت ہو چکے تھے۔

چند گھنٹوں پر محیط تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

دلنشین کو کمرے میں لانے سے پہلے چند رسموں کے بعد سب نے اسے تحفے دیے دادا جان کی طرف سے قیمتی کنگن اور حماد اور سبرینہ بیگم کی طرف سے زیورات منہ دکھائی کے طور پر ملے مگر اسے اس سب میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اب اسے شہرام کے کمرے میں لا کر اس کی سیج پر بیٹھا دیا گیا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

"جعفری میں نے تجھ سے پہلے بھی کہا تھا کہ مجھ سے پنگا مت لینا۔۔۔ ہمارے گوٹھ کے کھیتوں کا پانی رکنا نہیں چاہیے۔" واجد خان نے جعفری کو مردان خانے میں شادی میں شرکت کیے دیکھ کر بات یاد آتے ہی کہا۔۔۔

سردار جلال الدین نے فجر کے والد سردار جعفری کو بھی سوہا اور شہرام کے نکاح میں مدعو کر رکھا تھا۔۔

اب وہ دونوں آمنے سامنے تھے۔۔۔۔

"دیکھو سردار واجد!!! میری تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں، میری بیٹی تمہارے گھر ہے۔۔ تم خود بھی دیکھ سکتے ہو ہمارے کھیتوں میں پانی کل کا لگ چکا ہے۔ میں نے سرکاری کام کروایا ہے۔۔ حکومت سے اجازت لی ہے میں نے۔" سردار جعفری نے کہا۔

"میں نہیں جانتا کسی سرکاری کھاتے کو۔یہاں ہمارے کھاتے ہیں ہماری مرضی۔"وہ رعونت آمیز انداز میں بولا اس وقت سردار واجد۔۔غصے میں آگ بگولہ ہو چکے تھے۔

"اگر تم نے کچھ الٹا سیدھا کیا تو پھر یاد رکھنا مجھ سے برا بھی کوئی نہیں ہوگا سردار واجد (شہرام کے والد)۔۔تم بھی مجھ سے پنگا لینے کی جرات مت کرنا یہ میں بھی آخری بار کہہ رہا ہوں تمہیں،اگر دوبارہ ایسا ہوا تو زمہ دار تم خود ہو گے۔۔"سردار جعفری کا غصہ بھی اسکی بے تکی بات سن کر کسی بھی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔۔

"اذلان جی پلیز لیٹ جائیے نا۔"فجر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس لیٹانا چاہا لیکن اس نے بنا دیکھے فجر کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔جس پر فجر بہت حیران ہوئی۔

"کیا ہوا اذلان جی!ناراض ہے آپ مجھ سے؟کچھ کہا کیا میں نے جو آپکو برا لگا؟؟"وہ جب غصّے میں ہو تب ہی ایسی حرکتیں کرتا تھا فجر اسکے قریب بیٹھی اور ایک ہاتھ سے اس کا چہرہ اپنی جانب کیا۔

"د۔۔دور رہو مجھ سے۔۔"

اذلان نے نا صرف اسکا ہاتھ جھٹکا بلکہ اُسے خود سے پیچھے دھکا بھی دیا وہ اذلان نہیں کوئی اور تھا جس کے چہرے پر نہ معصومیت تھی اور نا ہونٹوں پر مسکان۔۔

"اذلان جی۔۔۔۔۔۔۔۔" فجر گھبرا گئی کے آخر اُسے اب کیا ہوا؟؟؟

"میں کہہ رہا ہوں نا دور رہو مجھ سے۔۔۔ دور رہو۔۔۔۔۔ دور رہو۔۔" اذلان نے سر پکڑتے ہوئے زور سے چلانا شروع کر دیا۔

"کیا ہو گیا اذلان جی آپ ایسے کیوں کر رہے ہیں ادھر دیکھیے۔۔" فجر نے ہاتھ اسکی جانب بڑھایا لیکن اذلان فوراً اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

"جاؤ یہاں سے۔۔۔ دور ہو جاؤ۔۔۔ مجھ سے۔۔۔۔"

وہ دیوانہ وار اپنا سر پکڑے چلاتا رہا اور آنکھیں بند کیے سر کو زور سے دبانے لگا جیسے اسکا سر پھٹ رہا ہے۔۔۔ اسکی حالت دیکھ کر فجر کو ڈر لگنے لگا تھا۔۔۔ وہ لڑکھڑا کر گرنے والا تھا کہ فجر نے اُسے پکڑ لیا اور بازو سے کھینچ کر بیڈ پر لٹایا وہ ہوش میں نہیں تھا۔

"اماں سائیں۔۔۔ اذلان جی کی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔ آپ پلیز میرے ساتھ آئیں۔" فجر نے فوراً باہر آکر سبرینہ بیگم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔

"فجر میں سارا شادی کا بکھراؤ سمیٹوا رہی ہوں ملازمین سے۔۔۔ تم ایسا کرو۔۔ یہ میرا فون لو اس میں تمھیں میں اذلان کے ڈاکٹر کا نمبر ملا دیتی ہوں اسے تم اذلان کی کنڈیشن کے بارے میں بتاؤ پھر جو وہ کہیں تم وہی کرنا۔"

انہوں نے کہتے ہوئے اپنے فون سے ڈاکٹر کا نمبر ملا کر دیا۔۔۔

فجر فون لے کر کمرے میں آ گئی اور ڈاکٹر کو اذلان کی ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔۔۔

"میں بہت ڈر گئی تھی ڈاکٹر۔۔اذلان جی نے پہلے کبھی ایسا برتاؤ نہیں کیا اُن کا غصّہ اُن کے بولنے کا انداز بہت عجیب تھا اور حیرت کی بات یہ ہے کہ جب انہیں ہوش آیا تو اُنہیں کچھ یاد ہی نہیں تھا وہ بالکل نارمل تھے۔ کبھی بچوں سا برتاؤ کرتے ہیں۔ کبھی نارمل لگتے ہیں۔۔اور کبھی تو بالکل آؤٹ آف کنٹرول ہو جاتے ہیں۔"

وہ ڈاکٹر کو کچھ دیر پہلے والا واقع بتا رہی تھی۔

"میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اس پیشنٹ کو مینٹل اسائلم میں ایڈمٹ کر دیں۔۔۔وہاں ہر وقت اسکا دھیان بھی رکھا جائے گا اور ٹریٹمنٹ بھی اچھے سے ہو پائے گا۔"

"یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں ڈاکٹر۔۔پاگل خانے میں داخل کروانا۔" وہ ان کی بات سن کر پہلے تو بھونچکارہ گئی پھر تلخ لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

"آپ پلیز مجھے کوئی میڈیسن بتائیں تاکہ میں انہیں دے دوں ایسے وقت میں۔۔"

"جو میڈیسن وہ کھا رہے ہیں اس میڈیسن سے اچھی اور کوئی میڈیسن نہیں آپ اسے کی جاری رکھیں۔۔۔"

"جی ٹھیک ہے۔" اس نے بے دلی سے کال کاٹ دی۔۔اور فون واپس سبرینہ بیگم کو بھجوا دیا ایک ملازم کے ہاتھوں۔

اذلان پھر سے سوچ کا تھا۔۔۔۔

اس نے وہ میڈیسن نکال کر اس کا نام پڑھا۔۔۔ عجیب سا نام تھا اس کا۔۔۔

"جب بھی یہ میڈیسن کھاتے ہیں فوراً سو جاتے ہیں کہیں یہ نیند کی میڈیسن تو نہیں یا پھر اور کچھ۔۔۔" کئی سوال اس کے ذہن پر ابھرنے لگے۔۔۔

وہ سوچوں کے تانے بانے بننے لگی۔۔۔۔

"ارحام سے پوچھوں اس میڈیسن کے بارے میں؟" اس نے دل میں سوچا۔

"نہیں وہ کیا سمجھے گا کہ میں دوائی کے بارے میں کیوں پوچھ رہی ہوں۔ اس سے پوچھنا مناسب نہیں رہے گا۔۔۔ کچھ اور سوچتی ہوں۔۔"

وہ کچھ دیر سوچتی رہی۔۔۔

"اممم۔۔۔۔ ایسا کرتی ہوں اس میڈیسن کے بارے میں سرچ کرتی ہوں نیٹ پر کچھ نا کچھ تو انفارمیشن مل جائے گی۔۔۔ مگر کیسے۔۔۔؟ ارحام کے روم میں لیپ ٹاپ موجود ہے۔۔ کل اس سے پوچھ کر استعمال کر لوں گی۔۔" اس نے کل کا پروگرام بنایا۔۔۔ اور خود ڈریس تبدیل کیے اب بستر پر لیٹ گئی۔۔۔۔

دلنشین ڈریسر کے سامنے کھڑی اسکے آنے سے پہلے ہی اس دلہن کی آرائش وزیبائش سے چھٹکارا پانے کے لیے کھڑی ہوئی دوپٹہ پنوں سے آزاد کرواکر شانے پر رکھا اور بالوں کے جوڑے کو کھول کر ان میں برش کیا پھر انہیں کیچر میں مقید کر دیا۔۔اب وہ اپنی چوڑیاں اتار کر تیزی سے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتی جا رہی تھی۔

اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔۔۔

دلنشین نے ایک بار بھی اندر آنے والے شہرام پر ایک نظر ڈالنا بھی گوارا نہیں کیا اور اپنے کام میں مگن رہی۔۔۔

"کیا کر رہی ہو؟؟"شہرام نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے ایسا کرنے سے روکا۔

"آنکھیں ادھار پہ دے آئے ہو؟؟؟ نظر نہیں آتا اس ان چاہے بوجھ سے آزاد ہو رہی ہوں۔"وہ تلخ انداز میں گویا ہوئی۔

"میرا انتظار کرتی نا۔۔۔۔ان سب سے آج آپکو۔۔۔اپنے انداز میں آزاد کروانا چاہتا ہوں۔"وہ ذو معنی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"بہت ہی کوئی گھٹیا اور واہیات انسان ہو تم۔۔۔مجھے امید نہیں تھی جسے میں بچہ سمجھ کر۔۔۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی شہرام اسکی بات کاٹ کر بولا۔

"کیا بار بار ہر بات میں بچہ۔۔۔بچہ۔۔۔کی رٹ لگا رکھی ہے؟؟نا تو میں آپکا بچہ ہوں

اور۔۔۔۔ناہی بچہ رہا ہوں۔۔۔اگر آپ چاہیں تو اس بات کا ثبوت ابھی پیش کر سکتا ہوں۔۔۔بشرطیکہ آپ میں سہنے کی ہمت ہو۔۔"وہ غصے میں کہتے ہوئے آخری الفاظ پر یکدم لہجہ اور انداز بدل گیا۔۔۔

دل کی آنکھوں کی پتلیاں سکڑ کر پھیلیں۔۔۔

"اتنا ہی بچہ بچہ کہنے کا شوق ہے تو آپکی یہ خواہش ابھی پوری کیے دیتا ہوں۔۔پھر کھلاتی رہیے گا ہمارے بچوں کو گود میں اور جتنا مرضی انہیں بچہ بچہ پکارتی رہیے گا۔۔"وہ ذو معنی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے آنچ دیتے لہجے میں بولا۔۔۔

"پاگل ہو چکے ہو تم کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔۔کچھ پتہ بھی ہے ؟؟"وہ چلائی۔

شہرام کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھا دیا۔ اسکی اطراف اپنے ہاتھ رکھ دیئے۔۔۔

"یہ کس طرح بات کر رہی ہیں آپ مجھ سے جانتی ہیں نا میں اس علاقے کا سردار ہوں اور اب آپ کا شوہر بھی۔۔۔تو لہجہ درست کریں۔"

انا پر چوٹ ہوئی تو سرداروں کے خون میں جوش مارا۔۔۔۔

"ہنہہ۔۔۔۔"دلنشین نے طنزیہ انداز میں ہنکارا ابھرا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" صحیح کہا۔۔۔تم۔۔۔۔اوہ۔۔۔سوری!!!!آپ نے۔۔۔شہرام سائیں۔۔"

استہزایہ انداز سے بولی۔۔۔

"کہیے کیا حکم بجالاؤں آپکی خدمت میں؟؟"وہ ہلکا سا سر کو خم دیئے جھکا کر بولی۔شہرام پر اس کا لب ولہجہ سر پہ لگا تلوں پر بجھا۔۔مگر وہ اپنے اشتعال پر قابو کیے گہری سانس کھینچ کر خود کو پر سکون کرتے بولا۔۔۔

"دل سرکار!!سردار شہرام نے اپنا دل تو دل نشین کے قدموں تلے رکھ دیا ہے۔اب یہ دل سرکار پر ہے وہ میرے دل کو سر پہ تاج کی طرح سجاتی ہیں یا اپنے قدموں کی دھول سمجھ کر اڑا دیتی ہے۔"

وہ مدھم لہجے میں اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا اور دلنشین کی کمر پر اپنی گرفت مضبوط کی۔۔۔اسے شہرام کی انگلیاں اپنی کمر میں دھنستی ہوئی محسوس ہوئیں۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔"وہ گھور کر بولی۔

"چھوڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔چھوڑنے چھڑوانے کی باتیں چھوڑ کر۔۔ صرف پکڑنے پکڑانے کی باتیں کریں۔"وہ دلنشین کی دونوں بازو اپنی گردن کے گرد باندھ کر خمار زدہ آواز میں بولا۔۔۔

"دل سرکار!!!!آپ صرف میری ہیں۔۔۔اور ہمیشہ میری رہیں گی۔۔میں خود بھی

نہیں جانتا کہ کب آپ میرا عشق بن گئیں۔۔۔جانے کب میرا دل آپکے دل کا طلب گار بن گیا۔۔میں ہمیشہ آپکو اپنے قریب دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔قریب۔۔۔۔بہت قریب۔۔۔"

وہ جنونی انداز میں کہتے ہوئے اسکے کیچر میں مقید بالوں کو کھول گیا اور کیچر ہوا میں اچھال دیا۔۔اسکے لمبے کالے بالوں میں چہرہ چھپا گیا۔۔بولتے ہوئے اسکے ہونٹ دلنشین کے کان کی لووں کو چھو رہے تھے۔۔اسکی اتنی سی قربت پر وہ مرنے والی ہوئی تھی۔دل کانوں میں دھڑکنے لگا تھا۔۔جیسے وہ پیچھے نا ہوا تو اسکا دل اچھل کر ابھی باہر آجائے گا۔۔

"شش۔۔۔شہ۔۔۔شاہو۔۔۔۔پلیز ہوش میں آؤ۔" وہ کپکپاتے لہجے میں گویا ہوئی۔

"ہوش میں ہی تو نہیں آنے دے رہی آپکی یہ قربت دل سرکار۔۔۔" وہ اسکے کان کے پاس چہرہ کیے گھمبیر لہجے میں سرگوشی نما آواز میں بولا اور اپنی پوروں سے اسکا مخملی گال سہلا رہا تھا۔۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟" اسکے لمس پر دلنشین کو اپنے حواس سن ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔

"وہی جو ایک شوہر اپنی بیوی سے کرتا ہے۔" وہ بول کر لبوں سے اسکے مخملیں گال پر

لمس چھوڑ گیا۔۔

صحیح معنوں میں دلنشین کی جان لبوں پہ آئی۔۔۔گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔۔

"پیچھے ہٹو۔۔"وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھ اسے دھکا دیتے ہوئے دھڑ دھڑ کرتے دل سے بولی۔۔

"اپنے نئے مزاجی خدا کی نافرمانی کر کے اسکا دل توڑیں گی۔۔۔تو گناہ ملے گا۔۔"وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے نرم لہجے میں بولا۔۔

اب وہ اسکا محرم بن چکا تھا رشتہ بدل چکا تھا مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتی جو اسے اس سب کو اتنی جلدی قبول کرنے سے انکاری تھا۔۔۔

"مممم۔۔میں تمہیں اپنے قریب نہیں آنے دوں گی۔"وہ لرزتی ہوئی آواز میں بولی۔

"تو ایسا کیا کریں گی دل سرکار خود کو مجھ سے دور کرنے کے لئے ذرا مجھے بھی تو بتائیں۔"

اسکے دوپٹے کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔۔دل نشین نے اپنے دوپٹے پر پکڑ مضبوط کی، اگر وہ سرعت سے اپنے دوپٹے کو نہ پکڑتی تو وہ پوری طرح اسکے وجود سے سرک جاتا۔

شہرام نے اس کے دوپٹے والے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔

اس نے محسوس کیا کہ اسکے ڈر کی وجہ سے دلنشین کا ہاتھ بالکل ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔

"کیا میں اتنا ڈراؤنا ہوں کہ تم یوں ٹھنڈی پڑ گئی؟؟ ویسے آج تو اورنج کلر میں بالکل مرنڈا کی بوتل لگ رہی ہو اور وہ بھی بالکل ٹھنڈی۔۔۔" وہ شرارتی انداز میں ایک آنکھ ونگ کیے بولا۔۔۔

"دل کرتا ہے ایک ہی گھونٹ میں ساری پی جاؤں۔۔" وہ خمار آلود آواز میں اسے اپنے نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے مسکرا کر بولا۔

شہرام نے اسکی شفاف آنکھوں میں دیکھا جہاں نمی تیرنے لگی تھی۔۔اسکی نظریں دل کی ناک میں جھولتی سادہ سی نتھلی پر جا ٹکیں۔۔جو اسکے بولنے یا حرکت کرنے پر اسکے لپ اسٹک سے مزین ہونٹوں سے مس ہو جاتی، اسکی نتھلی اور ہونٹوں کا یہ ملن اسکے جذبات کو اتھل پتھل کر رہا تھا، اسکا دل کیا ہاتھ بڑھا کر اسکی حرکت کرتی نتھلی کو چھو لے۔۔۔

وہ مزید وقت ضائع کیے بنا اسے اپنی بانہوں میں بھر کر بستر پہ لے گیا۔۔۔

دلنشین نے اسکے شانے پر مکوں کو برسات کر دی مگر اسے تو جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا۔۔۔

وہ اسے اپنے ساتھ لیے بستر پر گرا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دلنشین اپنا توازن برقرار نہ رکھ پانے کی وجہ سے اسکے اوپر لڑھک گئی، یہ حملہ بالکل اچانک ہوا تھا، اسے شہرام سے ایسی کسی بے باکی کی بالکل امید نہیں تھی۔۔

"یہ کیا کر رہے ہو پاگل انسان ؟"اسے اتنے قریب دیکھ کر وہ گھبراہٹ کا شکار ہو رہی تھی۔

"اپنی نئی نویلی دلہن کو قریب سے دیکھ رہا ہوں۔"یونہی لیٹے ہوئے اسکی کمر پر اپنے بازوؤں کا گھیراؤ مزید تنگ کیا۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی جسارت کرتا۔۔۔اسکے موبائل پہ ہوتی بیل نے اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔۔۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنا موبائل کان سے لگایا۔۔اور دلنشین کو پیچھے کیے وہاں سے اٹھا۔۔۔۔

اور تیزی سے اپنے دوسرے کپڑے لیے ڈریسنگ روم میں جا کر تبدیل کیے واپس آیا۔

اسکی نظر بستر پر گئی جہاں دلنشین سر سے پاؤں تک کمفرٹر اوڑھ کر سونے کا ڈرامہ کر رہی تھی۔۔کیونکہ کمفرٹر میں بھی اس کا لرزتا ہوا وجود شہرام کی آنکھوں سے مخفی نہ رہ سکا۔۔۔۔

دلنشین نے اس وقت اس فون کال کرنے والے کو ڈھیروں ڈھیر دعائیں دے ڈالیں۔ اس کی لب خلاصی پر وہ اس انجان کی تہہ دل سے مشکور ہوئی۔۔۔

شہرام تاسف سے سر ہلاتے ہوئے شانوں پر شال پھیلائے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔

تھوڑی دیر بعد کمرے میں کسی کی بھی موجودگی محسوس نا کیے دلنشین نے کمفرٹر کو چہرے سے ہٹایا۔۔ پھر سکون بھری گہری سانس کھینچ کر خود کو نارمل کیا۔۔

"آنے والا وقت بہت مشکل ہونے والا ہے میرے لیے۔۔ شاہو تمہیں اللہ ہی پوچھے گا۔۔"

وہ تلخی سے کہتے ہوئے سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔ لباس تبدیل کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔۔ کچھ دیر پہلے کی گئی اسکی بیہودہ باتوں کو سوچ سوچ کر وہ ہلکان ہوتے ہوئے بالآخر نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان دونوں گوٹھ کی زمینیں ساتھ ساتھ تھیں۔۔

ان دونوں کی زمینوں کے درمیان سے ایک نہر گزرتی تھی۔۔۔ جس سے دونوں گوٹھ کسانوں کی زمین سیراب ہوتی تھیں۔ سردار جعفری نے وہاں ٹیوب ویل لگوا کر پانی کا رخ بدل دیا۔۔۔ جس کی وجہ سے ان دونوں میں جھگڑا ہو رہا تھا۔۔۔

دونوں آپس میں اس بات کو لے کر گتھم گتھا ہو گئے۔۔۔۔

تب ہی فضا میں فائر کی آواز گونجی اور سردار جعفری کے جسم کو اک زوردار جھٹکا لگا۔ اسکے ہاتھ سے ریوالور گر گیا اور سینے سے خون کا فوارہ ابل پڑا، سردار واجد نے بے یقینی سے اسکی طرف دیکھا۔اس کے ہاتھ سے بھی ریوالور چھوٹ کر نیچے گر گیا۔

سردار جعفری کا وجود لرزنے لگا اور پھر جھٹکا کھا کر پوری قوت سے نیچے جا گرا۔۔۔

سردار واجد تیزی سے دوڑ کر اس تک پہنچا اور اسکے جھٹکے کھاتے وجود کو دونوں ہاتھوں سے سنبھالا۔

"میں نے۔۔میں نے۔۔ نہیں مارا تمہیں جعفری۔۔"وہ پوری قوت سے چلایا۔اسکے ہاتھ جعفری کے خون سے رنگین ہو گئے تھے۔

"میں نے تمہیں نہیں مارا۔"سردار واجد نے اسے پھر سے کہا۔۔۔سردار جعفری کی آنکھیں بند ہونے لگی اور پھر بند ہوتی آنکھوں سے آخری چہرے جو اس نے دیکھے تھے وہ اسکے بیٹے معاذ، بیٹی فجر اور بیوی پلوشہ کا تھا۔۔اس کے بعد اس کی آنکھیں ساکت ہو گئیں اور جاندار وجود بے جان ہو کر پل دو پل میں ہی خاک میں مل گیا۔۔۔مٹی سے بنا وجود مٹی میں ملنے کے لیے تیار تھا۔۔۔

"معاذ بیٹا اپنے بابا سائیں کا نمبر ایک بار پھر سے ملاؤ۔میرا دل بڑا گھبرا رہا ہے۔"پلوشہ

بیگم اپنی جگہ سے اٹھ کر تفکر بھرے انداز میں بولی۔۔۔

معاذ نے اپنے بابا سائیں سردار جعفری کو کال ملائی۔لیکن انکا سیل آف جا رہا تھا۔۔وہ بے چین ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"کیا ہوا بات ہوئی؟:پلوشہ بیگم نے معاذ کے تنے چہرے کیطرف دیکھ کر فکر مندی سے دریافت کیا۔۔۔

"اماں سائیں بابا فون نہیں اٹھا رہے۔۔۔انکا نمبر کافی بار ٹرائی کیا جو کہ مسلسل بند جا رہا ہے۔"تب ہی معاذ کے ہاتھ میں پکڑا اس کا فون بجا۔

"معاذ بیٹا تمہارا فون بج رہا ہے۔۔"وہ جو گہری سوچ میں گم تھا۔۔پلوشہ نے بے چینی سے اُسے اطلاع دی۔اس نے نمبر دیکھا وہ انجان نمبر سے آ رہا تھا۔۔۔

"کس کا فون ہے۔۔۔؟"پلوشہ نے اس کو پریشان دیکھ کر پوچھا۔۔

"اجنبی نمبر سے کال ہے۔پتہ نہیں کس کی ہے اس وقت؟"اس نے پریشانی سے کہتے ہوئے وہ ہی کال اٹینڈ کر کے سیل کان سے لگا لیا۔۔۔۔

"یس سردار معاذ جعفری اسپیکنگ۔۔"دوسری طرف سے کچھ کہا گیا۔۔۔

"واٹ!ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟بابا سائیں ٹھیک تو ہیں ؟"آگے سے جو خبر اسے سنائی گئی

تھی۔اس نے اس کے ساتھ ساتھ اس گھر کی درودیوار بھی ہل کر رہ گئی تھیں۔۔۔ سیل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر جا گرا۔۔۔۔

معاذ جعفری جیسا مضبوط،بندہ بھی خود کو سنبھال نہیں پایا تھا وہ پاس پڑے صوفے پہ ڈھ سا گیا۔۔۔

"بتاؤ معاذ کیا ہوا ہے؟"پلوشہ تقریباً بھاگنے کے انداز میں اسکے پاس پہنچی۔۔۔

"اماں سائیں بابا۔۔۔"وہ صرف اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ یہ روح فرسا خبر سن کر پلوشہ بیگم کے تو پیروں تلے زمین نکل گئی۔۔۔

کھڑے کھڑے انکی دنیا اندھیر ہو گئی۔۔۔ان میں تو ہلنے کی سکت باقی نہیں رہی۔۔۔

"بابا سائیں۔۔۔"سردار حماد کی اونچی آواز سن کر سبھی اپنے اپنے کمروں سے باہر نکلے فجر جو ابھی سونے کے لیے لیٹی ہی تھی کہ شور سن کر باہر نکل آئی۔۔۔

سردار جلال الدین بھی نکل آئے۔۔۔

"سردار جعفری کو مار دیا واجد نے۔۔"سردار حماد کے منہ سے نکلنے والے الفاظ سنتے ہی فجر کی بلند و بالا چیخوں نے حویلی کے درودیوار ہلا دیئے تھے وہ روتے بلکتے ہوئے وہیں

فرش پر گر گئی اسکی چیخ وپکار کی آواز سن کر سارے ملازمین اور باقی سب لوگ بھی دوڑے چلے آئے تھے۔۔

"حماد آپ سچ کہہ رہے ہیں؟" سبرینہ بیگم نے فجر کو فرش پر بیٹھے چیخ چیخ کر روتے دیکھ کر حماد کی طرف بڑھیں۔۔اوران سے پوچھا۔۔۔

"کچھ بولیں حماد۔۔" سبرینہ بیگم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

"ہاں سچ ہے۔۔"

"میرے باباسائیں مم۔۔مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔۔ایسے کیسے مم۔۔مجھے تنہا چھ۔۔چھوڑ کر جاسکتے ہیں وہ۔۔" وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ اور شکستہ لہجے میں بولی۔۔۔

سبرینہ بیگم اور جلال الدین بھی اس کے منہ سے ایسے الفاظ سن کر ساکت رہ گئے۔۔۔ اپنے بابا کی موت کی جان لیوا خبر سنتے ہی وہ دھڑام سے فرش پر جا گری اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔۔۔۔

ادھر معاذ اور پلوشہ پر یہ خبر کسی گہرے صدمے سے کم نا تھی اور ادھر خوشیوں بھرے گھر میں یکدم سوگ کا سماں پیدا ہو گیا تھا۔۔

شہرام اپنے ساتھ اپنے باباسائیں سردار واجد کو صحیح سلامت واپس حویلی لے آیا۔۔مگر آگے کے بارے میں سوچ سوچ کر ان سب کا برا حال ہو گیا تھا۔وہ سب بیٹھک میں جمع

تھے۔۔۔

جن میں سردار جلال الدین، سردار حماد، سردراواجد اور فیروز بھی شامل تھا۔وہ صائم کی رخصتی کے بعد سردار حماد کے کہنے پر یہیں رک گیا تھا۔۔ شہرام وہیں بیٹھک میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔

کیونکہ اب وہ سردار تھا اور اس واقعہ کا فیصلہ اسے لینا تھا۔۔۔

خون ان لوگوں کا ہوا تھا۔۔ مگر اس بار خون بہا دینے کی باری اِن لوگوں کی۔۔یہی سوچ اسے پاگل کیے دے رہی تھی۔۔۔۔

"شہرام فکر مت کرو۔" جلال الدین نے اسے پر سکون کرنے کے لیے اسے تسلی دی۔

"کیسے فکر نا کروں؟؟ پنچائیت میں فیصلہ مجھے کرنا ہے۔۔ نجانے وہ جعفری کے خون بہا میں ہم سے کیا مانگے؟؟؟ اور خون بہا دینے سے ہم انکار بھی نہیں کر سکتے۔۔یہ فضول رسم ورواج آپ لوگوں کے بنائے ہوئے ہیں۔آخر ختم کیوں نہیں کر دیتے آپ لوگ اسے۔۔" وہ تنفر زدہ آواز میں دھاڑا۔۔۔

"شہرام۔۔۔" جلال الدین کی غضب ناک آواز سن کر وہ دھیما پڑا۔۔۔

"یہ رسم ورواج ہمارے باپ دادا سے ہمیں وارثت میں ملی ہیں اور انہیں ابھی تک ہم نے قائم رکھا ہے۔ تمہیں عہدہ اسی لیے دیا ہے کہ تم انکی حفاظت کرو نا کہ اسے سرے

سے ہی ختم کر دو۔۔۔اگر تم نے کچھ الٹا سیدھا کرنے کی کوشش کی تو یہ عہدہ واپس لینے میں مجھے ایک لمحہ بھی نہیں لگے گا۔مت بھولو کہ ابھی زندہ ہیں ہم۔"

وہ خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے بارعب آواز میں بولے۔۔۔

شہرام گہرا سانس لیتے ہوئے وہیں ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور سب مل کر صبح ہونے والی پنچائیت کے بارے میں سوچنے لگے۔۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

سردار جعفری کی موت کی خبر نے اُسکے گوٹھ میں اِک قیامت برپا کر دی تھی۔۔ پلوشہ بیگم اپنے شوہر کی موت کا غم سہہ نہیں پائیں اور گہرے صدمے میں چلی گئیں۔ معاذ جعفری بھی اپنے باباسائیں کی موت کی وجہ سن کر غصے میں پاگل ہو چکا تھا۔سردار جعفری کے گھر میں بھی تعزیت کرنے کے لیے گاؤں کے لوگوں کا آنا جانا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

گاؤں کا ہر انسان اس رحمدل انسان کی موت پر اشک بہا رہا تھا۔سردار جعفری نے ہمیشہ نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والوں کی مدد جو کی تھی۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

"گڑیا چپ کر جاؤ تمہیں دیکھ کر مجھے بھی رونا آرہا ہے۔"فجر بستر پر اوندھے منہ پڑے

رو رہی تھی ۔۔۔

اسکے بابا سائیں کی وفات کو دو دن گزر چکے تھے مگر وہ تھی کہ خود کو سنبھال نہیں پا رہی تھی۔۔

اذلان نے اسکے شانے کو ہلاتے ہوئے افسردہ لہجے میں کہا تو فجر نے اپنی اشک بار نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ جو معصوم سا فکر مند چہرہ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"مجھے اچھا نہیں لگ رہا میری گڑیا رو رہی ہے۔ میں نے تو تمہیں ڈانٹا بھی نہیں۔۔۔ پھر تم کیوں رو رہی ہو اتنا زیادہ والا؟؟؟"

"اذلان جی آپکو پتہ ہے میرے بابا مجھے چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے چلے گئے ہیں۔"وہ اٹھ کر بیٹھی۔۔

"کہاں چلے گئے ہیں؟؟"اس نے آنکھیں پھیلا کر حیرانگی سے استفسار کیا۔

"وہ اللہ تعالٰی کے پاس چلے گئے ہیں۔۔۔ میں بہت اکیلی ہو گئی ہوں۔"وہ کہتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

"نا رو ؤنا گڑیا۔"وہ اس کے بہتے ہوئے آنسوؤں کو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے پونچھتے ہوئے بولا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں ہوں نا تمہارے پاس۔۔۔ تمہارا خیال رکھوں گا اور کبھی تمہیں ڈانٹوں گا بھی نہیں۔۔"اذلان نے فجر کے شانے کے گرد اپنا بازو پھیلایا۔۔۔

سہارا ملتے ہی فجر نے اس کے گرد اپنے دونوں بازوں باندھے۔۔۔۔

"آپ بہت اچھے ہیں اذلان جی۔۔۔ بہت اچھے۔۔"وہ جذبات کی رو میں بہہ کر اپنے اندرونی احساسات کا اظہار کر گئی۔۔۔۔

اذلان نے بھی اسکے دیکھا دیکھی اسی کا عمل دہرایا اور فجر کے گرد اپنی دونوں بازو باندھ دیں۔۔۔

کچھ دیر بعد جب فجر کو اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تو وہ خود کو اذلان کی گرفت سے نکال گئی۔ سرخ تمتماتے ہوئے چہرے سے اسکی طرف دیکھا مگر اذلان کے چہرے پر دوستانہ نرم تاثر کے علاوہ ڈھونڈھنے سے بھی اسے کچھ نہیں ملا۔۔۔

"گڑیا تمہارے سر میں درد ہے تو دبا دوں؟؟؟"

"نن۔۔ نہیں۔۔۔ اذلان جی۔۔۔ آپ۔۔ کیوں۔۔۔ نہ۔ نہیں اچھا نہیں لگتا۔۔۔ اور ویسے بھی میرے سر میں درد نہیں اب میں ٹھیک ہوں۔"

"اچھا ٹھیک ہے تم لیٹ جاؤ میں تمہارے اوپر یہ کمفرٹر دے دیتا ہوں۔۔۔ جب میری طبیعت خراب ہوتی ہے تم بھی ایسے کرتی ہو نا۔۔۔ اب تم لیٹ جاؤ میں تمہارا خیال

رکھوں گا۔" وہ فجر کے لیٹتے ہی اس پر کمفرٹر ڈال کر بولا۔

پھر فجر کی طرف کروٹ لے کر لیٹ گیا۔۔۔

فجر آنکھیں بند کیے سونے کی کوشش کر رہی تھی مگر اپنے بابا سائیں کے ساتھ گزارے سب پل اسکی آنکھوں کے سامنے لہرا رہے تھے۔کچھ دیر بعد اسے خود پر کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس ہوا تو اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔۔۔اذلان جاگ رہا تھا۔۔۔

"اذلان جی آپ سوئے نہیں؟؟؟" اس نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"نہیں نیند ہی نہیں آ رہی۔" وہ معصوم سا چہرہ بنائے بولا۔

"اوہ۔۔۔آج تو آپکو میڈیسن دینا ہی بھول گئی۔۔۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور سائیڈ ٹیبل کے ڈراور سے میڈیسن نکال کر اذلان کے منہ میں ڈالنے کی کوشش کی۔

اذلان نے ناگواری سے فجر کا چہرہ دیکھا۔۔۔

"مجھے نہیں کھانی یہ بہت کڑوی ہے اور گندی بھی۔۔"

"پلیز۔۔۔اپنی گڑیا کی بات نہیں مانیں گے۔" اس نے پیار بھرے انداز میں کہا۔۔۔

"اچھا دو۔۔" اس نے برا سا منہ بنائے کہا۔پھر پانی سے میڈیسن نگل لیں۔۔۔۔

"چلیں اب سونے کی کوشش کریں۔" فجر نے کہا تو اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں ۔

کچھ دیر میں ہی وہ سوچ چکا تھا۔۔۔

"میں اپنی پریشانی میں اس میڈیسن کے بارے میں پتہ کرنا تو بھول ہی چکی تھی۔"وہ پریشانی سے اپنے سر پر ہاتھ مار کر بولی۔۔۔پھر اٹھ کر باہر نکل گئی۔۔۔

ٹھک۔۔۔ٹھک۔۔ٹھک۔۔۔

"آجائیں۔"ارحام نے اپنے دروازے کے باہر دستک سن کر کہا۔

"ارے بھابھی آپ؟؟کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیا ہوتا؟"اس نے دروازہ کھول کر کہا۔

"وہ دراصل۔۔۔"فجر نے بات کرنے کے لیے تمہید باندھی۔۔

"پلیز بھابھی جو بھی کہنا ہے آپ کہہ سکتی ہیں۔ جھجکنے کی ضرورت نہیں مجھے اپنا دیور کم بھائی ہی سمجھیے۔۔"

"مجھے لیپ ٹاپ چاہیے کچھ دیر کے لیے۔۔"

"اس میں بھلا پوچھنے والی کیا بات ہے۔آپ لے لیجیے اس پر پاسورڈ نہیں لگا۔جب بھی آپ کا کام ہو جائے واپس کر دیجیے گا۔"اس نے لیپ ٹاپ فجر کی طرف بڑھایا۔

"تھینکس۔"فجر نے ممنون نگاہوں سے دیکھ کر کہا۔

"مجھے خوشی ہو گی آپکے کام آکر۔۔ کبھی بھی کوئی کام ہو آپ مجھے بلا جھجھک کہہ سکتی

ہیں۔"اس نے خوشدلی سے کہا۔

فجر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے لیپ ٹاپ لے کر باہر نکل گئی۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں آہستگی سے واپس آئی اور دروازہ بند کرتے ہوئے لیپ ٹاپ آن کیے صوفے پر کچھ اسطرح سے بیٹھ گئی کہ اسکا لائٹ اذلان کی آنکھوں میں ناپڑے اور اسکی روشنی کی وجہ سے نیند خراب نا ہو۔

جیسے ہی اس نے میڈیسن کے ریپر سے اس کا نام پڑھا اور گوگل کی سرچ پر وہ الفاظ سرچ آپشن میں ڈالے۔۔۔۔

کچھ دیر کی سرچنگ کے بعد جو معلومات اسے ملیں۔۔وہ پڑھ کر حیران رہ گئی۔۔۔۔

یہ دوائی تو ایک اشتعال انگیز طیش میں آئے ہوئے ہاتھی کو پر سکون کرنے کے لیے اسے یہ دوائی دی جاتی ہے۔۔تاکہ وہ چیزوں کی توڑ پھوڑ ترک کردے اور وقتی طور پہ پر سکون ہو جائے۔۔۔یہ ایک بھاری نیند کی گولی تھی جو جانوروں کو دی جاتی تھی۔

فجر کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے دوچند ہوئیں۔۔اس نے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔۔۔

اور اپنے درد سے دُکھتے ہوئے سر کو اپنی پوروں سے سہلانے لگی۔۔۔۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟یہ اتنی خراب میڈیسن کیوں دی جارہی ہیں اُنہیں؟آخر یہ کون

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دے رہے ہے؟اس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے؟؟یہ ڈاکٹر ہی تو نہیں کہیں ان حویلی والوں سے کوئی پرانی دشمنی نکال رہا؟؟یا حویلی میں سے ہی کوئی ایسا کر رہا ہے؟؟اگر ایسا ہے تو میں گھر میں کس پر یقین کروں کس پر نہیں؟مجھے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا۔ کروں تو کیا کروں؟؟؟"وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔۔

وہ معمول کے کام نبٹا کر صحن کی طرف آئی تھی۔۔۔

جب اسے اپنے آس پاس وہی جانی پہچانی صندلی مہک پھیلتی ہوئی محسوس ہوئی اس نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر کے اس صندلی محسور کن مہک کو اپنی سانسوں میں اتارا۔۔۔جب جی بھر کر خود کو کسی کی جان لیوا خوشبو سے معطر کر چکی تو چپکے سے دل ہی دل میں اسے پکارا تھا۔۔

"کاش آپ میرے سامنے آجائیں مجھے تو آپ کا نام بھی نہیں پتہ کاش۔۔"

"فرمائیے ملکہ!"پہلی بار کی طرح جواب اس بار بھی، سحر انگیز آواز میں دیا گیا۔۔جو اس کی روح تک کو ہلا گیا۔۔۔۔

"آپ ہمیشہ میرے آس پاس ہی کیوں رہتے ہیں؟"وہ اسکے سحر انگیز آواز کے زیر اثر کھوئے ہوئے انداز میں بولی۔

"آپ کو اکیلا کیسے چھوڑ دوں؟ آپ تو میری زندگی بھر کی ریاضت کا صلہ ہیں۔"

اس کی یہی جان لیوا باتیں اسکا دل دھڑکا جاتی تھیں۔اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔اسکا دل یک بیک اسے نظروں کے سامنے دیکھنے کی خواہش کرنے لگا۔

"ملکہ آپ ہمیں دیکھنے کی خواہشمند ہیں؟؟" بہت قریب سے اس کی آواز آئی۔۔۔

ماہ کا تیزی سے دھڑکتا دل کیسے لمحہ بھر کو ساکت ہوا۔۔۔اسکی قیاس آرائی یا پھر عمیق گہرائی جان لینے پر۔۔۔

"ن۔۔نہیں۔ایسا تو میں نے نہیں کہا۔" وہ شرمندگی سے کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"ہاہاہا۔۔۔" وہ اسکی بات سن کر ہنسا۔۔ایسے جیسے جلترنگ بجتی نقرئی گھنٹیوں کا ساز۔

"آپ کو مجھ سے ڈر نہیں لگتا؟؟؟؟؟" اس نے سوال کیا۔۔۔

"نہیں مجھے آپ سے ڈر نہیں لگتا۔۔۔" ماہ نے اٹل بہادری سے جوابا لوٹایا۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔ہماری ملکہ کو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا نڈر بالکل ہماری طرح۔" وہ سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔۔

"آ۔۔۔آپ۔۔کی ملکہ۔۔۔؟؟" اس آنکھوں کی پتلیاں سکیڑ کر پوچھا۔۔۔

"آپ سچ مچ ہیں؟؟ یا میرا اک خیال؟؟؟"

وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کھوج رہی تھی۔۔۔۔

"ملکہ میں آپکا خیال نہیں حقیقت ہوں۔"

وہ اک بار پھر اسکے سامنے کھڑا تھا اپنے پورے جاہ و جلال سمیت۔۔اور اس کے قریب آکر اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے چکا تھا۔۔ماہ کو اپنا ہاتھ جلتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

"آپ کون ہیں؟؟؟اگر کسی نے ہمیں یوں ساتھ دیکھ لیا تو؟"ایک فطری سے خوف سے اسکی زبان لڑکھڑا گئی۔وہ حسنا اور شاہانہ کو ڈھونڈھنے لگی کہ کہیں وہ ان دونوں کو یوں ساتھ نا دیکھ لیں۔۔۔اگر ایسا ہوا تو اماں سائیں کو کیا جواب دیتی۔۔۔وہ سوچ کر کی ہراساں ہوئی۔۔۔

جواباً وہ بہت خوبصورتی سے دھیما سا مسکرایا۔

"میں شماس بن ضماد ہوں۔ملکہ !ہمیں کوئی نہیں دیکھے گا۔کسی میں اتنی جرأت نہیں کہ شماس کے ہوتے ہوئے آپکو بدنام کر سکے۔"اس نے ہمیشہ کی طرح اس کی سوچ پڑھ لی۔

"میں صرف آپکو ہی دکھائی دیتا ہوں وہ بھی جب آپ چاہیں۔"وہ اس کا ہاتھ چھوڑ کر پیچھے ہوا۔۔ماہ کا دل تھا کہ وہ کبھی بھی آنکھوں کے سامنے سے اوجھل نہیں ہو۔۔۔۔

مگر شبانہ کے گھر میں داخل ہوتے ہی ماہ دروازے کی طرف بھاگی۔۔۔پیچھے مڑ کر دیکھا

ایک بار وہ پھر جا چکا تھا۔۔۔

ماہ کا دل افسردگی سے بھر گیا۔۔۔

دو تین دنوں سے وہ کورٹ کچہری کے چکر میں شہر میں رہائش پذیر تھا اور انہیں کاموں میں مشغول رہا اور آج جب شہرام واپس آیا تو اسے اپنے کمرے میں ناپا کر حویلی میں تلاش کرنے لگا۔۔۔۔

وہ دلنشین پر توجہ نہیں دے سکا۔۔۔اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ واپس اپنے پرانے کمرے میں چلی جاتی۔۔۔

اسے اسکے پرانے کمرے میں دیکھ شہرام کا اشتعال عود کر آیا۔۔وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہے تیزی سے اندر آیا اور اس کی کلائی پکڑی۔۔۔۔

"چلو اپنے کمرے میں۔۔"اس نے کڑے تیوروں سے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

دلنشین اس کی مضبوط گرفت میں جھٹپٹانے لگی۔۔۔

"چھوڑو مجھے!"وہ چلانا چاہتی تھی مگر اسکے منہ پر مقابل کی گرفت بہت سخت تھی۔

"خاموشی سے اپنی اصل جگہ پر واپس چلو۔"

وہ اپنے دونوں ہاتھوں کا زور لگا کر اسکا ہاتھ اپنے منہ سے ہٹانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی مگر مقابل کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا لے جانے لگا۔۔۔۔

راستے میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ دلنشین نے حیرت سے اسکی حرکت دیکھیں۔۔۔۔

وہ اسے ساتھ لیے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا اسکا ایک ہاتھ دلنشین کے منہ پر تھا جبکہ دوسرا دروازے کے لاک پر۔۔۔ اس نے لاک لگایا اور دلنشین کو جھٹکا دیا۔۔

دلنشین کے اندر خوف کی لہر دوڑ گئی۔

دروازہ بند ہونے پر دلنشین کی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو تھی۔

اس نے ایک بار پھر اپنے آپکو چھڑوانے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ اور اسکے ہاتھ پر اپنے ناخن گھاڑ دیے تھے جسکا مقابل پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"کر لو کوشش مجھ سے اپنا آپ چھڑوانے کی۔۔ یہ سردار شہرام کی گرفت ہے چھڑوا نہیں پاؤ گی۔" وہ ابھی بھی اسکے منہ پر ہاتھ رکھے اسکے کان میں بول رہا تھا۔ اسکا سرد لہجہ روح کو کپکپا دینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

"تمہیں لگا کہ تم اپنے کمرے میں واپس چلی جاؤ گی اور سب ختم۔۔۔۔ سب تو ابھی شروع بھی نہیں ہوا دل سرکار۔۔۔ اور آپ ابھی سے ڈر کے بھاگ نکلیں؟؟؟ تمہیں

کیا لگتا ہے کہ ایسا کرنے سے تم مجھ سے بچ جاؤ گی؟آج تمہیں سزا ملے گی مجھ سے دوری بنانے کی۔۔"وہ اسکی گردن میں منہ دیئے جنونیت آمیز انداز میں بولا۔

دلنشین زور زور سے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔آنکھوں سے بہتا پانی اب شہرام کے چہرے پہ گرا۔۔۔تو اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔جو آنکھیں بند کیے رونے کا شغل فرمانے میں مشغول تھی۔۔۔۔

"دل سرکار میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔بار بار مجھے اپنی بات دہرانا پسند نہیں۔۔۔ یہ آنسو یہ رونا دھونا اور میرے کام میں خلل ڈالنا مجھے بلکل بھی پسند نہیں!"یہ کہتے ہوئے وہ دلنشین سے پیچھے ہٹا تو وہ جھٹکے سے اس سے دور ہوئی تھی۔۔اور گہرے گہرے سانس لیتی خود کو کمپوز کر رہی تھی مگر آنکھوں سے بہتے پانی کی رفتار میں مزید اضافہ ہی ہوا۔۔۔۔

وہ گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔بڑی بڑی پانیوں سے بھری آنکھیں، بھیگی پلکیں، بالوں کی چند لٹیں چہرے کا احاطہ کئے ہوئے تھی جو شاید خود کو چھڑوانے کی کوشش میں نکل آئی تھیں، کپکپاتے ہونٹ اور ناک میں موجود چمکتی ہوئی لونگ وہ لڑکی ہمیشہ یونہی اسے بے بس کر دیتی تھی۔۔کہ وہ اپنی من مانی ترک کر دیتا اور اسکی سنتا۔۔۔آج بھی اسکے انکار کے آگے ہار گیا تھا۔۔۔۔

"دل مجھے میری وہی دل واپس چاہیے جو مجھ سے پیار کرتی تھی۔ مجھ سے ہر لحظہ مسکرا کر بات کرتی تھی۔ میرا خیال رکھتی تھی۔ میری خواہش کو پورا کرنے کے لیے سب کر جاتی تھی۔ مجھے میری وہ دل لوٹا دو۔۔"

وہ سینے پر ہاتھ باندھے اسکی طرف یک ٹک دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولا۔۔

دبی دبی سی وہ مسکراہٹ

لبوں پہ اپنے سجا سجا کے

وہ نرم لہجے میں بات کرنا

ادا سے نظر جھکا جھکا کے

وہ آنکھ تیری شرارتی سی

وہ زلف ماتھے پہ ناچتی سی

وہ تیرے ہاتھوں کی انگلیوں کو

ملا کے زلفوں میں کھو سا جانا

حیا کا چہرے پہ پھر سجانا

پھول چہرہ کھلا کھلا سا

وہ ہاتھ حوروں کے گھر ہو جیسے

وہ پاؤں پریاؤں کے پر ہو جیسے

نہیں ہے تیری مثال جاناں

میں تھک گیا ہوں بتا بتا کے

اپنے دل میں تیری جگہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج پنچایت میں فیصلہ تھا اسی لیے آج صبح ہی صائم اور سوہا حویلی آ چکے تھے۔۔۔

"گڑیا مجھے بھوک لگی ہے۔" اذلان نے اس کے دوپٹے کو جکڑتے ہوئے کہا۔۔۔

"میں نے آپکو کہا بھی تھا کہ ٹھیک سے ناشتہ کر لیں مگر تب آپ نے میری بات نہیں مانی اور اب آپ کو بھوک لگ گئی ہے۔" فجر نے اس ڈپٹنے کے انداز میں کہا۔۔۔

اذلان نے اسکی بات سن کر غصے سے منہ پھلا لیا۔۔۔اور رخ موڑ گیا۔۔۔

"اچھا اب ناراض مت ہوں۔ آپ ناراض ہوتے ہیں تو مجھے بھی اچھا نہیں لگتا۔ رکیے میں دیکھتی ہوں کچھ کھانے کے لیے۔" وہ کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکل کر کچن میں

آئی۔۔۔وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔۔۔۔

اس نے فریج کھول کر دیکھا سامنے انڈے اور بریڈ نظر آئی تو اس نے وہی بنانے کا سوچا اور بریڈ سلائس سینک کر اب انڈہ فرائی کرنے لگی۔۔۔۔

جھلک دکھلا دو اپنے چاند سے چہرے کی

کہ آنکھیں ترس رہی ہیں تیرا دیدار کرنے کو

(ماخوذ)

وہ اذلان کے لیے ناشتے کی پلیٹ لگانے لگی تب عقب سے صائم کی آواز سنائی دی تو پلٹی۔

"کیا کر رہی ہو؟" وہ اُسکے پاس آکر کھڑا ہوا تھا۔فجر نے ایک ناگوار نظر اس پہ ڈال کر کہا۔

"کچھ خاص نہیں میں بس اذلان کے لیے کھانا بنا رہی تھی۔۔۔" وہ تمام فاصلہ سمیٹ کر اسکے مزید قریب ہو گیا تھا جس سے فجر ایک دم گھبرا گئی۔صائم نے اُس کے چہرے پر آئی لٹ کو پھونک ماری۔۔۔۔

"یہ کیا بیہودگی ہے؟"

"ارے یار بیہودگی کہاں؟؟آپ سے عقیدت ہے۔" وہ خباثت سے ہنسا۔

"مجھ سے کیسا گھبرانا شرمانا۔۔اس گھر میں صرف میں ہی تو ہوں جو تمہارا دُکھ سمجھ سکتا ہوں۔۔آخر کو تمہاری بھی کچھ خواہشات ہوں گی اپنی شادی کو لے کر۔۔ہاہ۔۔۔۔"
وہ درد بھری آہ بھر کے بولا۔۔۔۔

"مگر تمہارا شوہر تو یہ بھی نہیں سمجھتا کہ بیوی کیا ہوتی ہے شادی کیا ہوتی ہے۔۔۔تو تمہارے حقوق کیا پورے کرے گا لیکن تم فکر مت کرو میں ہوں نا۔۔۔میں تمہیں وہ سب۔۔۔۔۔جب بھی تمہارا دل چاہے میرے پاس آجانا۔۔۔میں تمہاری تنہائی دور کردوں گا۔۔"

اسکے زہر میں بجھے ہوئے الفاظ فجر کو برچھی کے مانند خود میں پیوست ہوتے ہوئے لگے دل کیا اس انسان کا منہ توڑ کر رکھ دے۔۔۔۔تنے گندے الفاظ اور اتنی گندی ذہنیت تھی اس شخص کی۔۔۔۔

فجر نے سلگتی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔مگر کر بھی کیا سکتی تھی ناشتے کی پلیٹ وہیں چھوڑے وہ اس انسان کی خباثت زدہ نظروں سے اوجھل ہونے کے لیے بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں واپس آئی اور زور سے دورازہ اندر سے بند کر لیا۔۔۔دروازہ بند کیے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ازلان جو ٹی وی پر کارٹون دیکھ رہا تھا اُسے روتا دیکھ اُسکے پاس آیا۔

"کیا ہوا گڑیا۔۔۔۔تم پھر سے کیوں رو رہی ہو۔۔؟"

"ازلان جی چپ کر جائیں مہربانی کر کے مجھے اکیلا چھوڑ دیں ۔"وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے بولی۔

"دیکھو گڑیا میں نہیں جاؤں گا یہاں سے کہیں بھی۔"وہ فجر کو غصے سے چیختے ہوئے دیکھ کر ڈرتے ہوئے بولا۔

فجر نے اُسکی طرف دیکھا جو اس سے ڈر چکا تھا۔۔اسے خود پر غصہ آنے لگا کہ وہ کیوں اپنا غبار اس معصوم پر نکال گئی۔۔۔۔

فجر اسکے سینے سے لگ گئی تھی۔

"ازلان جی آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں۔۔آپکے بنا میں کچھ بھی نہیں۔۔۔مجھے آپکے مضبوط سہارے کی ضرورت ہے۔۔یہ دنیا بہت بے رحم ہے مجھے توڑ دے گی۔ میرے ٹوٹنے سے پہلے مجھے سنبھال لیں۔۔بچا لیں ان بھیڑیوں سے۔۔میں بہت اکیلی ہوں۔۔۔میں تھک گئی ہوں اپنی قسمت سے لڑتے لڑتے۔۔ہر بار میں نے قسمت کے فیصلے کے آگے خاموشی سے سر جھکا دیا۔۔مگر ہر بار مجھے ایک نئے امتحان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔۔ان امتحان سے گزرنے کے لیے مجھے آپکی اور آپکے سہارے کی

ضرورت ہے۔۔۔۔میں اکیلی انکا سامنا نہیں کر نا سکتی ۔۔نا تو یہاں سے خود کہیں جا سکتی ہوں اور نا آپکو ان ظالموں سے بچانے کی طاقت رکھتی ہوں۔آپ ہی بتائیں ایسے میں کیا کروں میں ؟؟؟"

وہ اُس کے گرد بازو لپیٹے روتے ہوئے اپنے دل کی بات اُسے بتا رہی تھی اور اذلان نا سمجھی سے اُسے خاموشی سے سن رہا تھا۔

"گڑیا یہ کیا کہہ رہی ہو تم مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آیا۔"وہ معصومیت سے آنکھیں بڑی کرکے بولا جیسے ڈر رہا ہو کہ اُسے برا نہ لگ جائے فجر اپنا غم بھلا کر اسکی بات سنے ہنس دی۔۔

"آپ رہنے دیں میں ٹھیک ہوں چلے آئیں دونوں مل کر لُڈو کھیلتے ہیں آپکا فیورٹ گیم۔"

اذلان سر ہلاتے ہوئے اچھے بچوں کی طرح اسکی بات مان کر لُڈو نکال کر سیٹ کرنے لگا اور وہ اس کے چہرے کو دیکھ کر سوچ رہی تھی۔۔۔

"کاش !!آپ ٹھیک ہوتے تو یہ سب نہیں ہوتا۔۔۔آپکے ہی گھر والے آپکے خلاف ایسی سازشیں نا کرتے۔۔۔۔اور کوئی بھی آپ کی بیوی پر غلط نگاہ نا ڈالتا۔۔آپکو ٹھیک ہونا ہوگا کسی بھی صورت میں۔۔میں آپکو ٹھیک کرکے رہوں گی۔۔۔آپ کے لیے،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنے لیے۔۔۔بلکہ ہم دونوں کی آنے والی زندگی کے لیے۔۔خدا بھی ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔میں بھی اپنی مدد خود کروں گی۔"اس نے مصمم ارادہ کیا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟"فجر نے اذلان کو چوری چوری ڈائس پر انگلی گھماتے ہوئے چھ پر لاتے دیکھ پکڑ لیا۔۔

"یہ۔۔یہ میں نے نہیں کیا۔۔۔میرا سچ میں چھ آیا ہے۔۔۔"

"اذلان جی میں نے خود دیکھا ہے آپ نے اپنی انگلی سے چھ لایا ہے آپکا آیا نہیں۔"اس کی بات سن کر اپنی چالاکی پکڑے جانے پر اذلان خجالت سے مسکرایا۔جوابا فجر بھی ہنسنے لگی۔۔۔۔

☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘

سردار جعفری کی موت کو سات دن ہو گئے تھے اور آج پنچائیت بیٹھ چکی تھی۔اس میں سب سر کردہ افراد شامل تھے۔۔۔

حویلی سے سردار جلال الدین،شہرام،حماد اور واجد تینوں گئے تھے صرف اذلان گھر پہ تھا۔۔

سردار واجد نے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے بتایا کہ اس نے جعفری پر گولی

نہیں چلائی۔۔۔ مگر وہ اپنی بات کا ثبوت پیش کرنے میں ناکام رہا۔۔

اور پھر تمام ثبوت اور گواہ سردار واجد کے خلاف ہونے پر اس کو مجرم قرار دے دیا گیا تھا۔۔ سردار شہرام کا پہلا فیصلہ تھا اور پہلا فیصلہ ہی اسے اپنے سگے باپ کے خلاف کرنا پڑے گا۔۔ یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔۔۔۔

وہاں موجود تمام پنچائیت کے سرداروں نے معاذ جعفری کے سامنے دو شرائط رکھی تھیں۔۔ یا تو وہ خون کا بدلہ خون بہا لے یا پھر زر، زمین کچھ بھی۔۔۔

جسے سنتے ہی معاذ غصّے میں ہتھے سے اُکھڑ گیا تھا۔۔

"میں ان دونوں شرائط میں سے کوئی بھی ماننے کو تیار نہیں۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کا بس چلتا تو وہ اپنے باپ کے قاتل سردار واجد کو بھری پنچائیت میں گولیوں سے بھون ڈالتا۔۔ لیکن وہ ایسا کر نہیں سکتا تھا۔

"میری بہن واپس کی جائے اس خون بہا کے بدلے۔" معاذ نے بہت سوچ سمجھ کر شرط رکھی۔۔۔۔

اس کی بات پر تمام سرداروں کی آپسی بحث چھڑ گئی۔۔

"تمہیں پتہ ہے کہ ایک بار ونی ہو چکی ونی واپس نہیں کی جاتی۔ اگلی بات بولو۔" سردار

جلال الدین نے فیصلہ سنایا۔۔ معاذ نے تلملا کر دانت پیستے ہوئے خونخوار نظروں سے سردار واجد کو دیکھا۔اسکے چہرے کا اطمینان معاذ کو جلتی ہوئی چنگاری کی طرح لگا۔۔

کسی انسان سے بدلہ لینا ہو تو اس سے اسکی اولاد چھین لو۔۔وہ جیتے جی مر جائے گا۔یہی تو انہوں نے کیا تھا ان سے فجر کو چھین کر۔۔۔

اس نے سردار واجد پر سلگتی ہوئی نگاہ ڈالی۔۔۔

"ٹھیک ہے تو مجھے بدلے سردار واجد کی بیٹی چاہیے ونی کے طور پر۔۔" معاذ نے اپنا فیصلہ سنادیا۔۔۔۔

"ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔۔!" سردار شہرام اپنی بہن کا نام آنے پر غصے سے بپھر کر بولا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔اس واقعے کے بعد تو وہ پہلے سے بھی زیادہ غصیل اور خود سر ہو چکا تھا۔۔۔

"بیٹھ جاؤ شہرام! یہ پہلی بار نہیں ہو رہا۔ایسے بہت سے فیصلے تھے پہلے بھی ہو چکے ہیں۔" اسکو سمجھاتے ہوئے سردار جلال الدین کا لہجہ قدرے نارمل تھا۔مگر اصل میں معاذ کی مانگ سن کر جلال الدین کے سینے پر بھی سانپ لوٹنے لگے تھے۔مگر وہ اپنی اندرونی حالت پر قابو پا چکے تھے۔ابھی فی الحال شہرام کو اور اس معاملے کو خوش اسلوبی سے سلجھانا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"لیکن داداسائیں!! میں بے غیرت نہیں جو اپنے ہاتھوں اپنی بہن اسے سونپ دوں۔"اس کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

"تو کیا تم گھما پھرا کر مجھے بے غیرت کہنا چاہ رہے ہو جو پنچائیت کے فیصلے کا مان رکھ کر اپنی بہن تم لوگوں کو سونپ چکا ہوں۔۔۔"وہ زخمی شیر کی طرح دھاڑا۔۔

"مجھے ونی ہی چاہیے بس میرا یہی فیصلہ ہے۔"معاذ نے اٹل انداز میں کہا۔

"دل تو کر رہا ہے تمہیں مار کر تمہارا سارا خاندان ختم کر دوں۔نا تم رہو گے نا میری بہن کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھو گے۔۔"وہ غصے سے پیچ وتاب کھاتے ہوئے چیخا۔

"میں بھی دیکھتا ہوں اپنی بہن کو اب تم کیسے بچاتے ہو؟؟"معاذ کے گوٹھ کے لوگوں نے اس کے اشتعال کو دیکھ اسے قابو کرنا چاہا۔۔۔

مگر اِس وقت وہ کسی کی کوئی بات ماننے کو تیار نہیں تھا اسکے سر پر تو انتقام کا بھوت سوار تھا۔

"نہ چاہتے ہوئے بھی تمہیں یہ بات ماننی پڑے گی شہرام! خون بہا میں لڑکی دینے کا ہم سب کا ہم سر پنچ کا مشترکہ فیصلہ ہے۔"سردار جلال الدین نے اسے غضّے میں دیکھ کر رسانیت سے کہا۔

"اس طرح پل پل مریں گے واجد اور شہرام! جب بیٹی اور بہن کو ونی میں بھیجے گے۔"

معاذ استہزائیہ انداز سے ہنسا اور دل میں سوچا۔

"ٹھیک ہے مگر میری ایک شرط ہے۔" جلال الدین معاذ کی بات سن کر اونچی آواز میں بولے۔

وہاں موجود تمام افراد خاموش ہو گئے اور ان کی بات سننے کے منتظر تھے۔

"ہم اپنی پوتی کو اس رسم کے خلاف ونی میں دیں گے مگر اسکا نکاح یہاں چوپال میں نہیں حویلی میں پورے عزت و مان کے ساتھ ہو گا۔"

انکی بات سن کر معاذ تلملا کر رہ گیا مگر موقع کی مناسبت سے اس نے فی الحال خاموش رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔

"جی ٹھیک ہے اس میں کیا اعتراض بھلا۔ نکاح ہی ہونا ہے وہ یہاں ہو یا حویلی میں کیا فرق پڑتا ہے۔" سرپنچوں میں سے ایک بزرگ و معتبر شخص نے کہا۔۔۔

وہ سب ایک ساتھ حویلی کی بیٹھک میں پہنچ گئے تھے۔

صرف معاذ جعفری ہی نکاح خواں کے ساتھ اندر آیا۔۔۔ سردار واجد، سردار حماد، جلال الدین، فیروز، صائم اور شہرام سب حویلی کے مرد حضرات وہاں موجود تھے۔

حویلی میں ہلچل دیکھ اذلان اور فجر بھی اپنے کمرے سے نکل کر باہر آئے۔۔۔

سامنے اپنے بھائی کو دیکھ فجر بلا اختیار بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئی اور اس کے گلے لگ کر رونے لگی۔۔۔

"معاذ۔۔۔ بابا سائیں۔۔" معاذ نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی۔۔۔

وہاں کا ماحول دیکھ فجر اذلان کے ساتھ صوفے کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔۔۔

"میں کہیں بھی نہیں جاؤں گی سوہا! اس سب میں میرا کیا قصور ہے؟؟؟ کیوں میری زندگی کو میرے خوابوں کو نوچ لیا گیا۔۔"

دعا کی سسکاریاں اس بات کا ثبوت تھیں کہ وہ سچ کہہ رہی ہے لیکن سوہا اسکی درد بھری آہیں سن کر منہ پھیر کر بے آواز رونے لگی۔

"کیوں سوہا کیوں؟؟ وہ کیسے میرے لیے ایک ایسے شخص کا انتخاب کر سکتے ہیں جسے میں جانتی تک نہیں۔۔۔ کیا ساری زندگی اتنی آسانی سے ایک ان چاہے ان دیکھے شخص کے ساتھ گزر جاتی ہے؟؟؟ کیسے یقین کر لیا سب نے کہ وہ ایک سلجھا ہوا انسان ہے، کیا ساری زندگی وہ ایک ونی میں آئی ہوئی لڑکی سے نرمی اور شفقت سے پیش آئے گا؟ آخر مجھے ہی کیوں اپنی دشمنی کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے۔۔" وہ باقاعدہ اونچی آواز میں رونے لگی تھی۔

"سوہا۔۔۔ تم تو سب جانتی ہو نا۔۔۔ میرا دل درد سے پھٹ جائے گا۔۔ میں کیسے اسے

اپنی زندگی میں جگہ دوں گی؟؟؟"

دعا کے یوں روتے ہوئے بات کرنے پر سوہا کے دل کو کچھ ہوا اس نے رخ پھیر کر اس کی طرف دیکھا۔

"ٹھیک ہے تم بھی کچھ نہیں کر سکتی نا میرے لیے جیسے باقی سب خاموش سے میری قربانی دے رہے ہیں ویسے ہی تم بھی چپ رہو۔۔دعا یہیں مر گئی اس حویلی میں۔ یہاں سے صرف اسکا وجود جائے گا۔۔۔ قتل کر دیا تم سب نے مل کر آج میرے احساسات کا۔۔مر گئے تم سب آج میرے لیے۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوہا کو اسکی باتوں سے خوف محسوس ہونے لگا۔

"دعا یہاں صرف مردوں کا ہی قانون ہوتا ہے بے ضرر سی عورتیں نا کبھی پہلے اپنے حق میں آواز اٹھا پائی ہیں۔۔اور شاید نا کبھی آگے اٹھا پائیں گی۔ یہاں ماں باپ خود اپنی جان سے عزیز بیٹیوں کو کبھی مجبوری تو کبھی ونی جیسی رسم کے نام پر درندوں کو سونپتے آئے ہیں اور شاید آگے بھی سونپتے رہیں گے۔"

"سوہا! نجانے وہ میرے ساتھ کیا کرے گا؟" دعا کی روتے ہوئے ہچکی بندھ گئی تھی۔

"دعا اللہ پر بھروسہ رکھو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" سوہا نے دعا کو گلے سے لگا یا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

اس نے دعا کے سر پہ سیاہ بڑی شال اوڑھادی اور اسے اپنے ساتھ لیے باہر نکل آئی۔۔۔

سوہا اور سبرینہ بیگم دعا کو اپنے ساتھ لے کر آئیں اور اسے ایک صوفے پر بٹھادیا۔۔۔

اسکے سر پر سیاہ شال تھی جو گردن تک تھی۔ جس سے اسکا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

معاذ نے ایک بار بھی اس لڑکی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی کوشش بھی نہیں کی۔۔۔

"گڑیا۔۔۔!" اذلان نے فجر کا شانہ ہلا کر کہا۔۔۔

"جی اذلان جی ؟؟؟"

"یہاں کیا ہو رہا ہے ؟"

"یہاں شادی ہو رہی ہے جیسے ہماری ہوئی تھی۔" فجر نے اسے آہستہ آواز میں تفصیل بتائی۔

"شادی۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔مزہ آئے گا۔۔۔۔ گڑیا ہم بھی آج اپنے گڈے اور گڑیا کی پھر سے شادی کریں گے۔۔ہاہاہا۔۔ کتنا مزہ آئے گا۔" اذلان اونچی آواز میں کہتے ہوئے زور زور سے تالیاں بجانے لگا۔۔۔۔

معاذ نے حیرانگی سے اپنے بہنوئی کو دیکھا جو بظاہر تو خاصا خوبرو تھا۔ مگر تب تک قابل

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

قبول تھا جب تک وہ چپ تھا۔۔اسکی باتوں اور انداز معاذ کو بہت کچھ سمجھا گئے۔۔

معاذ نے ایک جانچتی ہوئی نظر ساتھ کھڑی ہوئی اپنی بہن فجر پہ ڈالی۔۔وہ خود کو اور بھی پستی میں گھڑتا ہوا محسوس کرنے لگا۔۔۔۔۔

اسی کی وجہ سے آج اسکی بہن ایک ذہنی مریض کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور تھی۔ اسکا دل کر رہا تھا اس وقت سامنے موجود ہر چیز کو آگ لگا دے۔۔۔اسے اپنی ضبط کی طنابیں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔مگر وہ مٹھیاں بھینچ کر خود کو سنبھال رہا تھا۔۔گہرا سانس لیتے ہوئے وہ نکاح خواں کی طرف متوجہ ہوا جو اس شال میں ملبوس بلکتے اور ہٹکورے لیتے ہوئے وجود سے اس نکاح کے لیے اقرار لے چکا تھا۔اب معاذ کی باری تھی۔۔۔

اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال بچھا ہوا تھا۔۔اور رگیں پھولیں ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔دونوں طرف سے ایجاب و قبول کا سلسلہ ختم ہوا تو معاذ بنا کچھ کہے بنا اپنی منکوحہ کو ساتھ لیے ایک اچٹتی ہوئی نظر فجر پہ ڈال کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا باہر نکل گیا۔۔۔۔

شہرام نے اسکی حرکت پر دانت پیستے ہوئے اسکے پیچھے جانا چاہا تا کہ اس حرکت پہ اسے مزہ چکھا سکے مگر جلال الدین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ایسا کچھ بھی کرنے سے روک

دیا۔۔۔

انہوں نے سوہا اور سبرینہ کو اشارہ دیا۔۔۔

وہ دونوں اسے اپنے ساتھ لیے باہر آئیں۔

معاذ اپنی جیپ میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ سبرینہ نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر دعا کو اس کے اندر بٹھایا اس سے پہلے کہ وہ اسے الوداع دعا دیتی۔ معاذ کے اشارہ کرنے پر ڈرائیور نے جیپ دوڑا دی۔۔۔

وہ دونوں دعا اور معاذ کی دھول اڑاتی ہوئی جیپ کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

"اماں سائیں میں نے کئی بار ماہ کو اس بوڑھ کے درخت کے پاس کھڑے اکیلے کسی سے باتیں کرتے دیکھا ہے۔۔ کہیں اس پر کوئی جن تو عاشق نہیں ہو گیا؟" حسنا نے شبانہ کو آ کر رازدارانہ انداز میں بتایا۔۔۔

"یہ بھی تو نے خوب کہی حسنا!! بھلا جن کو بھی عاشق ہونے کے لیے ایک وہی ملی تھی کالی کلوٹی ڈائن۔۔۔" شاہانہ نے استہزایہ انداز سے ہنس کر کہا۔۔۔۔

"تم دونوں چپ کر جاؤ۔ اتنے سالوں سے وہ بوڑھ کا درخت ہے پہلے تو کبھی کچھ نہیں

ہوا۔اب کیا ہونا ہے؟ تیرا وہم ہو گا۔" شبانہ نے ماتھے پر شکن نمودار کیے انہیں ڈپٹا۔

"اماں اگر ایسا سچ میں ہوا تو کیا ہو گا؟" شاہانہ نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

"چل آج تم دونوں کو کچھ باتیں بتاتی ہوں۔ ہمارے بڑے بزرگ بتاتے تھے۔ تم بھی انہیں پلو سے باندھ لو۔۔۔۔" شبانہ نے ناصحانہ انداز میں بات کا آغاز کیا۔۔

"جتنے ہم انسان ہیں نا اس دنیا میں اس سے کہیں زیادہ جنات ہیں۔ مگر وہ ہماری آنکھوں کے سامنے دکھائی نہیں دیتے۔ کہتے ہیں ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کے بیچ سوئی بھی پھینکو تو نا ملے۔اور بتاتی ہوں تمہیں۔۔۔جب کپڑے تبدیل کرو تو 'بسم اللہ الرحمن الرحیم' پڑھ لیا کرو تا کہ جن آپکو برہنہ حالت میں نہ دیکھیں۔۔

دوسری بات۔۔جب بستر میں جاو تو ہمیشہ دائیں طرف پہلو بدل کر سو جاؤ اور 'المعوذتان' (قرآن مجید کی آخری دو سورتیں) پڑھ کر سو جاؤ کیونکہ جن صرف آپکو تنگ کرنے کے لیے آپ کے اوپر سو سکتے ہیں، ایسی صورت میں اپنا کا دم گھٹے گا یا آپ کو ڈراؤنے خواب آئیں گے۔

ایسی پتلیوں اور گڑیاؤں میں سوئی یا ناخن چھپانے کی کوشش مت کریں جن کے لیے جن وہاں رہتے ہیں۔ایسا کرنے سے جنات کو تکلیف پہنچے گی اور وہ آپ سے انتقام لیں گے۔"

وہ کچھ دیر سانس لینے کے لیے رکیں۔

"اور سنو۔۔۔"وہ کچھ دیر توقف کے بعد پھر سے بولیں۔

"رات کے درمیانی پہر میں بلند آواز میں بات مت کرو کیونکہ اس طرح آپ جنات کو پریشان کریں گے، جس پر وہ آپ کو جان بوجھ کر نقصان پہنچا سکتے ہیں۔۔ کبھی اکیلے بیٹھ کر مت رونا کیونکہ اس طرح آپکا جن بھی دکھی ہو جاتا ہے اور وہ آپکو گلے لگانے کا انتظار کرتا ہے جس سے آپ کے جسم کا درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔

ایک اور بات۔۔۔ کوئی چیز پھینکنے یا خود بلند جگہ سے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے اللہ کا نام لیا کریں۔ ہو سکتا ہے اس جگہ پر جن سو رہا ہو اور آپ اسے انجانے میں پریشان کر بیٹھو اور وہ آپ سے انتقام لینے پر اتر آئے۔

نہانے والے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا 'اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث' لازمی پڑھا کرو، کیونکہ ایسی جگہ جنات کے ٹھہرنے کی پسندیدہ جگہ ہوتی ہے۔"

"اماں سائیں ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ جن ہمارے آس پاس ہے؟"حسنا نے من میں آیا سوال کیا۔

"اگر تمہارے کے کانوں میں بغیر کسی وجہ کے سیٹیاں بجنے لگیں، یا خود کو بیمار محسوس

کرنے لگو اور تمہیں آگ کی بو آ رہی ہو تو آپ جان لو کہ تمہارے کے سامنے کوئی جن کھڑا ہے۔۔ اگر تم کسی جانور کو دیکھو اور اس سے تمہیں خوف آئے یا پھر تم اسے ڈرانے کی کوشش کر و لیکن وہ کوئی حرکت نہ کرے تو سمجھ لو کہ وہ جن ہے۔۔۔

آئینے کے سامنے برہنہ حالت میں کبھی کھڑے مت ہونا اور ایسی حالت میں کبھی خود کو آئینے میں نا دیکھنا۔۔ کیونکہ اس طرح جن تم پر عاشق ہو سکتے ہیں اور تمہارے ساتھ تعلق کی کوشش کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں اور کوئی بھی آپکے پاس آئے گا تو وہ اسے نقصان پہنچائیں گے۔۔۔۔"

"ہائے اماں سائیں اب تو مجھے سچ مچ خوف آنے لگا ہے یہ تو وہ باتیں ہیں جو میں تو نہیں جانتی تھی۔" شاہانہ نے خوفزدہ نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا اور شبانہ کے بستر میں ہی دُبک کر لیٹ گئی۔

❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

سارے کمرے میں دھواں بھرا تھا اور دھویں کی وجہ گلاس وال کے سامنے کھڑا تھا سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس شانوں پر سیاہ شال ڈالے میں اپنے عام حلیے میں وہ ماحول پر چھایا ہوا تھا لبوں میں دبا سیگریٹ گہری بھوری آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں پیشانی پر

بکھرے بال وہ کھڑکی کے پٹ پر اپنا ایک ہاتھ ٹکائے کسی گہری سوچ میں گم تھا آنکھوں میں موجود ڈورے اشتعال کے گواہ تھے۔۔

ہونٹوں میں دبی سگریٹ سے اس نے ایک گہرا کش لیا اور دھوئیں کا مرغولہ بناتے ہوئے ہوا کے سپرد کیا۔۔اسکی سنجیدہ آنکھیں اس وقت حد درجہ سرخی مائل ہو رہی تھیں۔۔۔اسکا چہرہ اسکے اندرونی خلفشار کی غمازی کر رہا تھا۔۔۔

"شہرام!" نام کی پکار کہیں قریب سے آئی تھی، ساتھ ہی کسی کے کھانسنے کی آواز پر وہ سگریٹ فرش پر پھینک کر اپنی کھیڑی سے مسلتا پلٹا، جہاں دلنشین سامنے کھڑی ہوئی اپنے دونوں ہاتھوں سے دھواں جھٹک کر بری طرح کھانس رہی تھی۔۔

وہ لمحوں میں فاصلہ طے کرتے ہوئے اسکے پاس آیا۔

"تم نے یہ سب کب سے۔۔اور کیوں شروع کیا؟؟؟" وہ تشویش اور غصہ بھرے انداز میں بولی۔۔

"تم سے مطلب؟ تمہیں کوئی کام تھا کیا؟" وہ اسکا سوال نظر انداز کر کے سنجیدگی سے بولا۔

"کیوں بنا کام کے نہیں آسکتی اپنے کمرے میں؟" دلنشین نے تحیر بھری نظروں سے اسے دیکھا کہ آج سے پہلے وہ یوں مخاطب نہ ہوا تھا۔ہمیشہ اسکے آگے پیچھے منڈلاتا ہوا

ہی نظر آیا تھا۔۔اور آج اسکی لہجے میں بیگانگی دلنشین کو بُری طرح کھلی۔۔۔

"تمہارا ذہنی توازن درست نہیں جو شاید اپنے ہوش و حواس میں اس کمرے کو اپنا کہہ رہی ہو۔۔؟"

"اس سگریٹ کو دوبارہ ہاتھ مت لگانا۔۔"اس نے شہرام کی انگلیوں میں دبی ہوئی سگریٹ چھیننی چاہی۔۔

میرے ہونٹوں پہ کسی لمس کی خواہش ہے شدید

کچھ ایسا کر، مجھے سگریٹ کو جلانا نہ پڑے

وہ ذو معنی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے خمار زدہ آواز میں بولا۔

"سو جاؤ جا کر۔۔لگتا ہے تمہارے بھی دماغ پہ اثر ہو گیا۔ نیند پوری کرو گے تو ہوش میں آجاؤ گے۔"شہرام نے اسکا ہاتھ پکڑنا چاہا مگر وہ اسکا ہاتھ ہٹاتی منہ بسورے رخ موڑ گئی۔

"کیا ہوا؟"اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

"آپ میری خواہش پوری کر دیں میں آپکی کر دوں گا۔"

"تو کیا حکم ہے میرے لیے؟"وہ درمیان میں موجود دو قدموں کا فاصلہ ایک ہی جست میں طے کرتے اسکے قریب ہوتا، آنکھوں میں جھانکتا معنی خیزی سے پوچھنے لگا۔

اس پری وش نے پلکوں کی جھالر اٹھاتے مقابل کی نگاہوں سے نگاہیں ملائیں، جس کا ہاتھ اس کے چہرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

خوف سے کپکپاتے ہونٹ سانسوں کی تیزی سے لرزتی جھلمل کرتی نتھلی۔۔۔یہ دلکش منظر شہرام کے وجود میں بے چینیاں بھر گیا اسی بے چینی میں جلتا سگریٹ مٹھی میں دبوچ لیا۔۔پر ہاتھ میں ہوتی جلن سے بے پرواہ تھا کہ یہ جلن اس جلن کے سامنے کچھ نہ تھی جو اس کے سینے میں لگی تھی۔۔

"دعا کی وجہ سے ڈپریشن میں مبتلا تھا۔بس اسی لیے۔۔"اس نے اپنے تیئں اپنے عمل کی وضاحت دینے کی کوشش کی۔

"لیکن اگر دل سرکار کہیں یہ سگریٹ تو کیا یہ دنیا چھوڑ دیں۔بشرطیکہ آپکا ساتھ یقینی ہو۔"وہ مدھم آواز میں بولا مگر لہجے میں بلا کی جنوں خیزیاں تھیں۔

اس سے پہلے کہ وہ پلٹ کر دور ہو جاتی شہرام نے جلدی سے اسکا ہاتھ تھام لیا اور نہ جانے کیسے دلنشین کا ہاتھ اٹھا اور کھینچ کر تھپڑ اسکے منہ پر پڑا۔۔۔

"تم ایک آوارہ اور گھٹیا انسان ہو۔۔میں تمہارا دل بہلانے کا سامان قطعی نہیں بنوں گی۔۔"وہ چلائی۔۔۔

جبکہ شہرام تو آپے سے باہر ہوتا اسکے نازک پنکھڑیوں جیسے لبوں پر اپنے ہاتھ کی سخت

گرفت رکھ گیا کہ وہ پیچھے دیوار سے جا لگی۔۔اور خوفزدہ ہرنی کے مانند اسکو ہراساں نظروں سے دیکھنے لگی۔

"اتنا غصہ دل سرکار۔۔۔؟؟دل سرکار آپ پر اتنا غصہ کرنا کچھ جچتا نہیں۔۔آپکو میرے غصے کا بھی خوب اندازہ ہے۔ایک بار برداشت کیا کیونکہ تب شاید غلطی میری تھی۔میں نا محرم تھا آپکے لیے۔۔۔تب آپکا غصہ جائز تھا میں خاموش رہا۔۔مگر اس بار کچھ زیادہ ہو گیا دل سرکار۔۔۔"وہ اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑ گیا۔

وہ سرد لہجے میں اسکے کان کے قریب پھنکارا۔۔۔

دلنشین اسکی سخت گرفت سے جھٹپٹانے لگی کیونکہ اسے اب سر میں درد ہونے لگا تھا۔

"اس بار اس تھپڑ کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا دل سرکار۔۔"وہ اس پر چھانے لگا۔۔

جبکہ دلنشین کو اپنی کمر کے گرد اسکی سرسراتی انگلیاں محسوس ہوئیں۔۔وہ تڑپ اٹھی آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے۔۔۔شہرام اسکی بے بسی محسوس کیے محظوظ ہوا۔۔۔

"ارے آپ تو ابھی ڈر گئیں!!لگتا تھا جس جرات سے تھپڑ مارا ہے اسی جرات سے باقی کی لڑائی بھی لڑیں گی۔۔۔مگر آپ تو پہلے مرحلے پر ہی ہار گئیں۔۔۔۔"

کس حال میں رکھیں گی رفاقتیں تیری

ہو گئیں ہیں مجھ کو اب عادتیں تیری

منزل دیں گی یا در بدر رکھیں گی

میں کس طرح بھلا پاؤں گا محبتیں تیری

ہر سو پھیلے ہیں خوشبوؤں کے جھونکے

اک خمار سا دے رہی ہیں چاہتیں تیری

میرا دل میری آنکھیں اے جانِ جاں

اب ہو گئیں ہیں امانتیں تیری

مت توڑنا یہ سلسلہ محبتوں کا دل سرکار

سہہ نہ پاؤنگا میں اذیتیں تیری

اب وہ اسکے بالوں کو چھیڑنے لگا۔۔

دلنشین سٹپٹا کر نظریں چرا گئی۔۔ مگر شہرام کی گرفت بہت سخت تھی۔ نا چھوٹنے والی۔ اسکی آنکھوں میں بے بسی دیکھ کر شہرام آہستگی سے ہنس دیا۔

"دل سرکار پیار سے معافی مانگ لیں۔۔ یہ ناچیز دل کا اتنا برا بھی نہیں۔ جھٹ معاف

کر دے گا۔"وہ اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود کے بے حد نزدیک کر گیا۔۔۔

دلنشین کے تن بدن میں برقی رو دوڑ گئی۔۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔"وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دھکیلنے لگی۔۔۔

"نادل سرکار۔۔۔اتنا چلانا آپکی ناتواں صحت پر گراں گزرے گا۔"

"مجھے اب اندازہ ہوا ہے کہ تم ایک انتہائی خود سر اور مغرور انسان ہو۔"وہ اس سے الگ ہونے کی تگ و دو میں تھی۔

"ہنہہ۔۔۔۔"اس نے ہنکارا بھرا۔

"ہاں مغرور ہوں مگر تمہاری محبت میں۔۔۔۔معافی مانگیں دل سرکار!!!!"

اس بار اسکے جلتے ہوئے گال کو ابھی بھی قرار نہیں ملا تھا۔۔وہ دلنشین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غرایا۔

"مر کر بھی نہیں مانگوں گی تم سے معافی کیونکہ تم اسی تھپڑ کے لائق ہو۔"وہ بھی اکڑ کر بولی۔

"ٹھیک ہے تو پھر آج آپ اپنے کہے کی خود ذمہ دار ہیں۔۔۔آپ کو مرنا ہے نا؟؟"وہ سنگین لہجے میں بولا۔

دلنشین کی جان ہوا ہونے لگی اسکی بات سن کر۔۔۔

"آج پھر میرے ہر عمل پر آپ ہر بار مریں گی۔" وہ اسے بستر پہ دھکا دے کر سرد مہری سے بولا۔۔۔

"سو۔۔۔سوری شہرام۔۔۔شاہو مجھے جانے دو۔" اسکے تیور دیکھ دلنشین کو ہار ماننی ہی پڑی۔۔

"دل سرکار وہ کیا ہے صبح سے کان میں ٹھیک سے کچھ سنائی ہی نہیں دے رہا زرا اونچی بولیں نا کچھ کہا کیا آپ نے؟"

دلنشین دانت پیس کر پھر سے بولی۔۔۔۔"میں نے کہا سوری۔۔"

"چلیں جائیں کیا یاد کریں گی آپکے عاشق نے آپ کو معاف کیا دل سرکار۔۔جا کر میرے لیے اپنے ان نازک ہاتھوں سے چائے بنا کر لائیں۔" وہ کہتے ہوئے بستر پر دراز ہوا تو دلنشین لب خلاصی پر گہرے سانس لیتے ہوئے بھاگتے کے انداز میں کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔

ٹھک۔۔ٹھک۔۔ٹھک۔۔۔

باہر دروازے پر دستک ہوئی تو شبانہ خود اٹھ کر دروازہ کھولنے گئی۔۔۔

"جی آپ کون ہے؟"

"جی یہ صابر حسین کا گھر ہے؟" باہر کھڑے ہوئے وجیہہ نوجوان نے مودبانہ انداز میں کہا۔۔

"جی ہاں! یہ ان کا ہی گھر ہے۔۔۔۔۔۔ کیا کام ہے آپ کوُان سے؟"

"دراصل میں ان کے دوست کا بیٹا ہوں۔"

شبانہ نے اسے سرتاپا دیکھا، وہ چھ فٹ کا خوبصورت جوان تھا، اس نے سفید شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔ بال گھنے اور سیاہ تھے۔ ناک تیکھی، آنکھیں بڑی بڑی سرمئی رنگ کی اور شفاف، چہرے کا رنگ صاف اور معصومیت ایسی بلا کی کہ شبانہ کو اسے گھر کے اندر لاتے ہوئے ایک بار بھی نہیں سوچنا پڑا۔ دونوں اندر آئے تو میں شبانہ نے حسنا کو چائے بنانے کے لیے کہا۔

"آپ چائے کا تکلف نہ کریں۔" اس نوجوان نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔۔

"دراصل۔۔۔۔" مقابل موجود نوجوان نے بات کا آغاز کیا۔۔۔

"میرا نام شماس بن ضماد ہے، میں اس شہر کے قریبی گاؤں کا رہنے والا ہوں کسی کام کے

سلسلے میں اس شہر میں رہنے آیا ہوں پر رہائش نہیں مل رہی۔اسی سلسلے میں، میں آپ کے پاس آیا ہوں۔"

"میں کچھ سمجھی نہیں،اس معاملے میں، میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں بھلا؟؟"

حسنا نے چائے اس نوجوان کے آگے رکھتے ہوئے اسے نظر بھر کر دیکھا۔اسکی آنکھوں میں اس وجیہہ نوجوان کے لیے پسندیدگی کی چمک ابھری۔۔۔

"میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے گھر کا ایک کمرہ مجھے کرائے پر دے دیں۔۔"

"لو بھئی ہمارے پاس تو خود دو کمرے ہیں ایک تمہیں دے دیں گے تو خود کہاں جائیں گے۔۔بس چھت پہ ایک دھارا سا بنایا ہے۔اس میں کچھ لکڑیاں وغیرہ رکھی ہیں۔۔۔ مگر۔۔۔۔۔"

"میں ضرورت مند ہوں اس لئے آپکے پاس آیا ہوں۔میں آپکو دس ہزار روپے ماہانہ دوں گا، صرف ایک ماہ کی بات ہے۔جو نہی میرا کام ہو گا، میں چلا جاؤں گا۔" شماس نے التجا بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

اسکی کرائے کی بات سن کر شبانہ فوراواپس اپنی جگہ پر بیٹھ گئی اور تحمل سے بولی۔

"دیکھو بیٹا! اگر میں تمہاری مجبوری سمجھ بھی لوں تو میں اپنی مجبوری کا کیا کروں گی؟"

"آنٹی میں آپ کے بیٹے جیسا ہوں آپ مجھ سے کھل کے بات کر لیں۔" شماس کے لہجے کی اپنائیت نے شبانہ کو مجبور کر دیا کہ وہ اس سے اپنے من میں چھپی بات کہہ سکے۔

"بیٹا گھر میں جوان بچیاں ہیں اور پھر صابر حسین سے بھی نہیں پوچھا ایسے کیسے ہاں کر دوں تمہیں؟"

"چلیں جیسے آپ کو مناسب لگے۔ میں کل پھر آؤں گا آپکا جو بھی جواب ہو گا مجھے بتا دیجیے گا۔" وہ کہتے ہوئے باہر نکل گیا۔۔۔

چائے کا کپ جوں کا توں ہی پڑا رہ گیا۔۔ جواب ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔۔

"دلنشین۔۔۔ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" فجر نے بالآخر ہمت کیے اس سے بات کرنے کی ٹھان لی۔۔۔

"جی کہیے بھابھی۔" وہ کچن میں پانی لینے کی غرض سے آئی تھی کہ پیچھے سے فجر نے آکر کہا۔۔۔

فجر نے ادھر ادھر دیکھا وہاں ان دونوں کے علاوہ کوئی اور موجود نہیں تھا۔۔۔۔

"دلنشین تمہیں پتہ ہے اذلان جی کو جو میڈیسن دی جا رہی ہیں وہ انکی صحت کے لیے

ٹھیک نہیں۔مجھے سمجھ میں نہیں آرہی کہ میں کیا کروں۔۔۔تم ہی مجھے کچھ مشورہ دو۔"فجر نے اسے ساری بات تفصیلی طور پر بتائی۔۔۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں بھابھی۔۔مجھے بھی کبھی کبھی ایسا شک ہوتا تھا۔۔مگر میں کچھ نہیں جان سکی۔۔ایسا کرتے ہیں میں شہر شاپنگ کرنے کے بہانے آپکے اور اذلان بھائی کے ساتھ چلتی ہوں وہاں اذلان بھائی کا ٹیسٹ کرواتے ہیں۔۔پھر جو سچائی ہو گی پتہ چل جائے گی۔۔"

"اس کے بعد کیا کریں گے ؟؟؟"فجر نے تشویش بھرے انداز میں پوچھا۔

"بھابھی آگے کا لائحہ عمل بعد میں ترتیب دیں گے۔فی الحال ٹیسٹ کرواتے ہیں پہلے۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔"اس نے حامی بھری۔

"دلنشین میں نہیں چاہتی کہ اذلان جی کو کوئی تکلیف پہنچانے کی کوشش بھی کرے۔میں انہیں کچھ بھی ہوتا نہیں دیکھ سکتی۔۔۔اگر انہیں کچھ ہوا۔۔۔یہ سوچ ہی میری روح تک کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔"

اُسکی بات پر دلنشین دھیمے سے ہنس دی۔۔"لگتا ہے ہماری کیوٹ سی بھابھی کو ہمارے بھیا سے پیار ویار ہو گیا ہے۔"دلنشین نے شرارتی انداز میں کہا۔۔

"دل نشین!!!" وہ اسے مصنوعی غصیلی گھوری ڈال کر بولی۔۔۔

"بھابھی نکاح کے رشتے میں بہت طاقت ہوتی ہے تبھی تو آپ میرے بھیا سے اس قدر اٹیچ ہو گئی ہیں۔۔ کہ انکا اتنا خیال رکھتی ہیں۔ ویسے ہے کہاں جناب نظر نہیں آ رہے۔" وہ اِدھر ادھر نظریں گھماتے ہوئے بولی۔

"دلنشین وہ اپنے روم میں ہیں۔ کوئی کارٹون دیکھ رہے ہیں۔"

"چلیں میں بھی ان سے مل لوں آپ روم میں چلیں میں جگ میں پانی بھر کے آپکے پیچھے آتی ہوں۔"

"دلنشین!" وہ جاتے ہوئے ایک بار پھر مڑی۔۔۔

"جی بھابھی۔۔"

"دلنشین میں سوچ رہی تھی کہ وہ میڈیسن اب میں اذلان جی کو نا دوں۔۔۔ لیکن یہ بھی سوچ رہی ہوں کہ وہ اس میڈیسن کے عادی ہو چکے ہیں۔ اسکے بغیر انہیں نیند نہیں آتی۔۔۔ یہ نا ہوا گر میں انہیں وہ میڈیسن نا دوں تو وہ آپے سے باہر ہو جائیں اور کوئی نقصان کر دیں اپنا۔۔۔"

"آج آپکا امتحان ہے بھابھی کوشش کریں کہ اذلان بھائی اس میڈیسن کے بغیر سو جائیں۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا کوشش کر کے دیکھتی ہوں۔" وہ گہرا سانس لیتے ہوئے اپنے روم میں چلی گئی۔

فجر اندر آئی تو دیکھا اذلان بیڈ کے قریب کھڑا ہاتھ میں ریموٹ لیے ٹی۔وی کو غور سے دیکھ رہا تھا۔۔

"اذلان جی یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟؟؟ آپکو بتایا ہے نا کہ ٹی۔وی کی سکرین کو اتنے قریب سے دیکھنے پر آنکھیں خراب ہو جاتی ہیں۔آئی سائٹ پر فرق پڑتا ہے۔ چلیں زرا دور ہو کر بیٹھیں۔۔" اسکے کہنے کے مطابق اذلان بیڈ پر ٹھیک سے بیٹھ گیا مگر نظریں ٹی وی سکرین پر مرکوز تھیں۔۔۔۔

فجر نے ٹی وی سکرین پر دیکھا۔۔۔جہاں ایک کسنگ سین چل رہا تھا۔

"آ۔۔آپ تو کارٹون دیکھ رہے تھے۔۔۔یہ۔۔۔کونسا چینل لگا رکھا ہے آپ نے؟" وہ اذلان کی جانب حیرت انگیز نظروں سے دیکھ کر بولی۔۔جو بہت اشتیاق سے پوری آنکھیں کھولے ٹی وی سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔

"گڑیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے۔۔۔۔بھی ایسے کرنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔"

اُس نے فجر کی جانب دیکھ کر کہا جس پر فجر نے حیرت سے اُسے دیکھا۔

"ایسی باتیں نہیں کرتے اذلان جی۔۔ابھی آپ بچے ہیں اور بچے ایسی گندی باتیں نہیں کرتے۔۔"

"گڑیا تم میری بات نہیں مانو گی؟؟"

"اذلان جی پلیز ضد مت کیا کریں۔"

"تم کرو گی یا نہیں گڑیا؟؟"

"دیکھیں اذلان بات کو سمجھا کریں۔ یہ سب اچھی بات نہیں اور آپ تو گڈ بوائے ہیں نا؟؟؟"

"وہ دونوں بھی تو کر رہے ہیں نا وہ تو گڈ ہیں تو پھر ہم کیوں نہیں؟" اس نے حد درجہ معصومیت سے منہ پھلائے ہوئے کہا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Poetry | Interview

"اذلان جی!!!" فجر نے اسکے ضدی انداز کو دیکھ کر زور سے چلائی۔۔

اذلان نے ہاتھ مار کر غصے سے ڈریسر پہ پڑی ساری چیزوں کو زمین بوس کر دیا۔۔۔

دلنشین جو انکے کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ اذلان کو مشتعل انداز میں دیکھ کر وہیں کھڑی رہ گئی۔۔۔

"کیا ہوا اذلان بھیا سب ٹھیک تو ہے۔" دلنشین اسکے پاس آئی اور تشویش بھرے انداز میں پوچھا۔۔۔

"گڑیا میری بات نہیں مان رہی مجھے بھی ایسا کرنا ہے۔" اذلان نے ٹی وی کی جانب

اشارہ کرتے ہوئے دلنشین کو بتایا۔ دلنشین نے پہلے ٹی وی کو پھر نظریں چراتی ہوئی فجر کو دیکھا۔۔۔

"بھابی جی پہلے مرحلے میں ہی فیل مت ہو جایئے گا۔ پلیز میرے بھائی کی فرمائش پر غور ضرور کیجیے گا۔" دلنشین نے اُسکے پاس آکر شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"دلنشین اب تم بھی اذلان جی کی طرح مجھے تنگ کرو گی؟" وہ روہانسی ہو کر رہ گئی۔

دلنشین مسکراتے ہوئے ان دونوں کو تنہائی فراہم کرتے ہوئے باہر نکل گئی۔۔۔

"اذلان جی چلیں اب بہت وقت ہو گیا ہے۔ اچھے بچوں کی طرح وقت پر سو جائیں۔" وہ دروازہ بند کیے۔۔۔ اب بستر پر آکر لیٹ گئی۔۔۔

"مجھے نہیں سونا۔" وہ اپنی جگہ پر ہی کھڑا رہا۔۔۔

"اذلان جی مجھے آپکو ایک گڈ نیوز بتانی ہے۔" وہ پرجوش آواز میں بولی۔

وہ اس کی بات سن کر پھر بھی اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔۔۔

"آیئے نا اذلان جی۔۔" وہ منہ ٹیڑھا کیے دھپ سے بستر پہ آکر بیٹھا۔۔۔

"آپکو روزانہ رات کو میڈیسن لینا اچھا نہیں لگتا نا تو آج سے ہم وہ گندی میڈیسن نہیں کھائیں گے۔۔۔ اچھی بات ہے نا؟؟؟" وہ پرجوش انداز میں پوچھنے لگی۔۔۔

"چلیں آپ لیٹ جائیں۔"اذلان رخ موڑ کر لیٹ گیا۔۔مطلب وہ ناراض تھا اور اسکی کسی بھی بات کا جواب نا دینا اسکی ناراضگی کو ظاہر کر رہا تھا۔۔۔۔

"اذلان جی آج آپ نے سونے سے پہلے کی دعا بھی نہیں پڑھی۔"وہ تھوڑا سا سر اٹھا کر بولی اور اسے دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

اذلان نے بنا کچھ کہے سر کو جھٹکا دیا۔۔۔۔

فجر واپس اپنی جگہ لیٹ گئی۔۔ان دونوں کو یونہی جاگتے ہوئے قریبا ایک گھنٹہ گزر گیا مگر دونوں کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔۔۔

اذلان تو میڈیسن نا کھانے کی وجہ سے جاگ رہا تھا مگر فجر اسکی خفگی کے خیال سے۔۔۔

فجر نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ آف کر دیا۔۔۔

"گڑیا۔۔۔گڑیا یہ لائٹ کیوں چلی گئی۔۔۔۔تمہیں پتہ ہے نا مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے۔"وہ رخ موڑ کر فورا فجر کو بازو سے زور سے پکڑ کر بولا۔۔

"میں آپ کے پاس ہوں۔"اُس نے اذلان کو تسلی دی۔

اذلان اسے اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا اور اسکا چہرہ فجر کے اتنے قریب تھا کہ وہ اُسکی سانسوں کی ہلکی سی آواز بھی سن سکتی تھی اُس نے دھیرے سے لمحہ بھر کے

لیے اذلان کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے تھے۔۔ پھر فوراً پیچھے ہوتے ہوئے سائیڈ لیمپ آن کر دیا۔۔۔

"اب تو ناراض نہیں؟؟؟" اس نے اذلان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں۔۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

ساتھ ہی لائٹ چلی گئی۔۔۔

"گڑیا اذلان کو پھر سے ڈر لگ رہا ہے۔۔" وہ فجر کا شانہ تھپتھپا کر کر بولا۔۔۔

اس بار لیمپ آف نہیں ہوا بلکہ سچ مچ میں لائٹ چلی گئی تھی۔۔۔۔

"اذلان جی میں آپکے پاس ہوں نا۔۔۔ میں آپکو آیت الکرسی سناتی ہوں۔ آپکو میری آواز بھی آتی رہے گی۔۔ اور پھر ڈر بھی نہیں لگے گا۔"

فجر نے اسے آیت الکرسی پڑھ کر سنائی۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد کمرے میں پھر سے خاموشی ہو گئی۔۔۔۔

اذلان نے ڈر کے باعث فجر کے گرد اپنی بازو پھیلا دی۔۔۔ اور کانپتے ہوئے اسے جکڑ لیا۔۔۔

فجر اسکے ڈر کے خیال سے اسے روک نا سکی۔۔۔۔ اور اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے

لگی۔۔۔کچھ دیر بعد اذلان اسکی نرم گرم آغوش میں سو گیا۔۔۔اور فجر کو بھی پتہ نا چلا کہ کب لائٹ آئی اور کب وہ سو گئی۔۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

نکاح کے بعد وہ گاؤں میں رکا نہیں تھا۔۔سیدھا شہر آ گیا تھا۔۔۔! وہاں اسکے ایم بی اے کے لاسٹ سمیسٹر کے پیپرز تھے۔اس نے بے دلی سے پیپرز دیئے اور آج وہ آخری پیپر دے کر فارغ ہوا۔

آج وہ اپنے کمرے واپس لوٹ آیا تھا اور گھپ اندھیرا کیے کارپٹ پر بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھا خلاؤں میں گھور رہا تھا اُسکے سامنے مختلف قسم کے مشروبات کی بوتلیں کھلی پڑی تھیں۔جن سے نکلنے والی عجب سی بُو نے پورے کمرے کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔ لیکن وہ دنیا جہاں سے بے خبر گلاس پر گلاس چڑھائے جا رہا تھا۔اس کو کسی بات کا کوئی ہوش نہیں تھا۔۔

سب کے سامنے تو وہ مضبوط بن کر پھر تا رہتا تھا۔ لیکن حقیقت تو یہ تھی کہ وہ بھرپور نوجوان اس صدمے کو برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔اس نے تو ایسا خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ جیسے ہو گیا تھا۔۔اسکی بہن کی زندگی تباہ ہو گئی اسکے بابا سائیں اس سے بچھڑ گئے۔۔۔سردار جعفری کی موت نے جہاں اسے اندر سے توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔وہیں اس توڑ پھوڑ کے نتیجے میں اک نئے معاذ جعفری نے جنم لیا تھا۔نرم مزاج کی بجائے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اکھڑ مزاج، پر وقار تحمل مزاج۔۔۔دھیمے لہجے کی بجائے ضدی، غصیل، خود غرض اور وحشی درندہ صفت بن گیا تھا جس پر اپنے بابا سائیں کے قاتلوں کو اسکے انجام تک پہنچانے کا جنون سوار ہو چکا تھا۔۔۔۔

اسے شروع سے ہی یہ دقیانوسی رسم ورواج نہ پسند تھے۔وہ کسی بھی طرح کے لڑائی جھگڑوں سے ہمیشہ ہی دور رہتا تھا لیکن سردار جعفری کی موت کے بعد اب وہ پہلے والا معاذ نہیں رہا تھا جسے خون بہا جیسی رسم ورواج سے چڑ تھی۔جو خاندانی دشمنیوں اور لڑائیوں سے دور بھاگتا تھا۔وہ کیسے اپنے بابا سائیں کے قاتلوں کے خاندان میں سے کسی ایک کے ساتھ ایک گھر میں رہ پاتا۔۔۔ یہ سوچ کر اس کا دماغ دن بدن ماؤف ہو رہا تھا اسکے اندر بھڑکتی انتقام کی آگ ابھی تک ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی۔لیکن جب اپنی بیوہ ماں کا رنجیدہ چہرہ اسکی آنکھوں کے سامنے لہراتا وہ اپنی دشمنی کو بھول جانے کا قصد کرتا کیونکہ وہ اپنے خاندان کا واحد سہارا تھا۔۔! اس نے گلاس میں مشروب انڈیلا اور لبوں سے لگالیا۔وہ اس وقت ہوش وخرد سے بیگانہ ہوا جا رہا تھا۔جس نے کبھی زندگی میں شراب کو ہاتھ تک نا لگایا تھا اپنا غم بھلانے یا یوں کہہ لیں کہ اپنا آپ بھلا دینے کے لیے اس نے اسکا سہارا لیا تھا۔۔۔تاکہ کچھ دیر کے لیے وہ دنیا کے ہر غم سے آزاد ہو جائے۔

"کیوں کیا تم لوگوں نے میرے ساتھ ایسا؟" اس نے ٹوٹے لہجے میں شکوہ کیا اور پھر

سے گلاس لبوں کو لگا لیا۔۔

"بہت غلط کیا ہے تم سب نے میرے ساتھ۔۔" اس نے ہاتھ میں پکڑا مے سے بھرا شیشے کا جام سامنے دیوار سے دے مارا ایک زور دار چھناکے کی آواز ابھری اور اسکے کانچ پورے کمرے میں جابجا بکھر گئے تھے۔۔۔ پھر اس نے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ لیا اور زور زور سے چلانے لگا۔۔ اس وقت اس کی حالت پاگلوں جیسی تھی۔۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا لیکن لڑکھڑا کر گر پڑا۔

"میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں سردار واجد۔۔ یاد رکھنا۔۔۔۔" وہ غصے سے غرایا۔ بہت زیادہ ڈرنک کرنے کی وجہ سے اس کا سر درد سے بھاری اور آنکھیں سرخ انگارے ہو چکی تھیں۔ اس کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں۔۔۔۔ آج وہ گھر لوٹ آیا تھا اپنی ماں سے ملے بغیر حویلی کے تنہا گوشے میں پڑا تھا۔۔۔ جہاں پہ کسی کو آنے جانے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔۔ آج تنہائی ملتے ہی وہ بھرپور نوجوان خود اپنے ہی سامنے ٹوٹ کر بکھر گیا۔ کیونکہ اس کا غم بانٹنے والا کوئی نا تھا۔۔۔۔ بالآخر وہ بھی ایک جیتا جاگتا انسان تھا اس کے اندر بھی دل تھا، جسے تکلیف ہوتی تھی۔ اس نے سنا تھا مرد کبھی روتے نہیں، لیکن یہ غلط بات بلکل تھی' کیونکہ مرد بھی بہت روتے تھے اُنہیں بھی تکلیف ہوتی تھی لیکن یہ بھی سچ تھا وہ سب کے سامنے نہیں بلکہ تنہائی میں اپنا دُکھ کم کرتے تھے جیسے اب وہ اندھیرے میں بیٹھا اپنا دکھ کم کر رہا تھا۔۔۔۔

دور کہیں سے اذانِ فجر کی آواز آرہی تھی۔۔۔۔

آج اس نے پہلی بار میں ہی کچھ زیادہ ہی پی لی تھی اسکی وجہ سے اب اس کے سر میں درد ہو رہا تھا آنکھیں سرخ اور پپوٹے بھاری ہو رہے تھے۔وہ اندازے سے اندھیرے میں ہی چل رہا تھا۔چلتے ہوئے اپنے کمرے میں آیا اور بیڈ پر سوئے ہوئے وجود پر غور کیے بنا' ہاتھ میں پکڑا اسیل صوفے پر اچھالا' جوتے اتار کر دور پھینکے اور دُکھتے سر کو دباتا واڈروب سے کپڑے نکال کر باتھ روم میں گھس گیا۔اور پھر شاور کھول کر اس کے نیچے کھڑا ہو گیا۔۔

کچھ دیر بعد شاور لے کر خود کو فریش محسوس کیا تو آکر اوندھے منہ اپنے بستر پہ گرا۔۔۔

ہاتھ کسی نرم سی چیز سے ٹکرایا تو اسکی آنکھیں اندھیرے میں پوری کی پوری کھل گئیں۔

اس نے غور کیا۔۔۔مگر کچھ سمجھ نہیں آیا اس نے ہاتھ مار کر سائیڈ ٹیبل پر موجود ٹیبل لیمپ روشن کیا تو اسکی مدھم روشنی اس صنف نازک کے دودھیا چہرے پہ پڑ رہی تھی۔

اس نے پلکیں جھپکا کر اس پری وش کے چہرے کے نقوش کا جائزہ لیا۔۔کھڑی ستواں ناک۔۔۔۔بڑی بڑی آنکھیں جن پہ مڑی ہوئی خمدار پلکیں گالوں پہ بوسہ دے رہی تھیں۔کٹاو دار لب۔۔۔اور تھوڑی سے نظر ہوتی ہوئی شہ رگ پہ جا ٹکی۔

جہاں شہ رگ پہ ایک بھورا تل تھا۔اس نے اپنے انگوٹھے کی پور سے اس تل کو سہلایا۔

شاید ابھی تک وہ پورا ہوش میں نہیں تھا جو اپنے قاتل کی بیٹی کی طرف مائل ہو رہا تھا۔

وہ تھوڑا سا جھکا اور اسکے بھورے تل پہ اپنے لب رکھ گیا۔۔۔اسکے لب اب شہ رگ سے گالوں کا سفر طے کر رہے تھے کہ جب مونچھوں کی چبھن سے دعا نیند میں جھنجھلاہٹ کا شکار ہوئی۔

"ارحام۔۔۔"وہ خواب اور حقیقت دونوں میں بھی شاید اسی کا تصور کرتی تھی۔اسی لیے اسی کا نام پکار گئی۔۔جبکہ ارحام کا نام سن کر اصل ہوش تو معاذ جعفری کو اب آیا تھا۔۔اس نے جھٹکے سے دعا کو بستر سے دھکا دے کر نیچے پھینکا۔۔۔

دعا اس افتاد کے لیے قطعا تیار نا تھی۔۔۔یکدم بستر سے نیچے فرش پہ گری اور کمر بری طرح سے درد ہونے لگی۔۔۔وہ حیرت زدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی جس نے اسے یوں نیند میں دھکا دیا۔۔۔

سامنے ہی معاذ جعفری کے تنے نقوش والے چہرے کو دیکھ کر دعا کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔۔

وہ پہلی نظر میں ہی معاذ کو پہچان چکی تھی۔۔کیونکہ ان دس دنوں میں وہ اسکے کمرے میں لگی ہوئی انلارج تصویر میں اسے روزانہ دیکھتی رہی تھی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"م۔۔۔مع۔۔۔معاذ آپ!" وہ کراہتے ہوئے اُسے پُکار اُٹھی تھی جو لہو رنگ آنکھیں لیے اُسی کو دیکھ رہا تھا۔۔

بستر سے اٹھ کر اسکے پاس آیا جواب کھڑی ہو چکی تھی۔۔۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی ایسا کرنے کی؟" وہ اُسکے ڈرے سہمے چہرے پر نظریں گاڑھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔ جبکہ دعا کی کلائی اسکی آہنی گرفت میں جکڑی جاچکی تھی۔۔۔ اسکا لہجہ حد درجہ سرد تھا کہ وہ کچھ بول بھی نا پا رہی تھی۔

"درد۔۔۔درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔مجھے۔۔۔۔چھوڑیں پلیز!" وہ اٹک اٹک کر کہتی اپنا بازو چھُڑوانے کی کوشش کرنے لگی مگر گرفت اِنتہائی سخت تھی۔ بے بسی اور درد کے مارے اُسکی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے تھے۔ معاذ نے اُسکے آنسو دیکھتے بے بس پڑتے اُسے جھٹکے سے چھوڑا تھا کہ وہ پیچھے کو جا گری تھی۔

"درد؟ بہت درد ہو رہا ہے نا تمہیں۔۔۔۔تو اُس درد کا کیا جو تُم نے اور تمہارے خاندان نے مجھے دیا ہے؟" وہ چیخ اُٹھا تھا جبکہ دعا اب حیرت سے گنگ اُسے دیکھ رہی تھی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔" وہ اپنی صفائی پیش کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"ہنہہ۔۔۔۔" وہ زہر خند لہجے میں ہنکارا بھر کر بولا۔۔۔۔

"تم لوگوں سے اچھے کی امید بھی کہاں کی جاسکتی ہے۔ جتنی مرضی نرمی دکھالو۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مگر تم لوگوں سے بدلے میں ملے گا کیا صرف دھوکا۔۔۔ جیسے آج تم نے دے کر اس بات کو ثابت کر دیا۔۔۔ سانپ کو چاہے جتنا مرضی دودھ پلا دو وہ کبھی اپنی فطرت سے باز نہیں آتا۔ کبھی نا کبھی آپ کو ڈس ہی لیتا ہے۔۔ان دس دنوں میں تم میرے گھر میں میرے کمرے میں رہ رہی ہو۔ میری بیوی کی حیثیت سے مگر دل میں یادیں لبوں پہ نام کسی نامحرم کا۔۔۔ ہمارے رشتے کی پہلی سیڑھی پہ اتنا بڑا دھوکا۔۔۔ شرک کیا ہے تم نے! ہمارے رِشتے میں۔۔۔ شادی مجھ سے کر کے تم نے کسی اور کو دِل میں بسایا بھی کیسے؟ میرے اور تمہارے بیچ تم کسی تیسرے کو کیسے لا سکتی ہو؟"

وہ اُسکو شانوں سے تھام کر جھنجھوڑ گیا تھا۔ دعا کسی کٹی ہوئی پتنگ کی طرح اسکی مضبوط بانہوں میں جھول گئی۔۔۔

"اٹھو!" معاذ نے دعا کا بازو غصے سے پکڑا اور وہ بیچاری مشکل سے آنکھیں کھول کر کھڑی ہوئی۔ جو ذہنی کشمکش کی وجہ سے اپنے آپ ہی بند ہوئی جا رہی تھیں۔۔

"سب سے پہلے تو تم مجھے یہ بتاؤ کیا کر رہی تھی میرے کمرے میں میرے بستر پر۔۔ تمہاری اوقات ہے اتنی؟؟" ایک ایک لفظ چبا کر بولتا وہ دعا کے ہوش اُڑا گیا۔ دعا کو جب اس کے سوالات کی سمجھ آئی تو ڈر سے کانپنے لگی۔

"معاذ میں۔۔۔۔!" ابھی دعا کچھ بولتی کے معاذ ایک بار پھر درشت آواز میں چیخا۔

"چپ ایک دم چپ! یہ معاذ کیا ہوتا ہے؟ اپنی پسند سے بیاہ رچا کے نہیں لایا تمہیں۔ بھولو مت کہ ونی میں آئی ہو تم۔۔۔اور ایک قاتل کی بیٹی ہو۔۔ سردار جی کہو مجھے اور آئندہ میرا نام مت لینا۔۔ورنہ زبان کاٹ کر کتوں کے آگے پھینک دوں گا۔" معاذ نے کہہ کر جھٹکے سے اُسکا بازو چھوڑا اور واپس مڑا۔

دعا کمرے سے باہر نکلنے لگی۔۔۔

"کس نے کہا تمہیں کمرے باہر جانے کو؟" معاذ ابرو اچکا کر سپاٹ انداز میں بولا۔

دعا حیرت سے دوچند ہوئی۔۔۔

"ابھی تو آ۔۔۔ آپ نے کہا کہ میں من پسند لائی بیوی نہیں۔۔۔۔اسی لیے۔۔۔" وہ نا چاہتے ہوئے بھی صفائی پیش کرنے لگی۔۔۔

"اچھا تو تمہیں من پسند بیوی بننا ہے ؟؟؟ واہ تم جیسے دوغلے لوگوں کا کیا کہنا دل میں لبوں پہ نام کسی کا اور رشتہ کسی اور نبھانے کی چاہ۔۔۔۔" معاذ پلٹ کر دوبارہ آیا۔

کبھی کبھی اپنے منہ سے نکل جانے والے الفاظ سے انسان کو کتنی شرمندگی اٹھانی پڑتی یہ پہلی بار آج دعا کو پتہ چلا تھا۔۔۔

بے دھیانی میں اسکے منہ سے نکلے ارحام کے نام کو اسکے مجازی خدا نے پکڑ ہی لیا تھا اور اسے ہی بار بار استعمال کیے الفاظ کے زہر بھرے نشتر اسے خوب ڈُبو ڈُبو کر مار رہا تھا۔

"بولو کیا کہہ رہی تھی؟"

معاذ اسکے قریب آیا اور وہ ڈر سے الٹے قدم لیتے ہوئے پیچھے کو ہونے لگی۔ دل میں خیال آیا کیا ضرورت تھی شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈالنے کی مگر کیا کرتی اب تو الفاظ منہ سے پھسل چکے تھے۔۔۔

یہاں تک کہ دعا الٹے قدم لیتے ہوئے دیوار کے ساتھ جا لگی۔ معاذ نے دیوار کے دونوں طرف ہاتھ رکھ کر اُسکا راستہ بند کیا۔ دعا کو لگا کہ ابھی وہ پیچھے نا ہٹا تو اُسکی سانس ڈر کے مارے بند ہو ہی جائیں گی۔

"آئندہ میرے سامنے زبان درازی کرنے سے پہلے سو مرتبہ سوچ لینا نہیں تو سمجھانا مجھے بہت اچھے سے آتا ہے۔۔۔ لیکن میں تمہیں اس قابل بھی نہیں سمجھتا۔" معاذ نے خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"میں۔۔۔ کچھ۔۔۔ بھی۔۔۔ نہیں۔۔۔ کہوں گی۔" دعا آنسو بہاتے ہوئے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"تم میرے سامنے بول سکتی بھی نہیں۔ تمہاری زندگی تو میں جہنم بناؤں گا۔"

معاذ نے دیوار گیر کلاک پر نظر ڈالی جہاں اب صبح کے ساڑھے پانچ بجے ہوئے تھے۔

"نیچے جاؤ اور ناشتہ تیار کرو سب کا۔۔۔ میرے لیے۔۔۔ میری والدہ اور تمام ملازمین

کے لیے۔۔۔مجھے اپنے کام میں ایک منٹ کی بھی تاخیر پسند نہیں۔باقی کے کام تمہیں آکر بتاتا ہوں۔۔۔۔بہت کرلی عیاشیاں۔۔پہنچو اپنی اصل جگہ۔۔۔۔جو میرے بستر پر تو قطعا نہیں۔۔۔۔"

وہ آخری بات کہتے ہوئے استہزائیہ انداز سے ہنسا۔۔جبکہ دعا انگلیاں مڑوڑتے ہوئے اب تک وہیں کھڑی مخمصے کا شکار ہوئی تھی۔۔۔

اب وہ اس کو کیسے بتاتی کہ اس نے تو کبھی کچن کا رخ ہی نہیں کیا تھا۔حویلی میں ملازمین سب کام کرتے تھے یا دلنشین ہی سب کرتی تھی۔اس نے ہمیشہ پڑھائی پر توجہ دی ان کاموں کے لیے تو اسے کبھی فرصت ہی نہیں ملی۔۔۔

جتنا بڑا دکھ ارحام سے دوری کا تھا اتنا ہی بڑا دکھ اپنی ایم۔بی۔بی۔ایس کی پڑھائی نا مکمل رہ جانے پہ بھی تھا۔۔۔وہ دل مسوس کر رہ گئی۔۔۔

"جاؤ!!"اسکی دھاڑ سن کر دعا اچھل کر رہ گئی۔۔اور دھڑکتے دل سے تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

سارا گھر سنسان پڑا تھا۔۔۔

جس دن سے وہ یہاں آئی تھی۔۔ایک بار بھی پلوشہ بیگم سے نہیں ملی۔نا تو وہ اسکے کمرے میں آئیں اور نا دعا نے ان سے ملنے کی کوشش کی۔۔۔۔

پلوشہ بیگم تو صدمے کے زیر اثر اپنے کمرے تک محدود تھیں۔ جبکہ دعا توڈر کے مارے جب سے آئی تھی اسی کمرے میں قید ہو کر رہ گئی تھی باہر جانے کی ہمت نا تھی۔ ملازمین آتے اور اسے کھانا وقت پر اسکے کمرے میں ہی دے جاتے۔۔ مگر آج اس گھر اور کمرے کا اصل مالک لوٹ آیا تھا اور اسے اسکی اصلی اوقات اچھی طرح باور کروایا تھا۔

جن کا لغوی معنی "چھپی ہوئی مخلوق" اسلامی عقیدے کے مطابق ایسی نظر نہ آنے والی مخلوق جس کی تخلیق آگ سے ہوئی ہے۔ جب کہ انسان اور ملائکہ مٹی اور نور سے بنائے گئے ہیں۔ جنوں کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ مختلف قسم کے روپ بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں جنات کا ذکر آیا ہے۔ قرآن شریف میں جنات کے نام پر ایک پوری سورت "سورہ جن" موجود ہے۔

اللہ تعالی نے اپنی عزت والی کتاب میں جنوں کی اصلی خلقت کے متعلق بتاتے ہوئے فرماتے ہے۔

"اور اس سے پہلے ہم نے جنوں کو لو والی آگ سے پیدا کیا۔" الحجر 65

اور ارشاد باری تعالی ہے:

"اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔" الرحمن 15

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح حدیث میں مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور جنوں کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آدم (علیہ السلام) کی پیدائش کا وصف تمہیں بیان کیا گیا ہے۔"

اسے مسلم نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔ (5314)

اللہ تعالی نے جنوں کی مختلف اقسام پیدا فرمائی ہیں جو کہ اپنی شکلیں بدل سکتے ہیں۔

اسی وجہ سے شماس بن ضماد انسانی روپ میں وہاں آیا تھا۔

جس طرح انسانوں کی مختلف اقسام ہیں۔ کچھ نیک کچھ بد اسی طرح جنات میں بھی کچھ برے جنات ہیں۔ جو شیطان کے پیروکار ہیں۔ جبکہ کچھ نیک نوری جنات بھی ہیں۔ جن کا مقصد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنا ان کی عبادت کرنا ہے۔ شماس بن ضماد بھی انہیں میں سے ایک تھا۔ وہ ایک نیک اور رحمدل جن زاد تھا۔ جس نے ماہ (سنہری) کے لیے دعا کی، اپنی ساری ریاضت کے بدلے اس نے سنہری کو بچالیا۔۔

صابر حسین دستک کی آواز سن کر دروازہ کھولا۔۔۔

"اسلام و علیکم۔" اس نے مؤدب انداز میں سلام پیش کیا۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔" صابر حسین نے جواباً کہا۔

"ارے یہ تو وہی ہے جس کے بارے میں کل رات آپ سے بات کی تھی۔"شبانہ نے پیچھے سے آکر بتایا۔۔۔۔

"آؤ بیٹا اندر آؤ۔۔"صابر حسین اسے اپنے ساتھ اندر لے آیا۔۔۔اور صحن میں بچھی ہوئی چارپائی پر بیٹھنے کے لیے کہا۔۔۔۔وہ سر جھکائے ہوئے بیٹھ گیا۔۔۔

"بیٹا مجھے یاد نہیں پڑتا کہ تم میرے کون سے دوست کے بیٹے ہو؟؟"

"چچا سائیں۔۔۔۔میں ضماد کا بیٹا ہوں۔۔اب وہ اس دنیا میں نہیں۔۔۔میں پیر سید کی درگاہ پر کام کرتا ہوں۔۔آپ چاہیں تو میرے بارے میں سب پتہ کروا سکتے ہیں۔"

"بیٹا مگر معزرت خواہ ہوں کہ میں آپ کو اپنے گھر میں جگہ نہیں دے سکتا۔"وہ سانس لینے کو چند لمحوں کے لیے رکے پھر بولے۔۔۔۔

"میری جوان بیٹیوں والا گھر ہے لوگ سو سو باتیں بنائیں گے۔روپے پیسوں کی مجھے لالچ نہیں۔تم بے شک میرے جاننے والے اور نیک بچے ہو مگر میری مجبوری کو سمجھنا۔۔۔"

"چچا سائیں آپ معزرت کر کہ مجھے شرمندہ مت کریں۔مجھے اچھا نہیں لگتا ایسے۔۔آپ بڑے ہیں۔بس حکم کریں۔۔۔مجھے بالکل بھی برا نہیں لگا آپ کا انکار کرنا۔۔۔بلکہ مجھے تو خوشی ہو رہی ہے کہ آپ نے مجھے اپنا سمجھا اور اپنے بلا جھجھک مجھے سب کہہ دیا۔

چچا سائیں میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔۔" اس نے باادب طریقے سے کہا۔

"ہاں بتاؤ بیٹا۔۔۔اب تمہیں اپنا بیٹا کہا ہے تو اس کا مان بھی رکھنا ہے۔"

وہ اس کا شانہ تھپتھپا کر کر بولے۔۔۔۔

"چچا سائیں! میں بات گھما پھرا کر کرنے کا عادی نہیں اسی لیے صاف صاف بات کرتا ہوں۔۔۔اصل میں میرا یہاں آنے اور رہنے کا ایک خاص مقصد تھا۔" شبانہ اور صابر حسین نے جانچتی ہوئی نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

"میرے بابا سائیں چاہتے تھے کہ میرا آپ کے خاندان سے رشتہ جڑ جائے۔" اس کی بات سن کر شبانہ اور صابر حسین نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا اور نا سمجھی سے کندھے اچکائے۔۔۔

"میں آپکی چھوٹی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔میرے سر پہ کوئی بڑا نہیں جو یہ سب معاملات طے کرے اسی لیے خود عرض لے کر حاضر ہوا ہوں۔۔۔پیشگی معذرت اگر آپکو برا لگا ہو۔۔۔" صابر حسین اور شبانہ اس کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔۔۔۔

"تمہاری بیٹی حسنا سے شادی کے خواہشمند ہو؟؟؟" صابر حسین نے پوچھا۔۔۔

حسنا اور شاہانہ جو کمرے کے دروازے کی اوٹ میں چھپ کر انکی باتیں سن رہی تھیں

ایک دوسرے کو کہنیاں مار کر چھڑنے لگیں۔۔۔اور مسکرانے لگیں۔۔۔حسنا کے دل میں تو لڈو پھوٹ رہے تھے اس وقت۔۔۔۔

"میں آپکی بیٹی ماہ کی بات کر رہا ہوں۔"اس نے زرا کی زرا نظر اٹھا کر بتایا پھر نظریں جھکا لیں۔۔

"مگر بیٹا۔۔۔وہ تو ابھی پڑھ رہی ہے۔"صابر حسین نے کہا۔۔۔

"نا جی میں تو سمجھ رہی تھی کہ شاہانہ اور حسنا کے بارے میں بات کر رہے ہو۔۔مگر یہ تو وہ منحوس ماری۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ شماس کے سامنے اپنی زبان کے جوہر دکھاتی۔۔

"شبانہ!!"صابر حسین نے اسے اونچی آواز میں گھرکا۔۔۔۔

وہ منہ نخوت سے چہرہ پھیر گئی۔۔۔

"اچھا بیٹا تم نے اپنی بات مکمل کر دی ہے۔۔۔اب مجھے تھوڑا وقت دو سوچنے کے لیے کچھ دنوں تک جواب دوں گا۔۔"صابر حسین نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا۔۔۔

"جی ٹھیک ہے چچا سائیں مجھے انتظار رہے گا۔۔۔اپنا بہت سا خیال رکھیے گا۔۔۔پھر ملیں گے۔"اس نے صابر حسین سے ملکر الوداعی کلمات ادا کیے اور باہر نکل گیا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماہ چھت سے کپڑے اتار کر نیچے آ رہی تھی اس نے باہر نکلتے ہوئے شخص کی پشت دیکھی۔۔۔پھر نیچے آ کر کپڑے تہہ کرنے لگی۔۔۔۔

"یہ کیا میرے سر پہ رکھ دیئے کپڑے۔۔۔اندر رکھا نہیں۔" وہ تنفر زدہ آواز میں ماہ کی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔۔

انکا اس وقت بس نہیں چل رہا تھا کہ ماہ کا چہرہ تھپڑوں سے لال کر دیتی اگر اس وقت صابر حسین وہاں موجود نہ ہوتا۔۔۔۔

"ڈائن۔۔۔کلموہی۔۔میری بچیوں کا حق مار رہی ہے۔ابھی تو نا شکل ہے نا صورت۔۔ گھر بیٹھے بٹھائے اس منحوس کا رشتہ آ گیا۔۔" وہ دل ہی دل میں جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے لگی۔۔۔کیونکہ اونچی آواز میں کہتی تو صابر حسین سے سننے کو مل جاتی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شفق نے اپنے لالی پھیلائی اور نیا دن طلوع ہوا۔۔۔سب اپنے اپنے معمول کے مطابق اپنے مشاغل میں مصروف تھے۔۔۔

ڈائننگ ٹیبل پر سب ناشتے میں مشغول تھے۔۔۔

"اماں سائیں وہ آج شاہو شہر جا رہے ہیں اپنے کسی کام کے سلسلے میں مجھے بھی انکے ساتھ شہر سے کچھ شاپنگ کرنی ہے۔" دلنشین جو شہرام کی کرسی کے پیچھے کھڑی تھی۔

سبرینہ بیگم سے مخاطب ہو کر بولی۔

"مجھے تو بتایا ہی نہیں کہ تم بھی میرے ساتھ جانے والی ہو؟" شہرام حیرت سے پلٹ کر بولا۔۔

دلنشین نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں گھوری ڈال کر دیکھا۔۔۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے تیار ہو جاؤ واپسی پر شاپنگ کروا دوں گا۔" وہ گلاس میں جوس کا گھونٹ بھر کے بولا۔

"دراصل میں چاہ رہی تھی کہ فجر بھابھی اور اذلان بھائی کو بھی ساتھ لے جاتے۔ انکی بھی زرا آؤٹنگ ہو جاتی اسی بہانے۔۔۔"

شہرام کے حلق میں سے جوس کا گھونٹ گزرنا مشکل ہو گیا۔۔ وہ جو اپنا اور دلنشین کا اکیلے میں یادگار سفر گزارنے کے بارے میں نئی ترکیب سوچ رہا تھا۔ واپس پلٹ کر دلنشین کو دیکھنے لگا۔۔۔

"ان دونوں کو کوئی ضرورت نہیں ساتھ لے جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔" انہوں نے ناگواری سے کہا۔۔۔

فجر دلنشین کی طرف اترے ہوئے چہرے سے دیکھنے لگی۔۔۔

"ایسا کرو تم سب گھر ہی ٹھہرو۔۔۔مجھے بتادو کیا چاہیے تم لوگوں کو مجھے بھی شہر سے کچھ ضروری سامان خریدنا ہے۔میں شہرام کے ساتھ چلی جاؤں گی تم سب اپنے اپنے سامان کی لسٹ بنا کر مجھے دے دو۔" سبرینہ بیگم نے ان کا پلان ناکام بناتے ہوئے اپنا نیا پلان ترتیب دیا۔۔۔

دلنشین اور فجر ان کے انکار پہ دل مسوس کر رہ گئیں۔۔۔

"اسلام و علیکم اماں سائیں۔"سوہا نے حویلی میں داخل ہوتے ہی کہا۔۔۔

"کہاں کی تیاریاں ہیں؟؟"وہ خوشدلی سے پوچھنے لگی۔

"بس شہر جانے کی تیاری ہے۔چلو اب تم بھی آگئی ہے ان سب کے ساتھ یہیں رکو اور کچھ چاہیے تو بتا دینا۔۔میں لے آؤں گی۔"

صائم بھی سب کو سلام کرتے ہوئے وہیں بیٹھ گیا۔۔۔

جلال الدین اپنے کمرے میں چلے گئے جبکہ سردار حماد اور سردار واجد زمینوں کی طرف نکل گئے۔۔۔۔

شہرام اور سبرینہ بیگم شہر جانے کے لیے باہر نکل گئے۔۔۔۔

"آج شبانہ نہیں آئی؟؟؟"دلنشین نے ایک ملازمہ سے پوچھا۔۔۔

"نہیں بی بی جی ابھی تک نہیں آئی۔۔۔بس آنے والی ہی ہو گی۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ میں دوپہر کے کھانے کی تیاری کرتی ہوں۔"وہ صائم اور سوہا کے لیے دوپہر کے کھانے کا اہتمام کرنے کے لیے کچن میں چلی گئی۔۔۔۔

☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘

"ماہ۔۔۔اوماہ!!!!سن لے میری آواز۔۔۔۔کہیں مر مرا تو نہیں گئی۔۔۔؟"وہ اونچی آواز میں بولی۔۔۔۔

"آئی اماں سائیں۔"اس نے جوابا کہا اور تیز رفتار قدموں سے چلتے ہوئے شبانہ کے پاس آئی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کہاں مر گئی تھی؟؟؟میری آواز سنائی دیتی ہے کہ نہیں؟؟؟"

"اماں میں وہ کالج جانے کے لیے بیگ تیار کر رہی تھی۔۔"اس نے منمناتے ہوئے اپنی کاروائی بیان کی۔۔۔

"آج میرا سر بڑا دُکھ رہا ہے۔"وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی کنپٹیوں کو دباتے ہوئے بیزاری سے بولیں۔

"جا آج تو حویلی چلی جا میرے حصے کا کام نپٹا آ۔ورنہ بڑی بیگم صاحبہ ناراض ہوں گی۔"

"اماں مگر میرا کالج؟؟؟"اس نے ڈرتے ہوئے اپنا مدعا رکھا۔۔۔

"جاتی ہے یا لگاؤں جوتیاں دو سر پہ؟"وہ تڑخ کر بولیں۔۔۔۔

ماہ بے دلی سے کمرے میں واپس آئی۔۔اور چادر نکال کر سر پہ اوڑھے باہر نکلی۔۔

"اماں میں جا رہی ہوں۔"وہ انہیں بتاتے ہوئے گھر سے باہر نکلی۔۔۔۔

کچے پکے راستوں سے گزر رہی تھی۔یکدم اسے اپنے آس پاس وہی صندلی محسور کن مہک محسوس ہوئی۔اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے اس مہک کو اپنی سانسوں میں اتارا۔

"کیسی ہو؟؟؟"وہی دلکش لب ولہجہ۔۔

کچھ اسکی سحر انگیز آواز کا اثر تھا اور کچھ دھوپ کی تمازت کا۔۔۔اسکے گال دہک کر انار ی ہوئے۔۔۔

"آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے کہ مجھے آپ کی یاد آ رہی تھی؟"اس نے آہستہ آواز میں پوچھا۔۔۔وہ دکھائی نہیں دے رہا تھا صرف اسکی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔۔

"بس پتہ چل جاتا ہے۔تم بس آنکھیں بند کر کے مجھے یاد کرنا میں فوراً وہیں آ جاؤں گا۔"

"آپ آئیں گے نا؟"

"ملکہ کہے اور غلام حاضر نا ہو ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟"

سامنے اسے حویلی نظر آنے لگی۔۔۔وہ تیز قدم اٹھا کر وہاں پہنچ گئی آواز بھی سنائی دینا بند ہو چکی تھی۔

وہ اندر داخل ہو گئی۔

"ارے ماہ تم کیوں آئی؟" دلنشین نے اسے کچن میں دیکھ کر پوچھا۔

"وہ دراصل اماں کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسی لیے انہوں نے مجھے بھیج دیا۔آپ کام بتادیں میں سب کر دوں گی۔۔"

"ماہ میں کھانا تیار کر چکی ہوں۔۔تم ایسا کرو سارے برتن دھو لو۔۔۔اور کچن کی صفائی کر لینا۔۔۔اب میں تھوڑا سا آرام کروں گی۔۔"

"جی ٹھیک ہے۔"ماہ ادب سے بولی اور برتن دھونے لگی۔

جبکہ دلنشین اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

وہ برتن دھو کر جیسے ہی پلٹی اچانک کسی چٹان نما وجود سے ٹکرائی۔اپنے آپکو گرنے سے بچانے کے لیے مقابل کے کندھے پر ہاتھ جمائے وہ ڈگمگاتے ہوئے رکی۔۔جبکہ مقابل نے موقع دیکھ اسے اپنی بازوؤں میں بھرنے کی کوشش کی۔۔۔

حویلی کے نئے داماد کو وہ اپنے سامنے دیکھتی ہوئی سہمی تھی۔۔دھڑکنیں رک گئیں۔

"صاب جی۔۔"وہ سہمی ہوئی ہرنی کے مانند سانسیں روکے منمنائی۔۔۔

"شش !!"مقابل نے بے باکی سے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔

ماہ نے تڑپ کر فاصلے پر ہونا چاہا مگر اسکی گرفت اس کے بازوؤں پر مضبوط ہوئی۔۔اس نے تعجب سے اس شخص کو دیکھا۔

چہرے پر شدید ناگواری نمودار ہوئی جبکہ وہ لمبے چوڑے وجود کا مالک شخص اسکے سراپے کو دیکھ اپنی آنکھوں کو سیراب کر رہا تھا۔۔۔

"آپ؟؟آپ چھوڑیں مجھے؟؟"چہرے کی ناگواری سرخی میں ڈھلی تھی۔

وہ اسکی بازوؤں کو جھٹک کر جانے کے لیے بڑھی ہی تھی کہ۔۔لیکن اس نے جاتی ہوئی ماہ کی کلائی سے کھینچ کر اسکا رخ اپنی طرف موڑا۔۔ماہ کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔وہ تڑپ کر مڑی،نیلے سمندر جیسے نینوں میں ڈر ہلکورے لینے لگا۔

"تمہاری یہ سنہری رنگت بہت دلکش ہے۔آنکھوں سے سیدھا دل پر اثر کرتی ہے۔" اس کی گھمبیر آواز کانوں سے ٹکرائے اسکے دل کا حال عیاں کر گئی تھی۔

"آپ میرا ہاتھ چھوڑدیں سرکار۔"کلائی کو چھڑوانے میں سرگرداں وہ اپنی سانولی سی

بازو سرخ کروا چکی تھی۔

ضبط کی سرخی رخساروں پر نمایاں تھی۔آنکھوں سے موتیوں کا سیلاب امڈ آیا۔۔

"جب سے تمہیں شادی میں دیکھا تھا ایک بار اس سنہری رنگت کے چہرے کو چھو لینے کی خواہش من میں آبسی تھی اسی خواہش کی تکمیل کے لئے ہی یہاں آیا تھا۔"اسکے دمکتے ہوئے گال کو چھونے کے لیے ابھی ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ۔۔۔۔

"شرم نہیں آتی ابھی ایک مہینہ بھی نہیں ہوا ہماری شادی کو۔۔۔اور آپ یہ سب کرنے لگے۔۔"پیچھے سے سوہا کی آواز آئی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے فوراً مقابل کا حصار توڑا۔۔۔۔

"آ۔۔آئی ایم سس۔۔سوری! سوہا بس غلطی سے۔۔"صائم نے ماہ سے دور ہوتے ہوئے صفائی پیش کرنے کی کوشش کی۔۔۔

سوہا نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔۔۔

"کیا نظر آیا تمہیں اس کام والی کالی کلوٹی ماسی میں؟تف ہے تمہاری چوائس پر۔"وہ نخوت سے بولی۔

"تمہارا اسٹینڈرڈ اتنا گرا ہے۔۔۔"

وہ کم عمر، سانولی رنگت والی کام کرنے والی کو سر تا پا تنفر زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے دھاڑی۔۔۔

"سوہا میری بات تو سنو!!" صائم نے اسے پیچھے سے آواز لگائی مگر وہ ان سنی کرتے ہوئے غصے سے پیر پٹختی ہوئی باہر نکل گئی۔۔۔۔

"چلو اچھا ہوا کباب میں ہڈی نکل گئی۔" وہ نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دبا کر خباثت سے بولا۔۔۔اور ماہ کی طرف بڑھا۔۔۔

اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ ماہ نے ڈر سے فوراً اپنی آنکھیں میچ لیں۔۔۔

"تم بس آنکھیں بند کر کے مجھے یاد کرنا میں فوراً وہیں آجاؤں گا۔" اسکی وہی سحر انگیز آواز اسکے کانوں میں سنائی دی۔۔۔

ماہ نے اسے یاد کیا۔۔۔۔

"پلیز دور رہیں مجھ سے۔" وہ اسے اپنے بالکل قریب دیکھ کر دھمکی آمیز انداز میں بولی۔

"تم مجھے منع کر رہی ہو مجھے۔۔۔" وہ اسکی کلائی کھینچ کر بولا۔۔۔۔

"پلیز مجھے جانے دیں۔۔۔میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟" اس بار وہ اسکے تیور دیکھ منت

سماجت پر اتر آئی۔۔۔

صائم بغیر رکے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اُس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"دیکھیں میں کہہ رہی ہوں وہی رہیں۔۔ ورنہ۔۔ ورنہ میں انہیں بلا لوں گی۔" ماہ نے پل پل اپنی طرف بڑھتے قدموں کو دیکھتے ہوئے کمزور لہجے میں دھمکی دی۔

"اوہ! تو بلاؤ جس بھی ٹُطرم خان کو بلانا ہے بلاؤ۔۔۔" غضبناک اور چبھتے ہوئے لہجے میں کہتا وہ مسلسل اس کی طرف پیش قدمی کر رہا تھا۔

"میں بھی دیکھتا ہوں آج تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟؟" وہ اسکو اپنی بانہوں میں بھرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"آپ کو ایک بار کی بات سمجھ نہیں آتی کیا۔۔۔۔ دور رہیں مجھ سے۔۔"

"نہیں آتی!" وہ مکار ہنسی ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

اسکے اتنا کہنے کی دیر تھی کہ کوئی اسے گھسیٹتا ہوا دیوار کے ساتھ لگا گیا۔۔۔۔ وہاں کوئی ایسا تھا جو صائم کو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ کسی نے اسے انجانی ان دیکھی فولادی گرفت میں دبوچ کر دیوار سے لگا دیا۔۔۔

"آہھہ۔۔۔۔" وہ اب گردن بھی نہیں ہلا پا رہا تھا۔۔۔۔

کسی نے اسے دیوار کے ساتھ لگے اتنا اوپر اٹھا دیا کہ اس کے پاؤں ہوا میں معلق ہو گئے زمین سے کئی فٹ اونچے۔۔۔۔

وہ حیرت انگیز نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا مگر اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔۔۔

"ب۔۔۔۔ب۔۔ب۔۔۔بچ۔۔۔بچا۔۔۔ؤ۔۔"کی گھٹی گھٹی آواز بھی حلق سے بر آمد نہیں ہو پا رہی تھی۔۔

ماہ جو اُس سے بچنے کے لیے تیزی سے دور ہونے کی کوشش کر رہی تھی بوکھلاہٹ میں دوسری طرف بھاگی تھی، جہاں صائم کا ہاتھ لگنے سے فرش پہ بکھرے کانچ کے ٹکڑے پاؤں میں چبھنے پر کراہ کر نیچے گری۔

شاس جس نے صائم کو اپنے ہاتھ میں قابو کر رکھا تھا ماہ کے درد سے کراہنے پہ اسکی طرف متوجہ ہوا اور اسکے خون آلود پاؤں کو دیکھ کر صائم کو چھوڑے فوراً اُس کی طرف گیا۔۔۔

صائم اپنی گردن پہ ہاتھ رکھے بری طرح کھانسنے لگا۔۔سانس لینے میں دشواری پیش آ رہی تھی۔۔۔ تنفس بری طرح بگڑ چکا تھا۔۔وہ وہیں گر گیا۔۔اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا۔۔۔۔

"آئیں گھر چلیں ملکہ۔۔"ماہ کو اسکی آواز بہت قریب سے سنائی دی۔۔شاس نے اس کا

ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔۔ماہ کو ایسا لگا کہ اس نے اپنا ہاتھ جیسے کسی دہکتے ہوئے کوئلے پر رکھ دیا۔۔۔

شماس کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس نے فوراً اپنا ہاتھ ماہ کے ہاتھ سے نکال لیا جو اسے سہارا دے کر اٹھانے کے لیے استعمال کیا تھا۔۔۔

ماہ لڑکھڑاتے ہوئے آہستگی سے چلنے لگی۔۔۔۔

وہ اب حویلی سے باہر نکل گئے تھے۔۔۔چلتے چلتے فصلوں کے بیچ و بیچ پہنچ گئے تھے۔۔

"بہت شکریہ۔۔"ماہ نے دھیمی آواز میں کہا۔

"یہ میرا فرض تھا۔"

"آپ سامنے آئیں پلیز۔۔۔"اس نے التجائیہ انداز میں کہا۔

"جیسا آپ کا حکم ملکہ۔۔"وہ اس کے سامنے ظاہر ہوا۔۔

ہر بار کی طرح اسے سامنے دیکھ ماہ کی آنکھیں چمکنے لگیں۔۔وہ تھا ہی اتنا وجیہہ کہ اسے دیکھتے آنکھوں میں دیپ جل اٹھتے۔۔۔۔

"ایک بات پوچھوں آپ سے؟؟؟"وہ اسے نگاہوں میں بھر کر بولی۔۔۔

"جی۔۔۔پوچھیں ملکہ۔۔"

"آپ کون ہیں؟؟؟"

"میں جن زاد ہوں۔" شماس بن ضماد نے نتیجے کی پرواہ کیے بنا۔۔۔اسے حرف بہ حرف سچائی سے روشناس کرایا۔۔۔۔

ماہ اسے یک ٹک دیکھتی رہی۔۔ یہاں تک کہ شماس بن ضماد کا جسم اپنا خدوخال بدلتے ہوئے سُلگنے لگا۔اسکے خدشے کے مطابق ماہ کی نظروں میں ناڈر تھا نا خوف بلکہ محبت ہلکورے لے رہی تھی۔

"کیا آپ واقعی صرف میرے ہیں؟ میرے لیے یہاں آئے ہیں؟"

"جی ملکہ۔۔۔میں صدیوں سے آپ ہی کا تھا۔"

"آپ میرے لیے اور میں آپکے لیے۔۔۔بلکہ ہم دونوں ہی ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں۔۔" اسکے جواب پر ماہ بلااختیار اسکی طرف بڑھی۔

"ملکہ! وہیں رک جائیں میرے قریب مت آیئے گا۔" شماس بن ضماد نے دو قدم پیچھے لیتے ہوئے اسے خود تک آنے سے روک دیا تھا۔

"آپ نے ہی تو کہا کہ ہم ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں تو مجھے خود کے قریب آنے سے کیوں روکتے ہیں۔۔ میں اس بات کا یقین کرنا چاہتی ہوں کہ آپ سچ میں ہیں۔۔ اور صرف میرے ہیں۔۔۔ میں آپکو اپنے پورے ہوش وحواس میں چھو کر دیکھنا چاہتی

ہوں۔۔آیا کہ یہ میرا وہم ہے یا حقیقت۔۔۔"

وہ ہمیشہ اس سے بات کرنے کے بعد یقینی بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا رہتی اور خود سے الجھتے رہتی کہ وہ سب سچ ہے یا اسکی بنائی ہوئی اپنی ہی کوئی خیالی دنیا۔۔۔آج وہ اسکو محسوس کیے سارا سچ جان لینے کی متمنی تھی۔۔۔

دن رات یہ سوچ اسے پاگل کیے دے رہیں تھیں۔

شماس بن ضماد نے کرب سے اسکا زرد پڑتا ہوا چہرہ دیکھا۔۔۔

"میں حقیقت ہوں یہ آپکا دل جانتا ہے۔مجھے چھونے سے آپکو تکلیف ہو گی۔میرا لمس میرا احساس آپکا جسم سہہ نہیں پائے گا۔۔آپ سمجھتی کیوں نہیں ملکہ۔۔میں آگ ہوں اور یہ آگ آپ کو جلا کر بھسم کر دے گی۔"وہ بے بسی سے بولا۔

"جب ہمارا قریب آنا ممکن نہیں تھا تو کیوں مجھے اس خاردار راہ کا مسافر بنایا۔۔۔"وہ اپنے اندر بھری تلخیاں اس پہ انڈیل گئی۔۔

"جب بھی آپ میرے پاس آتے ہیں آپکی خوشبو مجھے آپکے آنے کی خبر کر دیتی ہے، کیسے اپنی سانسوں سے جدا کروں اس مہک کو؟؟؟"

"میں آگ ہوں۔۔۔میں صرف جلانا جانتا ہوں۔۔میرا قرب میرا لمس آپکو خاکستر کر دے گا۔۔یہ ممکن نہیں۔۔۔ضد نا کیجیے ملکہ!"

اسے ساری حدود و قیود بھلائے اپنی طرف بڑھتا دیکھ۔۔۔وہ بے خود سا ہو رہا تھا۔۔۔

من مندر میں پنہاں سوئے ہوئے جذبات کے سمندر میں اسکی خود سے پیش قدمی پر طلاطم برپا ہونے لگا۔۔۔۔

"نہیں ملکہ۔۔۔"ماہ اسکی التجاء پر رک گئی۔۔۔

اپنی جلد بازی اور بے خودی کا عمل سمجھ میں آنے پر شرمندگی سے اسکے چہرے پر گلال بکھرا۔۔

جبھی بات بدلنے کو بولی۔۔

"آپکو پتا ہے شماس۔۔میں بچپن سے کبھی بھی خود کو اکیلا محسوس نہیں کرتی حالانکہ میں اپنے حقیقی والدین سے بچھڑ چکی ہوں۔۔ نجانے وہ کہاں ہوں گے؟سب نے ہمیشہ میرے رنگ کو لے کر مجھے حقیر جانا۔۔۔مجھے کمتر محسوس کروایا۔۔۔۔لیکن میں نے ہمیشہ اپنے پروردگار سے صدق دل سے کسی کی پر خلوص،بناغرض کی محبت پانے کی دعا کی تھی،چاہے جانے کی منتیں مانی تھیں۔ساری دنیا مجھے دھتکار دے مگر کوئی ایک تو اس دنیا میں ایسا ہو جو مجھے چاہے۔"

وہ اپنے دل کے نہاں خانوں میں چھپی ہوئی باتیں اسے بتاتے ہوئے نجانے کب چلتے ہوئے اسکے قریب آ گئی۔

"خدا نے میری سن لی۔۔۔آپ کی صورت میں !! مجھے لگتا ہے جیسے میری روح آپکو صدیوں سے جانتی ہے۔میرا یہ دل آپکے نام پہ دھڑک اٹھتا ہے۔"

ماہ کے اظہار محبت پہ شماس بن ضماد کا دل سرشار ہوا۔۔۔

وہ خود کو خوش قسمت تصور کرنے لگا۔۔ بھلا محب کے لیے اس سے بڑھ کر خوبصورت لمحہ اور کیا ہو گا جب محبوب اس سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا ہو۔۔۔

"ملکہ ! بے شک آپ نے ان اٹھارہ سالوں سے اپنی محبت کی تمنا کی ہو گی مگر۔۔۔۔"

وہ ایک پل کے لیے خاموش ہوا۔۔

ماہ نے اسکی سرمئی آنکھوں میں دیکھا۔۔جہاں بھسم کر دینے والے شعلے بھڑک رہے تھے۔۔۔۔اسکی لال انگارہ آنکھوں میں جنون تھا۔۔۔

"لیکن آپ میری کئی صدیوں کی ریاضت ہیں۔۔دن رات خدا سے آپکا ساتھ مانگا ہے۔"ماہ نے شماس بن ضماد کے جواب پر بے خود ہوتے ہوئے اسکے شانے پر سر رکھ دیا۔

(تمام آدم زاد ہم جن زادوں کا نام سن کر ہی خوف کھاتے ہیں۔یہ عجب ہیں جو ہم سے ڈرتی نہیں۔۔بلکہ ہماری قربت کی طلبگار بن بیٹھی ہیں)اس نے سوچا۔

"شماس سنیں نا۔۔"

شماس نے گردن ترچھی کیے اس پہ نگاہیں جمائیں جو اسکے بے حد قریب اسکے شانے سے لگی ہوئی تھی۔۔۔

"جی سنائیں ملکہ۔۔"

"میں جلنا چاہتی ہوں۔"ماہ نے اسکے سرخ ہوئے انگارے جیسے گال پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

ماہ کی خواہش سن کر شماس کا جسم آگ کی طرح تپنے لگا۔۔۔

دونوں کے دلوں میں لگی آگ کسی طور نا بجھتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔۔۔ لگتا تھا اب یہ آگ دونوں میں سے کسی ایک کو جلائے بغیر کسی صورت ٹھنڈی نہیں ہو گی۔

شماس نے اسکی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اسے نرمی سے اپنے حصار میں لے لیا تھا۔

دونوں جیسے کسی پر فسوں طلسماتی لمحے کے زیر اثر تھے۔شماس کی گرفت میں جاتے ہی جیسے اسے ہوش آیا۔۔۔ایک اجنبی نامحرم مرد کی قربت؟ نہیں۔۔یہ سب ٹھیک نہیں ہے۔اگر کسی نے دیکھ لیا تو؟سارے گوٹھ میں بدنامی ہو گی۔اس نے دور ہونے کی کوشش کی لیکن یہ کیا؟اسکا جسم تو جیسے مفلوج ہو چکا تھا۔وہ چاہ کر بھی ایک انچ اپنی جگہ سے نا ہل سکی۔۔۔

جبکہ شماس بن ضماد بس چپ چاپ اسے خود میں سموئے کھڑا تھا۔۔۔

"بہت جلد ہم محرم میں بدل جائیں گے پھر یہ دوریاں بھی ختم ہو جائیں گی۔۔آپ بنیں گی ہماری محرم؟؟"شماس بن ضماد نے اس کے کانوں میں جیسے سحر پھونکا۔۔۔

"اماں سائیں آپ شاپنگ کر لیجیے میں بھی اپنا کام نپٹالوں جب آپ فری ہو جائیں تو مجھے کال کر لیجیے گا میں فورا آجاؤں گا۔"شہرام نے سبرینہ بیگم سے کہا۔۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ میں کال کر لوں گی۔"شہرام نے ان کے نکلتے ہی گاڑی آگے بڑھا دی۔

سبرینہ بیگم شہر میں موجود ایک بڑے مال میں شاپنگ کر رہی تھی۔۔

"صا۔۔۔صائم کیا ہوا آپکو۔۔۔"سوہا نے جب کافی دیر تک صائم کو نا دیکھا تو واپس بھاگتی ہوئی کچن میں آئی جہاں صائم بے ہوش پڑا دکھائی دیا۔۔وہ اسکا گال تھپتھپا کر کر اسے ہوش دلاتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔۔۔مگر بے سود۔۔۔۔

"غلامو۔۔۔۔او۔۔۔۔غلامو۔۔۔"اس نے ملازم کو بلند آواز سے بلایا۔

"جی بی بی جی۔۔۔"وہ مؤدب انداز میں آکر اسکے پاس کھڑا ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"غلام و صائم کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے انہیں سہارا دے کر ارحام کے کلینک تک لے چلو جلدی۔"اس نے تفکر بھرے انداز میں کہا۔

پھر وہ دونوں صائم کو سہارا دیئے گاڑی میں بیٹھے اور کلینک چلے گئے۔۔۔

"ارحام۔۔۔دیکھو انہیں کیا ہوا ہے۔"سوہا بے چینی سے دوڑتے ہوئے ارحام کے پاس آکر بولی۔

"آپ بیٹھ جائیں سوہا آپی میں دیکھتا ہوں انہیں۔۔انکا گلہ دبایا گیا ہے اور وہ بھی بہت برے طریقے سے۔۔۔انکا تنفس بحال نہیں پوری طرح سے۔۔۔انہیں شہر لے جانا ہو گا وہاں کچھ ٹیسٹ ہونے کے بعد پتہ چلے گی اصل وجہ۔۔۔۔۔"

"پھر ارحام تم انہیں میرے ساتھ لے کر چلو۔"

"ٹھیک ہے میں کلینک بند کر دیتا ہوں تو چلتے ہیں۔"وہ صائم اور سوہا کے ساتھ شہر کے ایک بڑے ہسپتال میں جانے کے لیے نکل گیا۔۔۔۔

قریبا دن شام میں ڈھلنے والا تھا جب سبرینہ بیگم شاپنگ سے فارغ ہوئی تو انہوں نے شہرام کو کال ملائی۔

"آجاؤ شہرام میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں اسی مارکیٹ کے اینڈ میں آجاؤ۔"

"جی اماں سائیں۔مجھے بس دس منٹ کا وقت دیں میں راستے میں ہوں۔"اس نے تیزی سے کہتے ہوئے موبائل ڈیش بورڈ پر رکھا۔۔۔مگر سامنے سے آتی ہوئی تیز رفتار بائیک کو دیکھ کر اس نے موڑ کاٹنے کی کوشش کی جو ناکام رہی اور دوسری گاڑی سے ایک جاندار ٹکر کے نتیجے میں گاڑی کا توازن بگڑ گیا۔۔۔۔

اسکی گاڑی بے قابو ہوئی۔۔۔دوسری گاڑیوں میں لگی۔۔۔اور اس کا دائیاں بازو گاڑی کے سائیڈ شیشے سے بری طرح متاثر ہوا۔۔۔۔

اب اس کا سر جو شیشے سے باہر لڑھک چکا تھا اور وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوا بیچ سڑک میں بے یار و مددگار پڑا تھا۔۔۔۔

اسکی بند ہوتی آنکھوں نے یہ آخری منظر دیکھا کہ کچھ لوگ اسکی طرف بھاگ کر آرہے تھے۔۔کانوں میں بھانت بھانت کے لوگوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں مگر سب آوازیں آپس میں گڈمڈ ہو گئیں۔۔۔۔

سبرینہ بیگم وہیں مال کے باہر کھڑی نجانے کب سے اسکا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔کہ اچانک ان کے موبائل پر آتی ہوئی کال نے ان کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔۔۔۔

شہرام کے موبائل سے لاسٹ کال سبرینہ بیگم کو کی گئی تھی۔۔۔

اسی لیے شہرام کے موبائل سے ایک راہ گیر جس نے سارا معاملہ ہینڈل کیا تھا اور شہرام کو سب لوگوں کے ساتھ مل کر ہاسپٹل پی پہنچایا تھا۔اس نے لاسٹ ڈائلڈ نمبر پہ کال کر کے سبرینہ بیگم کو اس کے ایکسیڈنٹ کی خبر دے دی۔۔۔۔

سبرینہ بیگم کیب لے کر فوراً اس آدمی کے بتائے ہوئے ہاسپٹل میں پہنچ چکی تھیں۔

انہوں نے حویلی کے نمبر پر کال ملائی۔۔۔

دلنشین جو لاؤنج میں سوہا کو دیکھنے کی غرض سے اپنے کمرے سے باہر آئی تھی۔فورا لپک کر کال ریسیو کی مگر آگے سے جو خبر سننے کو ملی اس کی جان نکالنے کے مترادف تھی۔۔۔۔

"دادا سائیں۔۔" وہ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بنا جلال الدین کے پاس پہنچی۔۔۔۔

"کیا ہوا؟؟ کیوں گھر سر پہ اٹھا رکھا ہے؟" وہ اسکی اونچی آواز سن کر غصے میں بولے۔

"دادا سائیں۔۔۔اماں سائیں کا فون آیا ہے وہ۔۔۔وہ۔۔۔بتا رہی ہیں۔۔۔کہ ش۔۔۔ شاہو کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے وہ۔۔۔ ہسپتال میں ہے۔" پھولی ہوئی سانسوں سے وہ لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بمشکل بولی۔۔۔

اسکی حالت شہرام کے بارے میں سن کر یوں تھی گویا کاٹوں تو بدن میں لہو نہیں۔۔۔

جلال الدین نے یہ خبر سنی تو انکے بھی ہاتھ پاؤں پھولنے لگے۔۔۔۔

"میں ابھی نکلتا ہوں شہر کی طرف۔۔" وہ تیزی سے باہر کی طرف نکلے۔۔۔۔

"دادا سائیں! مجھے بھی آپکے ساتھ جانا ہے شاہو کو دیکھنے۔۔" دلنشین نے روتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو۔۔۔" انہوں نے بنا پلٹے ہوئے جواب دیا۔

"کہاں جا رہی ہو دلنشین؟؟" فجر اور اذلان جو باہر صحن میں موجود تھے پھولوں کی کیاری کے پاس انہوں نے دادا سائیں اور دلنشین کو تیزی سے باہر کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو ان سے پوچھے بنا نہ رہ سکی۔۔۔۔

"بھابھی شاہو کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔اور چادر سے اپنا چہرہ صاف کیا۔۔۔

"میں بھی جاؤں گا۔۔میں بھی جاؤں گا۔" اذلان کو کچھ بھی سمجھ نا آئی مگر اس نے جانے کی رٹ لگا دی۔۔۔۔

"اسے اندر لے جاؤ۔۔" جلال الدین نے فجر کو دیکھ کر کہا۔۔۔

فجر نے انکی بات پر تائیدی انداز میں سر ہلایا اور اذلان کو بازو سے پکڑ کر پیار سے

سمجھاتے بجھاتے اندر لے جانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔۔" جنونی کیفیت میں وہ فجر سے اپنا آپ چھڑوا چکا تھا اور اب کیاری میں لگے سارے پودوں کو کھینچ کر جڑ سے اکھاڑ رہا تھا اس نے چند منٹوں میں وہاں موجود ایک کے بعد ایک ہر چیز کو تباہ کر دیا۔۔۔ وہاں موجود کرسیوں اور میز کو اٹھا اٹھا کر زمین پر پٹخ رہا تھا اور فجر کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے کیسے اُسے روکے۔۔۔۔

"اذلان جی۔۔۔۔۔۔"

فجر اسکی اس عجیب و غریب حالت کو دیکھ کر متوحش ہو چکی تھی مگر خود کو سنبھالتی گھبرا کر اُسکی طرف بڑھی۔۔۔ اُس وقت وہ جس حالت نے تھا کچھ بھی کر سکتا تھا فجر کے پیر میں کانٹے چبھ رہے تھے۔۔ جو پھولوں کے ساتھ ٹوٹ کر زمین پر بکھرے ہوئے تھے مگر وہ اپنی تکلیف کو نظر انداز کر رہی تھی۔۔۔

جلال الدین نے اُسکی پشت سے لگتے ہوئے دونوں ہاتھ باندھتے ہوئے اُسے مضبوطی سے پکڑ لیا تھا وہ انکی جانب پلٹا اُسکا چہرہ دیکھ کر فجر کو پہلی دفعہ بہت ڈر لگا غصے سے بھری آنکھیں سرخ ہو گئی تھی بکھرے بال اور پسینے سے بھیگا چہرہ جس پر دنیا بھر کی سختی تھی اُس نے دلنشین کے ہاتھ ہٹا کر اُسے دھکا دیا اور اپنا سر مشتعل ہو کر دیوار سے مارنے لگا کہ اگر اسکی بات نا سنی گئی تو وہ کچھ بھی کر ڈالے گا۔۔۔۔

"نہیں اذلان جی رک جائے پلیز۔۔۔" فجر بے بسی سے روتے ہوئے اُسکا بازو پکڑے اُسے روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔۔" جلال الدین اور دلنشین جو شہر نکلنے والے تھے اذلان کی ضد کو دیکھ کر اور بھی پریشان ہو گئے۔۔۔

"بھابھی کیسے اکیلی سنبھالیں گی بھائی کو۔۔" دلنشین نے کہا۔۔۔

"چلو ان دونوں کو بھی ساتھ لے چلو۔" انہوں نے گاڑی میں بیٹھتے ہی ڈرائیور کو گاڑی سٹارٹ کرنے کے لیے کہا اور حماد اور واجد کو کال کر کے ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب وہ چاروں بھی شہر کے راستے پر گامزن ہوئے تھے۔۔۔

"آپ ٹھیک ہیں نا؟؟؟" فجر نے پوچھا۔۔۔

اذلان اُسے غصے سے دیکھ رہا تھا فجر نے اپنے کانپتے ہاتھوں سے اُسکا چہرہ تھاما تھا۔

"پلیز اذلان جی ایسا مت کریں خود کو مزید تکلیف مت پہنچایئے آپ جانتے ہیں آپکو چوٹ لگتی ہے تو مجھے بھی درد ہوتا ہے اور آپ ہی نے کہا تھا نا کہ آپ اپنی گڑیا کو روتا نہیں دیکھ سکتے۔"

وہ اُسے اتنے قریب سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی اور اذلان خالی خالی نظروں سے اُسے دیکھنے لگا جیسے اُس نے کچھ سنا ہی نہ ہو اُسکا سختی سے بھینچے لب دھیرے سے کھلے تھی اُسکا چہرے پر کوئی سختی نہیں تھی اُس نے دھیرے سے آنکھیں بند کی اور اسکا سر فجر کے کندھے پر گر گیا۔۔۔۔

سارے راستے وہ فجر کے شانے پر سر رکھے ہوئے سوئے رہا۔۔۔

ان تینوں نے شکر ادا کیا کہ اذلان پر سکون ہو گیا ہے۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

"دیکھیے ہم نے انکا تفصیلی چیک اپ کیا ہے انکے گلے کی ایسی رگیں ڈیمیج ہو گئی ہیں جن کا تعلق قوت گویائی یعنی آواز سے ہے۔۔۔بہت مشکل ہے کہ اب یہ بول سکیں۔"

ڈاکٹر نے اپنے ماہر پیشہ ورانہ انداز میں کہا۔

"مگر ڈاکٹر اس جدید دور میں اس کا علاج ناممکن نہیں۔۔"ارحام نے کہا۔

"یقیناً کچھ بھی ممکن نہیں مگر انکا ایک آپریٹ کیا جائے گا پھر شاید کچھ ہو جائے۔۔"

"کتنے فیصد چانسز ہیں؟؟؟"ارحام نے سپیشلسٹ سے پوچھا۔۔۔

"ابھی کچھ کہہ نہیں سکتے یہ ان پر پی ڈیپینڈ کرتا ہے۔"ڈاکٹر گہری سانس لیتے ہوئے

بولے۔۔۔

سوہا پر امید نظروں سے ارحام کو دیکھ رہی تھی۔۔وہ دونوں ڈاکٹر کے کیبن سے باہر نکل آئے۔۔۔

"آپی آپ فکر مت کریں۔۔ان شااللہ بہت جلد صائم بھائی ٹھیک ہو جائیں گے۔" ارحام نے تسلی بخش انداز میں کہا۔

سوہا نے ممنون نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے اسکا شکریہ ادا کیا۔۔

سب ہسپتال پہنچ چکے تھے۔۔اور ڈاکٹر کا انتظار کر رہے تھے جو نہی ڈاکٹر باہر آئے سب ایک ساتھ ان کی طرف لپکے۔۔۔۔

"دیکھیے پلیز حوصلہ رکھیے ۔"ڈاکٹر نے انکے پریشان چہروں کو دیکھ کر تسلی آمیز نظروں سے دیکھ کر کہا۔۔۔

"پیشنٹ کی طبیعت اب ٹھیک ہے۔انکا دایاں بازو فریکچر ہو گیا ہے۔ سر اور جسم پر خراشیں آئی ہیں وہ بھی جلد ہی مندمل ہو جائیں گی۔"ڈاکٹر کی بات سن کر سب کی جان میں جان آئی۔۔۔۔اور ان کے کب سے رکے ہوئے سانس بحال ہو گئے۔۔۔

"ابھی پیشنٹ دوائیوں کے زیر اثر ہیں کچھ دیر بعد ہوش آئے گا۔"

جیسے ہی شہرام کو وارڈ میں منتقل کیا سب باری باری اس سے ملنے کے لیے اندر گئے اور اس کا حال دریافت کیا۔۔۔۔

بس دلنشین اور اذلان فجر تینوں باہر تھے۔۔۔۔

"ڈاکٹر کب تک ہم شہرام کو واپس لے جا سکتے ہیں؟" سردار واجد نے پوچھا۔

"کل صبح انہیں ڈسچارج کر دیں گے۔"

"جی ٹھیک ہے۔"

"میں نے ڈاکٹر سے پوچھا ہے وہ کہہ رہے ہے کل صبح شہرام کو ڈسچارج کر دیں گے۔ ایسا کریں آپ سب لوگ واپس حویلی چلے جائیں میں اسکو ساتھ لے کر آ جاؤں گا۔"

"اب جب سب ساتھ آئے ہیں تو ساتھ ہی جائیں گے۔" جلال الدین نے خشمگیں نگاہوں سے دیکھ کر کہا۔۔۔

سب ان کی بات پر خاموش رہ گئے۔۔۔

"ٹھیک ہے تو میں پھر پرائیوٹ روم کا انتظام کرتا ہوں۔ جہاں شہرام کے پاس سب رک جائیں کیونکہ وارڈ میں تو اتنے لوگ اسکے پاس نہیں رک سکتے۔" سردار واجد نے

کہا اور ریسیپشن کی طرف چلے گئے۔۔۔

فجر اور اذلان باہر کوریڈور میں بینچ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک فجر کے دماغ نے کام کیا۔

"دلنشین میں یہیں کے ڈاکٹر سے اذلان کے بارے میں بات کروں؟؟؟"

"ٹھیک ہے بھابھی مگر دھیان سے۔۔میں شاہو سے ملنے اندر جا رہی ہوں۔آپکے بارے میں سب نے پوچھا تو کہہ دوں گی کہ آپ اذلان بھائی کو نیچے گارڈن میں لے کر گئی ہیں۔"

"تھینکس۔"فجر نے ممنون نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بھابھی تھینکس کس بات کا۔۔یہ ہمارا فرض تھا جو آپ ادا کر رہی ہیں۔اللہ پاک آپ کو اپنے نیک مقصد میں کامیاب فرمائے۔"اس نے صدق دل سے دعا دی۔

"بھابھی یہ پیسے رکھ لیں۔۔"اس نے اپنے پلو سے بندھے ہوئے کچھ نوٹ نکال کر فجر کی طرف بڑھائے۔

"رکھ لیں بھابھی ڈاکٹر کی فیس کے لیے پیسوں کی ضرورت پڑے گی۔مجھے پتہ ہے آپکے پاس نہیں ہوں گے۔"فجر نے اسکے ہاتھ سے پیسے لے کر اپنی مٹھی میں دبا لیے۔

"آیئے اذلان جی۔۔"

"کہاں جانا ہے گڑیا؟؟"

"آیئے تو اذلان جی میرے ساتھ۔۔"وہ اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لے گئی۔۔۔اور ریسیپشن سے ساری معلومات لیں کہ اس شعبے کا ڈاکٹر کس فلور پر ہے۔۔۔

"میں نے ان کا چیک اپ کیا ہے۔"

"مگر مجھے کچھ ٹیسٹ کرنے ہوں گے۔"

"ڈاکٹر میرے پاس آج رات تک کا وقت ہے۔میری کچھ مجبوری ہے پلیز بات کو سمجھنے کی کوشش کریئے گا۔کل صبح مجھے واپس جانا ہے۔آپکے جو بھی ٹیسٹ ہیں آج سب کر لیں۔مجھے ان کا علاج کروانا۔۔۔"

"چلیں ٹھیک ہے۔آپ باہر ٹیسٹ کے لیے ڈیوز جمع کروا دیں میں انکا بلڈ سیمپل لے لیتا ہوں۔۔اور لیب اسسٹنٹ سے کہہ دیتا ہوں کہ آج رات تک مجھے انکی رپورٹس دے دیں۔۔۔"

"بہت بہت شکریہ ڈاکٹر۔۔"فجر نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

"ڈاکٹر میں نے بہت مشکل سے اذلان جی کو یہاں آنے کے لیے راضی کیا ہے اُنھیں

انجکشن سے بہت ڈر لگتا ہے اُنھیں بہت غصّہ آئے گا سن کر۔۔۔۔"اُس نے اپنا ڈر بتاتے ہوئے کہا۔

عمر رسیدہ ماہر سائیکاٹرسٹ ڈاکٹر مسکرانے لگے۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔یہاں دِن بھر ان جیسے انجکشن سے ڈرنے والے کافی پیشنٹ آتے ہے ہم اُنہیں ہینڈل کر لینگے ڈونٹ وری۔"اُنہوں نے فجر کو تسلی دی لیکن وہ اب بھی پریشان تھی۔

"ازلان جی اگر میں آپ سے کچھ مانگوں تو آپ دینگے ؟"

وہ ڈاکٹر سے ساری بات کرنے کے بعد باہر بینچ پر بیٹھے ہوئے ازلان کے پاس آئی اُسے سمجھانے کی غرض سے۔۔۔

"مانگ لو پر میں اپنی گڑیا تمہیں نہیں دوں گا۔"

وہ سوچ کر اُسکی بات مانتے ہوئے بولا اُسکی بات پر فجر مسکرا دی۔

"تو چلیں آیئے پھر میرے ساتھ۔۔۔"وہ اسے اندر کمرے میں لائی جہاں ڈاکٹر موجود تھے۔۔۔وہ سرنج نکال رہے تھے۔۔۔۔

ازلان نے جب چمکتی ہوئی سرنج دیکھی تو اسکی آنکھوں میں خوف در آیا۔۔۔

"ازلان جی ڈاکٹر انکل آپ کا تھوڑا سا بلڈ نکالیں گے انہیں چاہیے پلیز۔۔"اُس نے جھجکتے ہوئے کہا۔۔۔کہیں ازلان اسکی بات پر پھر سے مشتعل نا ہو جائے۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔نہی۔گڑیا۔۔۔مجھے انجکشن نہیں لگوانا۔۔۔"ازلان فجر کے دونوں بازو پکڑ کر اسکے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

"کچھ نہیں ہوگا ازلان جی۔۔میں ہوں نہ آپکے پاس۔۔اِدھر دیکھیے میری طرف۔۔" فجر نے اُسکے پاس بیٹھتے ہوئے اُسکا چہرہ دونوں ہاتھوں سے اپنی جانب کیا ازلان اُسے خوفزدہ ہو کر دیکھنے لگا ڈاکٹر نے دوسری طرف سے آکر اُس کے بازو کو قابو کیا اور نبض ٹٹول کر سرنج ڈال دی۔۔۔پھر بلڈ سیمپل لینا چاہا۔۔۔جس پر ازلان نے زور سے چیخ ماری۔۔۔

"بس ہو گیا۔۔۔۔دیکھیے کچھ بھی نہیں ہوا۔"ازلان نے فجر کو غصے سے دیکھا اور پیر پٹختے ہوئے دروازے کی جانب بڑھا۔

"ازلان جی میری بات تو سنئے۔۔۔"فجر اُس کے پیچھے چلی آئی۔۔۔

"میں تمہاری کوئی بات نہیں سنوں گا تم گندی ہو۔مجھے تم سے بات نہیں کرنی۔"وہ فلور کی سیڑھیاں تیزی سے نیچے اترنے لگا۔۔۔

"سوری نا ازلان جی۔۔۔پلیز میری طرف دیکھیے تو صحیح۔۔۔۔"

اس نے تیزی سے اسکو جا لیا۔۔۔اور اس کے چہرے کا رخ اپنی طرف کیا۔۔۔

وہ خفگی سے پھولا ہوا چہرہ لیے اسے دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔۔اسکے ناراضگی کے انداز پر فجر کی ہنسی نکل گئی۔۔۔

"اب تو میں تم سے بالکل بھی نہیں بولتا تم ہنسی ہو نا مجھ پر۔۔۔مجھے درد ہو رہی ہے ابھی بھی۔۔۔تم مجھے لے کر گئی تھی اس گندے انکل کے پاس۔۔"وہ بازو اسکے آگے کرتے ہوئے بولا۔۔۔جہاں خون کی ابھی بھی بوند باقی تھی۔۔۔۔

فجر نے اپنی چادر کے کونے سے اسے جذب کیا۔۔۔

"میں اپنے اذلان جی کے لیے دعا کر کے یہاں پھونک مارتی ہوں پھر ا نہیں یہاں درد نہیں ہوگا۔"وہ اسے پچکارتی ہوئی بولی۔۔۔

"میں تم سے نہیں بولتا۔۔۔تم بھی گندی ہو اور وہ انکل بھی گندا ہے۔"

"اچھا میرے پیارے سے ہزبینڈ میں آپ سے سوری بھی تو بول رہی ہوں نہ۔۔۔"وہ مسکرا کر بولی۔

وہ دونوں نیچے آئے تو سامنے ہی ہاسپٹل کی کینٹین نظر آئی۔۔۔۔

"اذلان جی آپ کو چاکلیٹ کھانی ہے؟"اُس نے اذلان کی جانب سے آ کر پوچھا تو

ازلان نے اُسے خفگی سے دیکھتے ہوئے سے اثبات میں ہلا دیا مطلب اسے کھانی بھی تھی مگر غصہ بھی اپنی جگہ برقرار تھا۔۔۔

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کینٹین کی طرف گئی اور چاکلیٹ خرید کر اسے دی۔۔۔ازلان نے ریپر کھول کر چاکلیٹ کی بائیٹ لی۔۔اس نے دیکھا کہ فجر اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"میں نہیں دوں گا۔یہ ازلان کی فیورٹ ہے۔"اس نے چاکلیٹ اپنے پیچھے چھپائی۔۔۔

"میں آپ سے مانگ بھی نہیں رہی۔۔۔"فجر نے بھی ناراضگی دکھائی۔۔۔

"اچھا لے لو بائیٹ مگر چھوٹی سی۔۔۔"اس نے چاکلیٹ فجر کے منہ کی طرف بڑھائی۔

فجر نے چھوٹی سی بائیٹ لی۔۔۔

"اب صلح ہو گئی؟؟"فجر نے ابرو اچکا کر پوچھا۔۔۔

ازلان نے زور سے سر اثبات میں ہلایا تو فجر اسکے راضی ہو جانے پر دل ہی دل میں شکر ادا کرنے لگی کہ اسکی خفگی دور ہو گئی۔۔۔

سردار حماد شہرام کی ڈسچارج سلپ بنوانے گئے ہوئے تھے۔اور سب نکلنے کی تیاریوں میں تھے۔۔۔۔

فجر موقع دیکھ کر اذلان کو کینٹین سے کچھ دلوانے کے بہانے ڈاکٹر کے پاس آئی۔۔۔

"میں نے انکی ساری رپورٹس سٹڈی کی ہیں۔انکی میڈیسن میں پرابلم تھی جو انکی دی جا رہی تھیں۔۔ان کا پراپر ٹریٹمنٹ ہو گا اور شاید آپریشن بھی کرنا پڑے۔"

"ڈاکٹر اس پروسیجر میں کتنی دیر لگے گی؟"

"تقریباً ایک ماہ۔۔"انہوں نے بتایا۔

"ٹھیک ہے ڈاکٹر آپ مجھے اپنا کانٹیکٹ نمبر دے دیں۔"انہوں نے اپنا کارڈ اسکی طرف بڑھایا جو فجر نے پکڑ لیا اور اذلان کو ساتھ لیے باہر نکل گئی۔۔۔۔

راستے میں اس نے ساری تفصیل دلنشین کو بھی بتا دیں۔۔۔۔

ان دونوں نے حویلی جا کر آگے کے بارے میں سوچنے کے لیے کہا۔۔۔

آج سردار جعفری کا چالیسواں تھا۔۔۔جس وجہ سے صبح سے مردان خانے میں رشتے داروں اور جاننے والوں کی آمد شروع ہو گئی تھی۔۔۔وہ بھی معمول کے مطابق فجر کے وقت اُٹھ کر نماز پڑھنے کے بعد اپنے کام میں لگ گئی تھی۔۔لیکن ابھی تک معاذ کے علاوہ حویلی کے کسی فرد سے اس کا سامنا نہیں ہوا تھا۔۔مہمانوں کی وجہ سے آج کام

بہت بڑھ گیا تھا۔حویلی میں سب ہی افسردہ تھے کسی ملازم نے بھی ناشتہ بھی نہیں کیا تھا لیکن اُن کا حکم تھا مہمانوں کی خاطر میں کسی بھی قسم کی کمی نہیں ہونی چاہیئے۔۔ صبح سے دوپہر ہو گئی تھی لیکن وہ ابھی تک کچن میں ہی کھڑی تھی اور کوئی پچاس بار چائے اور شربت بنا چکی تھی۔۔اب پھر ریشماں اسے چائے کا کہہ گئی تھی وہ بھی چپ چاپ چائے بنانے لگی۔۔ لیکن اسکے دل ودماغ میں کل والی باتیں ہی گونج رہی تھیں۔۔۔ جن کی وجہ سے وہ کھوئی کھوئی سی تھی۔تب ہی معاذ نے کچن میں جھانک کر تیکھی آواز میں اسے مخاطب کیا۔۔۔

"تم یہاں فارغ کھڑی کیا کر رہی ہو؟میرے لیے چائے بنا کر بھیجو۔"لیکن وہ کچھ نہیں بولی کیونکہ وہ اپنے گھر والوں کے بارے میں سوچ رہی تھی جنھوں نے ایک بار بھی اسے مڑ کر نہیں دیکھا اور نا اس کے بارے میں کچھ پتہ کیا۔۔۔

"کیا میں ان پر بوجھ تھی جو انہوں نے مجھے اتار پھینکا؟"وہ انہیں سوچوں میں غرق تھی۔

"میں کچھ کہہ رہا ہوں تم سے۔۔"لگتا ہے کان پر تھپڑ پڑے گا تب ٹھیک سے سنائی دے گا۔۔"وہ اس کی لاپرواہی دیکھ کر اس کے سر پر آکر زور سے چیخا۔۔۔۔

"کب سے بکواس کر رہا ہوں میں!تم کچھ بول کیوں نہیں رہی۔۔"معاذ نے تھوڑا

آگے بڑھ کر غصے سے اُسے بازو سے پکڑا کر کھینچا تو اسکے ہاتھ میں پکڑی گرم چائے کی کیتلی زمین بوس ہو گئی اور ساری چائے اسکے دونوں پاؤں پر آ گری تھی۔

"آہ سسی۔۔۔" درد سے اک ہلکی سی سسکاری اس کے منہ سے نکلی اور آنکھیں پانی سے بھر گئیں۔چائے کے کچھ قطرے پاس کھڑے معاذ کے پاؤں پر بھی گرے تھے۔ جس پر وہ تو بھڑک اٹھا۔۔۔۔

"گنوار لڑکی۔۔۔! آنکھیں گھر ہی چھوڑ آئی ہو۔۔پاؤں جلا کر رکھ دیا میرا۔۔۔" اس نے بدتمیزی سے بولتے ہوئے کھینچ کے تھپڑ دعا کے منہ پر دے مارا۔وہ تو دائیں گال پر ہاتھ رکھے پھٹی پھٹی نظروں سے اُسے ہی دیکھے گئی۔۔اک پل کے لیے تو اسے اپنے پاؤں میں ہونے والی جلن بھی بھول گئی تھی۔۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں ؟" شور سن کر پلوشہ بیگم جو آج چالیسویں کے لیے کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔۔ جلدی سے بھاگ کر کچن کی طرف آئیں۔۔۔معاذ کو اپنی بیوی پر چلاتے دیکھ کر وہ وہیں دہلیز میں ہی رک گئیں۔۔۔

"ہونا کیا ہے ؟؟؟ اماں سائیں اس جاہل لڑکی نے سارا پاؤں جلا دیا میرا۔" اس نے دعا کو نفرت سے گھورتے ہوئے اپنے پاؤں کی طرف اشارہ کیا۔ان کی نظریں اس کے پاؤں سے ہوتے ہوئے دعا کے پاؤں کی طرف گئیں۔۔جو گرم چائے گرنے سے بری تھا

جھلس گئے تھے۔۔۔اور سرخی مائل دکھائی دے رہے تھے۔

"تمہیں تو اتنا خاص کچھ نہیں ہوا جبکہ دلہن کے تو دونوں پاؤں بری طرح سے جل گئے ہیں۔۔"پلوشہ بیگم فکر و پریشانی سے کہتے آگے بڑھی۔۔

"آپکو اس۔۔۔اس لڑکی کی فکر ستا رہی ہے۔۔جو ہمارے دشمنوں کے خاندان سے ہے؟؟؟"

"ریشماں۔۔۔او۔۔۔ریشماں۔۔۔"انہوں نے اپنی ملازمہ کو آواز دی۔۔

"جاؤ جا کر برنال لاؤ فرسٹ ایڈ باکس سے۔۔۔"انہوں نے دھیمے لہجے میں کہتے ہوئے اک سلگتی ہوئی نظر معاذ پر ڈالی اور دعا کو بازو سے پکڑ کر سہارا دیتی کچن سے باہر لے آئی۔۔دعا بھی اپنے جلے پاؤں کا درد بھول کر ٹرانس کی کیفیت میں چلتی ا کے ساتھ ہی باہر آ گئی۔۔انہوں نے دعا کو صوفے پر بٹھایا اور خود اس کے ساتھ بیٹھ گئیں۔۔۔

دعا تو یہی سوچ رہی تھی کہ جس طرح کا سلوک معاذ کا ہے ویسا رویہ ہی اس کی والدہ کا بھی ہو گا۔۔۔آخر ان کا سہاگ اجاڑا تھا اسکے والد نے۔۔۔۔

تب ہی معاذ غصّے میں پیچ و تاب کھاتا ہوا اُن کے سر پر پہنچ گیا۔

"معاذ میں کچھ بھی نہیں بھولی مگر میری ایک بات یاد رکھنا اس سب میں اس بچی کا کوئی قصور نہیں۔۔کسی اور کے گناہوں کی سزا اسے مت دو۔۔معاذ مجھے تم سے یہ امید قطعاً

نہیں تھی۔اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم اس سے ایسا سلوک کر رہے ہو تو میں بہت پہلے تمہیں روک دیتی۔۔۔اپنا اصلیت مت بھولو۔۔۔یہ تم نہیں۔۔۔۔غصے اور بدلے نے تمہاری عقل پر پردہ ڈال دیا ہے۔اگر تمہارے بابا سائیں زندہ ہوتے اور تمہارا یہ روپ دیکھتے تو کتنے ناراض ہوتے تم سے۔۔۔۔تم تو مثال تھے ہمارے لیے۔مجھے اس معصوم کے ساتھ تمہاری زبان اور سلوک دیکھ کر شرمندگی ہو رہی ہے اپنی تربیت پر۔۔۔آج تم نے میرا مان توڑ دیا۔۔۔میرے زندہ ہوتے تم۔۔۔۔!اِک جیتے جاگتے انسان کے ساتھ جانوروں والا سلوک نہیں کر سکتے کیونکہ یہ بھی اک انسان ہے اور اسے بھی بہت درد ہوتا ہے۔۔یوں انتقام میں اندھے ہو کر جیتے جی کسی انسان کو مارنا کہاں کی انسانیت ہے۔۔۔اور اگر اسے کچھ ہو گیا تو پھر کیا فرق رہ جائے گا ہم میں اور اس کے خاندان میں۔۔۔"وہ اٹل انداز میں بولیں۔۔

جبکہ معاذ جو غصے میں کھڑا تھا ان کی باتیں سن کر سر جھکا گیا۔۔۔

جبکہ دعا اپنی آنکھوں میں آنسو لیے ڈبڈبائی نظروں سے پلوشہ بیگم کو دیکھ رہی تھیں جو اسکی ڈھال بن رہی تھیں۔

"دعا تم اپنے کمرے میں جاؤ۔۔۔"پلوشہ بیگم نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔اس نے آنسو بھری آنکھوں سے اُنہیں دیکھا تو اُن کا دل کٹ کر رہ گیا۔وہ وہاں سے اٹھ کر خود کو گھسیٹتی ہوئی جانے لگی لیکن اس کے پاؤں نہیں لگ رہے تھے نیچے وہ

لڑکھڑا گئی۔۔

"ریشماں۔۔۔دلہن کو اسکے کمرے میں لے کر جاؤ اور دلہن جب تک تمہارے پاؤں ٹھیک نہیں ہوتے تم کمرے سے باہر مت آنا یہ میرا حکم ہے۔۔اگر کسی کو کوئی اعتراض ہے تو وہ مجھے آکر کہہ سکتا ہے۔"پلوشہ بیگم نے دعا کی حالت دیکھ کر اونچی آواز میں اپنا حکم سنایا۔۔۔

ریشماں نے بمشکل سہارا دے کر اسے کمرے تک پہنچایا پھر اسے بیڈ پر بیٹھا کر اس کے زخمی پاؤں اٹھا کر بیڈ پر رکھنے لگی۔۔

"تت۔۔تم رہنے دو۔۔مم۔۔میں خود کر لوں گی ریشماں۔۔"اس نے جلدی سے اُسے روکا۔اُسکے لہجے میں بھاری پن اور آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے۔۔اسکی حالت دیکھ کر ریشماں بھی رونے لگ گئی۔

"کیا ہوا ریشماں تم کیوں رو رہی ہو؟میری تو قسمت میں یہی سب ہونا لکھا ہے۔"

"بی بی جی سردار معاذ دل کے بہت اچھے ہیں۔۔بس ذرا غصے میں ہیں۔۔دیکھنا وہ آپکے ساتھ جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔"اس نے اپنے تیئں اسے تسلی دی۔۔۔

"مجھے اپنی زندگی میں اب کچھ بھی اچھا ہونے کی امید نہیں۔۔"وہ دل گرفتگی سے رندھی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔

"آپ لیٹ جائیں بی بی جی زیادہ باتیں نہ کریں۔۔۔! آپ کی طبیعت نہیں ٹھیک۔"
اس نے ریشماں کی بات سن کر اپنے دونوں پاؤں کو اٹھا کر بیڈ پر رکھا جس سے اٹھتی درد کی اک لہر اس پورے وجود میں سرائیت کر گئی تھی۔۔۔اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے آنکھیں بھینچ کر پاؤں سے اٹھتی درد کی ٹیسوں کو برداشت کرنے کی ناکام سی کوشش کی لیکن درد کی شدت بڑھتی ہی جا رہی تھی ۔۔

اتنے دیر صبر کے باوجود بھی وہ درد کو برداشت نہ کر پائی اور آخر کار اس کی بڑی بڑی آنکھوں سے آنسو چھلک ہی پڑے۔۔

گوٹھ میں جسے بھی پتہ چلا تھا کہ سردار شہرام کے ساتھ حادثہ ہو گیا ہے تو روزانہ کوئی نا کوئی مردان خانے میں اس کا احوال دریافت کرنے آتا۔۔۔۔

اس سلسلے کو قریباً ایک ہفتہ بیت چکا تھا۔شہرام کی طبیعت اب کافی بہتر تھی۔دلنشین نے اسکی خوب تیارداری کی۔شام ہوتے ہی اسے دوائی دے کر خود کچن کے کاموں میں مشغول ہو جاتی اور رات گئے روم میں آتی جب شہرام ادویات کے زیر اثر سو چکا ہوتا۔
آج شہر سے کچھ اسکے دوست ملنے آئے تھے جو رات گئے تک مردان خانے میں شہرام کے ساتھ رہے۔

دلنشین جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی سوئی تھی۔۔۔عالم خواب میں آنکھیں بند کیے اسے ہی خواب میں دیکھ رہی تھی۔۔۔بے شک وہ اپنے اور شہرام کے رشتے کو دماغی طور سے اتنی جلدی قبول نہیں کر پا رہی تھی مگر جب شہرام کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا تب سے اسے پتہ چل گیا تھا کہ شہرام اس کے لیے کیا ہے۔اگر اسکو کچھ ہوا تو۔۔۔یہ سوچ ہی اسکی جان نکال دیتی۔۔۔اسکا دل بری طرح دہل گیا تھا۔۔۔۔۔۔

شہرام نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا تو اسکی توقع کے مطابق اس کی دل سرکار سو چکی تھیں۔

ٹھنڈی آہ بھرتا وہ کمرے میں داخل ہوا اور دروازہ لاک کیا نائٹ بلب میں اپنے بیڈ پر مزے سے سوئی دلنشین کو دیکھ اسکے چہرے پر رومانوی تاثرات نمودار ہوئے آنکھوں میں شرارت لیے اپنی مخصوص چال چلتا وہ سامنے صوفے پر جا بیٹھا اور جیب سے سگریٹ نکال کر سلگائی اور لبوں سے لگالی۔۔۔کچھ دیر سگریٹ کے دھوئیں کے گول گول مرغولے بناتا ہوا میں تحلیل کر رہا تھا۔۔۔۔

ٹی پنک لپ اسٹک سے مزین شبنمی لبوں نے اسے اپنی جانب مائل کیا۔۔

"بہت کر لی دل سرکار آپ نے عیاشیاں اب اور نہیں۔۔۔۔آپ نے بہت تڑپا لیا اس ناچیز کو۔۔۔اب اور نہیں۔۔"

مدھم روشنی میں وہ اسکے حسین سراپے سے نظریں ہی نہیں ہٹا پا رہا تھا وہ ڈھیلا سا لائٹ پنک کلر کا لباس زیب تن کئے ہوئے تھی دوپٹہ ایک طرف پڑا تھا۔۔۔ کمفرٹر لینے کی کوشش بھی نہیں کی گئی تھی۔۔۔ جس میں اسکے جسمانی نشیب و فراز واضح ہو رہے تھے۔۔۔ شہرام اس کے وجود کو اپنے نظروں کے حصار میں رکھے ہوئے سوچ رہا تھا کہ کبھی اس نے دلنشین کو بغیر دوپٹے کے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ آج اس کا سراپا اسے بہکا رہا تھا۔۔ انگلیوں میں دبی ہوئی سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسل کر بوجھل قدموں سے چلتا ہوا بیڈ کے قریب آر کا۔۔۔ اور ہلکا سا جھک کر اسے دیکھنے لگا پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پر بکھرے بالوں کو نرمی سے کان کے پیچھے کیا اب وہ بغور اس کے وجود کا نظروں سے جائزہ لینے لگا۔۔۔

اس کے ناک میں چمکتی ہوئی لونگ اسے مسمرائز کر گئی۔۔۔

وہ اس کے قریب ہوتے ہوئے اس کی شہ رگ کو اپنی پوروں سے سہلانے لگا۔۔۔

"دنیا کی خوبصورتی آپ سے شروع اور آپ پر ہی ختم۔۔" وہ سرگوشی نما آواز میں اسکے کان کے قریب چہرہ کیے بولا۔۔۔۔

"میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا تم صرف میری ہو۔۔ نا کوئی تم سے پہلے تھی اور نہ کوئی تمہارے بعد میری آنکھوں میں ٹھہرے گی۔۔ میں نے تم سے محبت کی ہے دل

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سر کار!"

جذبات سے چور بہکے بہکے انداز میں وہ دلنشین پر جھکا تھا اور اسکے لبوں کو اپنے لبوں سے قید کر لیا شدت اس قدر تھی کہ بے خبر سوئی ہوئی دلنشین پہلے تو نیند میں کسمائی پھر سانس رکنے پر ہڑ بڑا کر بیدار ہوئی اور دونوں ہاتھوں سے زور لگا کر شہرام کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے خود سے الگ کیا اور گہرے گہرے سانس لینے لگی سانسیں ہموار کرتی وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے شہرام کو دیکھنے لگی۔جو اسکے بے حد قریب تھا۔۔۔

اور اب وہ بیٹھی گہرے گہرے سانس لینے کے ساتھ کھانس بھی رہی تھی آنکھوں میں پانی بھر گیا تھا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔؟؟"اسکے حلق سے گھٹی گھٹی آواز نکلی تھی آنکھیں بے تحاشہ سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔

"اسے بد تمیزی نہیں پیار کرنا کہتے ہیں۔۔ مگر مجھے لگتا ہے کہ یہ والے پیار محبت کی مثالیں آپکی ڈکشنری میں ناپید ہیں۔انہیں ہی آپکی ڈکشنری میں بھرنے کی ادنی سی کوشش کی ہے۔۔"

معنی خیزی سے کہتا وہ اسکے ہوش اڑا چکا تھا اب مکمل نیند اتر چکی تھی دلنشین کے حواس بیدار ہو چکے تھے دلنشین اسکے انداز پر اندر سے سہم گئی شہرام اسکا اڑا رنگ دیکھ کر خاصا

محظوظ ہوا۔۔۔

"تت۔۔تم دور رہو مجھ سے۔۔"وہ اسکی آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دیکھ کر واقعی سہم گئی تھی۔۔۔

شہرام اپنی شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا جسے دیکھ کر دلنشین نے نفی میں سر ہلایا۔

"شرم نہیں آتی تمہیں میرے ساتھ زبردستی کرتے ہوئے۔۔"

"بالکل بھی نہیں۔۔۔بہت وقت دے چکا میں تمہیں ہمارے نئے رشتے کو سمجھنے کے لیے مگر تمہارے تو نخرے برداشت سے باہر ہو گئے ہیں اب۔۔۔شوہر کے حقوق و فرائض کا کوئی احساس نہیں۔۔گھر والوں کی خدمتیں کرتی رہو۔۔۔شوہر جائے بھاڑ میں تمہاری بلا سے۔۔۔لیکن اب اور ڈھیل نہیں دوں گا۔۔۔تمہاری لگائی گئی تمام حدبندیوں کو توڑ دوں گا آج میں ۔۔۔"

دلنشین خوفزدہ ہرنی کی مانند ڈری ہوئی نظر آ رہی تھی۔۔۔

"نہیں شاہو۔۔۔کہہ دو کہ تم مذاق کر رہے ہو۔۔۔ایسا کچھ نہیں کرو گے تم۔۔۔ہے نا۔۔؟"وہ سراسیمہ انداز میں کہتی ہوئی تھوڑا پیچھے کو کھسکی۔

"میں ایسا ہی کچھ کرنے والا ہوں جس سے تم کل شرما جاؤ۔۔۔ہائے سچ میں تمہیں شرماتے ہوئے دیکھنے کی چاہ ہے بہت۔۔۔"

وہ شرٹ ایک طرف کو پھینکتے دلنشین پہ جھکا تو اس نے خوفزدہ ہوتے آنکھیں بند کر لیں۔۔

شہرام نے اسکا جائزہ لیا جو لرزتے ہونٹوں اور پلکوں سے وہ اسے بہکا رہی تھی۔۔۔

"ممم۔۔میں تمہاری جان لے لوں گی۔۔۔"وہ ہمت مجتمع کیے پھر سے اسکی خمار زدہ آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں گاڑے وہ غصے سے بولی تھی جبکہ اب شہرام نے اسے بیڈ پر لٹایا اور اسکے دونوں بازو اوپر کر کے مزید جھک کر اسکی راہ فرار کے راستے بند کر چکا تھا دلنشین بری طرح اس کی گرفت میں مچل رہی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے تمہاری یہ ننھی سی جان میری طاقت کا مقابلہ کر سکتی ہے؟"وہ جس انداز میں بول رہا تھا دلنشین کی جان پھر سے ہوا ہونے لگی مزید اسکی قربت اسے بے حال کر رہی تھی۔

"شاہو پلیز مجھے یہ سب پسند نہیں۔۔"

"دل سرکار۔۔ایک بار کرنے دیں پلیز۔۔۔پھر آہستہ آہستہ آپکو سب پسند آنے لگے گا۔۔"وہ اسکی بات کو مذاق میں اڑا گیا اور اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے تھے۔

"پھر آپ ہی کہیں گی شاہو پلیز مجھے پیار کرو نا۔۔آج تم نے مجھے پیار نہیں کیا۔۔۔"

دبی دبی "تت۔۔تم بہت گھٹیا آدمی ہو۔۔سب کو اپنی طرح گھٹیا سمجھ رکھا ہے۔۔"

آواز میں غرائی وہ اس کی گرفت میں مچل رہی تھی۔

"صرف گھٹیا نہیں۔۔بہت رومینٹک بھی ہوں۔آج سب راز کھل جائیں گے۔"وہ ذو معنی انداز سے بولا تھا اسے غصہ تو بہت آیا تھا دلنشین کے بار بار انکار کرنے سے۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔یہ تم ٹھیک نہیں کر رہے۔۔مم مجھے ابھی کچھ اور وقت چاہیے۔۔" اسے ہنوز اپنے پر جھکا پا کر وہ اب بمشکل بول پائی تھی۔

"اب مجھے آپکی آواز نا آئے دل سرکار فضول خواہشات ترک کر دیں۔۔۔اب مزید نہیں۔۔"وہ سپاٹ چہرہ لیے بولا تھا لہجہ بالکل سرد تھا۔۔۔۔

"شاہو مجھے نفرت ہو رہی ہے تم سے۔۔۔"وہ کپکپاتے ہوئے انداز میں بولی۔۔۔

"صبح تک پیار ہو جائے گا۔۔"وہ اپنے لب دل نشین کی پیشانی سے اب اس کے گال اور گردن تک لے جاتا ہوا بے رحمی سے بولا چہرے پر چٹانوں جیسی سختی در آئی تھی۔

"شاہو۔۔۔نہیں۔۔"اب کے وہ منمنائی تھی۔

"دل سرکار میرے جذبات کی آنچ میں آپکو جھلسنا ہے ساری رات۔۔"

دلنشین بھرپور مزاحمت کرتی آنکھیں میچے شہرام کی گرم سانسیں اور لمس اپنی گردن پر محسوس کر رہی۔۔اب وہ اسکے بالوں کو سہلا رہا تھا اس بار دلنشین نے کوئی مزاحمت

نہیں کی اور خاموش رہی تھی۔۔۔۔

سنا ہے لوگ اسے آنکھ بھر کے دیکھتے ہیں
سو اس کے شہر میں کچھ دن ٹھہر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے ربط ہے اس کو خراب حالوں سے
سو اپنے آپ کو برباد کر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے درد کی گاہک ہے چشم ناز اس کی
سو ہم بھی اس کی گلی سے گزر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے اس کو بھی ہے شعر و شاعری سے شغف
سو ہم بھی معجزے اپنے ہنر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے بولے تو باتوں سے پھول جھڑتے ہیں
یہ بات ہے تو چلو بات کر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے رات اسے چاند تکتا رہتا ہے
ستارے بام فلک سے اتر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے دن کو اسے تتلیاں ستاتی ہیں

سنا ہے رات کو جگنو ٹھہر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے حشر ہیں اس کی غزال سی آنکھیں

سنا ہے اس کو ہرن دشت بھر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے رات سے بڑھ کر ہیں کاکلیں اس کی

سنا ہے شام کو سائے گزر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے اس کی سیہ چشمگی قیامت ہے

سو اس کو سرمہ فروش آہ بھر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے اس کے لبوں سے گلاب جلتے ہیں

سو ہم بہار پہ الزام دھر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے آئینہ تمثال ہے جبیں اس کی

جو سادہ دل ہیں اسے بن سنور کے دیکھتے ہیں

سنا ہے جب سے حمائل ہیں اس کی گردن میں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مزاج اور ہی لعل و گہر کے دیکھتے ہیں
سنا ہے چشم تصور سے دشت امکاں میں
پلنگ زاویے اس کی کمر کے دیکھتے ہیں
سنا ہے اس کے بدن کی تراش ایسی ہے
کہ پھول اپنی قبائیں کتر کے دیکھتے ہیں
وہ سرو قد ہے مگر بے گل مراد نہیں
کہ اس شجر پہ شگوفے ثمر کے دیکھتے ہیں
بس اک نگاہ سے لٹتا ہے قافلہ دل کا
سو رہروان تمنا بھی ڈر کے دیکھتے ہیں
سنا ہے اس کے شبستاں سے متصل ہے بہشت
مکیں ادھر کے بھی جلوے ادھر کے دیکھتے ہیں
رکے تو گردشیں اس کا طواف کرتی ہیں
چلے تو اس کو زمانے ٹھہر کے دیکھتے ہیں

کسے نصیب کہ بے پیرہن اسے دیکھے

کبھی کبھی در و دیوار گھر کے دیکھتے ہیں

کہانیاں ہی سہی سب مبالغے ہی سہی

اگر وہ خواب ہے تعبیر کر کے دیکھتے ہیں

اب اس کے شہر میں ٹھہریں کہ کوچ کر جائیں

فراز آؤ ستارے سفر کے دیکھتے ہیں

شہرام اپنے الفاظ کا رس اسکے کانوں میں گھول رہا تھا۔۔۔

اس نے سائیڈ ٹیبل پر موجود لیمپ بھی بند کر دیا۔۔ کمرہ تاریکی میں ڈوب گیا۔۔۔

"شاہو رحم کرو مجھ پر۔۔"

"ششششش۔۔۔۔"اس نے دل کے لبوں پر انگلی رکھی۔۔۔۔

دلنشین نے اسکے سینے کے بالوں کو جکڑا تو شہرام کے لب مسکرانے لگے۔۔

جوں جوں رات گزر رہی تھی شہرام کی جسارتیں بڑھتی جا رہی تھیں۔۔۔۔

معاذ کا رویہ دعا سے پہلے جیسا نہ تھا اب وہ خاموش ہو گیا تھا۔ پلوشہ بیگم کی روزانہ کی ڈانٹ ڈپٹ نے اسے کافی سیدھا کر دیا تھا۔ دونوں بے شک ایک کمرے میں رہ رہے تھے مگر دو اجنبیوں کی طرح۔۔۔ آج ہی پلوشہ بیگم نے دعا کو زبر ستی معاذ کے ساتھ بھیجا تھا۔۔۔ دعا نے بڑی سی شال سے اس نے خود کو ڈھانپا ہوا تھا، شال اور سوٹ دونوں ہی بدرنگ ہو ہو گئے تھے، معاذ نے شرمندگی سے نظریں چرائیں اور فرنٹ ڈور کھول کر اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ بھی خاموشی سے بیٹھ گئی۔

"ہم کدھر جا رہے ہیں؟" کچھ دیر بعد اس نے لب بھینچ کر خاموشی سے ڈرائیو کرتے معاذ سے پوچھا۔۔

"اماں سائیں نے کہا کہ تمہیں شاپنگ کروادوں۔" دعا نے حیرت انگیز نظروں سے اسے دیکھا جو پرسکون سا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے گاڑی چلا رہا تھا اور اس پہ گاہے بگاہے نظر ڈال رہا تھا۔۔۔۔

"اب ہمیں ساتھ رہنا ہے تو دوستی کر لیتے ہیں۔ میں جانتا ہوں میں نے بہت برا رویہ اختیار کیا تمہارے ساتھ اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔"

وہ دل میں پریشان ہو رہی تھی نجانے وہ کیا کہنے والا تھا۔

"اب تم بھی کچھ بولو گی۔۔۔؟"

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں کیا بولوں۔۔"

"تو کیا میں یونہی پاگلوں کی طرح خود سے باتیں کرتا رہوں گا سارا راستہ؟"اس نے سختی سے کہا۔

دعا خاموش ہو کر شیشے سے باہر دیکھنے لگی،اس کی آنکھیں بہنے کو تیار تھی لیکن پھر وہ اپنے آنسو اندر ہی اتار گئی۔

ناتو اسکا کرخت انداز پسند آیا تھا اور اب دوستانہ رویہ بھی جان نکال رہا تھا۔۔۔وہ کشمکش میں مبتلا تھی کہ کیا رویہ اختیار کرے اسکے ساتھ۔۔۔

"کیا میں کٹھ پُتلی ہوں جب جس نے چاہا مجھے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر لیا۔۔"

ابھی دل میں بدگمانیوں کے بادل چھٹے نہیں تھے۔۔۔معاذ نے شہر کی حدود میں داخل ہونے کے بعد نے گاڑی بہت بڑے شاپنگ مال کے سامنے روکی لیکن وہ پھر بھی کچھ نہیں بولی،معاذ نے دوسری طرف سے آکر گاڑی کا دروازہ کھولا تو وہ خاموشی سے باہر نکل آئی،معاذ کو بھی اپنے سخت رویے کا احساس ہو گیا تھا،اسی لیے وہ اپنے ازلی نرم خو شخصیت میں لوٹ آیا تھا۔وہی نرمی جو اسکی شخصیت کا خاصہ تھی۔۔۔۔

"مجھے اپنے سخت اور وحشیانہ رویئے کا احساس ہے دعا۔۔۔اور میں معافی چاہتا ہوں اس کے لیے۔۔۔اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔"اس معزرت خواہانہ انداز میں کہا اور

اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔۔

"میرے خیال میں ساری بات ہی احساس کی ہے۔۔اگر کسی کو احساس ہو جائے اپنی غلطی کا تو سامنے والے کو اسے ایک موقع ضرور دینا چاہیے اپنی غلطی سدھارنے کا۔"

دعا نے اک نظر معاذ کے شرمندہ سے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر سے نظریں جھکا کر بولی۔۔

"آپ معافی مت مانگیں۔۔۔"

"میں مانگنا چاہتا ہوں۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔"وہ دل بڑا کیے بولی۔۔۔

"چلیں اب۔۔۔"معاذ کی ہتھیلی ابھی بھی اسکے سامنے پھیلی ہوئی تھی۔۔۔

"ہمم۔۔۔"دعا نے اپنا ہاتھ اس پر آہستگی سے دھر دیا۔۔۔۔

معاذ مضبوطی سے دعا کا ہاتھ پکڑ کر شاپنگ مال کے اندر چلا گیا۔

ساری شاپنگ معاذ نے ہی کی تھی وہ تو بس خاموشی سے ہوں، ہاں میں سر ہلا دیتی تھی، معاذ کو لیڈیز شاپنگ کا کوئی خاص تجربہ نہیں تھا۔۔بس کبھی کبھار فجر کے ساتھ اماں سائیں کے لیے کچھ نا کچھ خریدا تھا۔۔۔لیکن پھر بھی اس نے پہلی بار دعا کے لیے دل

سے بہت اچھی شاپنگ کی تھی، اسکی یہ دلی خواہش تھی کہ وہ کبھی اپنی وائف کے ساتھ آکر شاپنگ کرتا جو کہ آج پوری ہو گئی تھی۔اتنی زیادہ شاپنگ دیکھ کر دعا تو حیران ہی رہ گئی۔۔

وہ اسکی شاہ خرچی پر دنگ تھی۔۔کیسے بنا سوچے سمجھے ہر چیز خریدے جا رہا تھا۔۔۔

"اب بس بھی کر دیں۔"کب سے وہ خاموش تھی آخر کار بول ہی پڑی۔

"کیوں کیا ہوا؟"وہ ہلکا سا مسکرا کر حیرانی سے بولا کیونکہ وہ اتنی دیر کے بعد جو بولی تھی۔

"کیا آپ نے آج ہی خریدنا ہے سارا شاپنگ مال۔۔؟"اس نے معصومیت سے سوال کیا، معاذ ٹکٹکی باندھے اسکے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔جو بہت خفا خفا اور سادہ سی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"وہ مم۔۔میں یہ کک۔۔کہہ رر۔۔"اسکو اپنی طرف غور سے دیکھتے پا کر وہ گڑ بڑا گئی اور الفاظ اسکے منہ سے ٹوٹ ٹوٹ کر نکلنے لگے۔

"اچھا ٹھیک ہے! ہم بس کر دیتے ہیں باقی شاپنگ پھر کبھی سہی۔۔"اس کو گھبرائے ہوئے دیکھ کر معاذ نے جلدی سے اپنی نظروں کا زاویہ بدل کر کہا۔

"جج۔۔جی میں بھی بہت تھک گئی ہوں، اب گھر چلتے ہیں ہم پلیز۔۔"دعا نے کہا، وہ

واقعی تھک چکی تھی۔۔

واپسی کا سفر خاموشی سے گزرا۔۔۔ معاذ اسے بیچ بیچ میں دیکھتا رہا جو انگلیوں کو چٹخاتے ہوئے نجانے کن سوچوں میں گم تھی۔۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

صبح کا اجالا چہار سو اپنے پنکھ پھیلا چکا تھا۔ صبح کی تروتازہ ہوا سے کھڑکی میں لگے پردے اڑ اڑ کر اپنی آمد کی خبر دے رہے تھے۔ شہرام نے اپنی نیند سے بوجھل آنکھیں کھولیں اور دیوار گیر کلاک پر نظر ڈالی۔۔۔ جہاں صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔۔۔۔

اسکی نظر اپنے قریب محو استراحت دلنشین پہ پڑی۔۔۔ جو شاید فجر کی نماز ادا کرنے کے لیے اٹھی ہو گی تب ہی شاور لے چکی تھی اور نماز ادا کرنے کے بعد دوبارہ سو چکی تھی۔

شہرام کو اسکے نم بالوں میں سے شیمپو کی بھینی بھینی مہک اپنی سانسوں میں گھلتی ہوئی محسوس ہوئی تو اس نے دلنشین کے نم بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا۔۔

اسے اپنے قریب گرم سانسیں محسوس ہوئیں تو آنکھیں کھول کر دیکھا۔ اس نے اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا مگر ناکام رہی۔۔۔ اس نے ٹھٹک کر دیکھا۔ شہرام کہنی کے بل لیٹا ہوا اسے ہی نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ دلنشین وہاں سے اٹھتی شہرام نے اسے وہاں سے اٹھنے سے روک دیا۔

"میرا دل چرانے کے لیے کیا سزا دی جائے؟؟"

"سراسر الزام ہے یہ۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔" وہ تڑپ کر رہ گئی اسکے الزام پہ۔۔

"چوری تو کی ہے آپ نے دل سرکار۔۔"

"اور جو تم نے کیا؟؟" وہ پلٹ کر سوال داغ گئی۔

"وہ میرا حق تھا جو وصول لیا۔۔۔"

وہ اسے سرشاری سے اپنی آنکھوں میں جذب کر رہا تھا۔۔دل نشین واپس آنکھیں موند گئی۔۔شہرام نے اسے مزید تنگ نہیں کیا اور وارڈروب سے کپڑے نکال کر باتھروم میں بند ہو گیا۔

تقریباً دس، پندرہ منٹ بعد وہ فریش ہو کر باہر آیا۔۔وہ اتنے میں کمرہ درست حالت میں لا چکی تھی۔ کمفرٹر تہہ کر رہی تھی۔۔۔شہرام مدھم سا ہنستے آئینے کے سامنے کھڑا ہوتے اپنے بالوں کو برش کی مدد سے سیٹ کرتے اب وہ خود پہ پرفیوم چھڑک رہا تھا۔۔ اس نے بیڈ کی جانب قدم بڑھائے۔۔

"میں نے تو سوچا تھا صبح اٹھ کر آپ سے خوب کھری کھری سننے کو ملیں گی۔۔اور کچھ نہیں تو دو چار مکے تو کھانے کو مل ہی جائیں گے مگر یہ کیا میری جنگلی بلی آج بھیگی بلی بنی ہوئی ہیں کوئی احتجاج نہیں۔۔۔اس کایا پلٹ کو میں کیا سمجھوں؟؟؟"

شہرام اسکے چہرے پہ بکھری لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے اسکے گلابی ہوتے گال پہ لب رکھے۔وہ اسکی مونچھوں کی چبھن سے کسمسائی۔گورے گال شرم سے تمتمانے لگے۔ ساری رات اسکی جسارتیں سہہ کر اب مزید سہنے کی ہمت باقی نا تھی۔۔

شہرام اسکے چہرے پہ بکھرے ہوئے گلال کو دیکھ خوب صدقے واری ہوا۔۔اور خوشی سے اس نے دلنشین کے گرد ایک مضبوط حصار باندھتے اپنا چہرا اسکی گردن میں چھپا کر گہرا سانس بھرا۔اپنی ہلکی بڑھی بیئرڈ والا گال اسکی گردن پر سہلایا تو وہ جو خاموش کھڑی تھی۔۔ گردن پر چبھن کے احساس سے اپنی حالیہ پوزیشن کو دیکھا تو شرم سے دوہری ہونے لگی۔۔۔اس نے گھڑی پر نظر ڈالی۔۔۔

"اف آج اتنی دیر کر دی اٹھنے میں باہر سب نجانے کیا سوچیں گے۔"اس نے دل میں سوچا۔۔۔

شہرام اسکی خاموشی کو اقرار سمجھتے ہوئے ایک بات پھر اپنی منمانیوں پر اتر آیا تھا۔اس نے دونوں ہاتھ اسکے سینے پر رکھ کر اسے دور کرنا چاہا جس پر شہرام نے مسکراتے ہوئے اپنا حصار مزید تنگ کیا اور والہانہ نگاہیں اسکی چہرے پہ ٹکاتے اسکے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنے لبوں سے چھوا۔وہ اسے دوبارہ رات والی حالت میں آتا دیکھ پریشانی سے لب دانتوں تلے دبا گئی۔

"شاہو بہت وقت ہو گیا ہے۔" اس نے کچھ جھجکتے ہوئے کہا۔

"اب میرا موڈ نہیں چھوڑنے کا اتنی مشکل سے تو ہاتھ آئی ہو۔ ورنہ پھر سارا دن غائب ہو جانا تم نے کام کے بہانے کبھی اس ناچیز کی بھی فکر کر لیا کریں۔۔" ہلکا سا چہرے اٹھاتے اس نے اسے جھڑکا پھر جھک کر اپنا چہرا اسکے بالوں میں چھپا لیا اور اسکی مہک کو خود میں سمایا۔

"ویسے ایک رات میں ایسا کیا ہوا جو آپ اتنی فرمابرداری کا مظاہرہ کر رہی ہیں؟" وہ پل بھر کو نظروں میں نظریں ملائے بولا۔

"مجھے پتہ چل گیا ہے، زندگی تو اب تمہارے ساتھ ہی گزرنی ہے تو پھر رو کر گزاروں یا ہنس کر۔۔۔۔بس یہی فیصلہ باقی تھا۔۔۔ تو میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں خوش رہ کر اپنی زندگی تمہارے ساتھ گزاروں گی۔" وہ سر جھکائے بولی۔۔۔

اسے دوبارہ سے رات والے موڈ میں جاتا دیکھ کر دلنشین نے اسے پیچھے کرتے کہا۔

"بس بھی کرو۔۔۔۔اب کچھ شرم کر لو۔" اس نے شرم سے سرخ پڑتے چہرے سمیت دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

"شرم کیا ہوتی ہے دل سرکار۔۔ اس چیز سے کبھی ہمارا واسطہ نہیں پڑا اور امید ہے آگے پڑنے بھی نہیں والا۔۔۔"

اس نے اسکی نازک لبوں کو نرمی سے اپنے لبوں سے مہکاتے ہوئے کہا۔۔اسکی صبح کی روشنی میں اس باک حرکت نے دلنشین کی دھڑکنوں میں ادھم مچادیا۔۔اسکا نرم گرم سلگتا لمس دلنشین کو تڑپانے کیلیے کافی تھا۔

"شاہو!!!" وہ گرفت میں مچلنے لگی تو جھٹپٹا کر بولی۔

"اب آپ دو سال بڑا ہونے کا رعب مت جمائیں مجھ پہ۔۔۔رتبے میں اب آپ سے بڑا ہوں میں۔۔"

دلنشین نے اسکی بات پہ گھور کر دیکھا تو وہ انکھ ونک کیے شرارت سے مسکرانے لگا۔

"ویسے تمہارا اقرار دیکھ کر ایک لمبے سے ہنی مون پہ جانے کا دل کر رہا ہے جہاں صرف تم اور میں۔۔ تیسرا کوئی نا ہو۔۔"

دلنشین نے اپنا آپ چھڑوانے کو زور لگایا۔۔اور باہر جانے کے لیے پر تولنے لگی۔۔۔

"اتنی جلدی کیا ہے دل سرکار ہم سے دور بھاگنے کی؟" شہرام نے شوخ لہجہ اپناتے ہوئے گہرے انداز میں کہا تو دلنشین نے اسکی بات پہ بوکھلاتے نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر بتائیں۔۔ چلیں گی میرے ساتھ ہنی مون پر؟؟؟"

"ٹھیک ہے چلوں گی۔۔۔ مگر ایک شرط پر۔۔"

"آپ کی سب شرطیں منظور ہیں۔" وہ اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کھینچتے حصار میں لیا گیا اور اسکے چہرے پہ ایک پر شدت لمس چھوڑا۔ وہ شرم سے کپکپا کر رہ گئی۔

"پہلے سن تو لو۔۔"

اسکے عمل پر ہڑبڑاتے ہوئے کچھ الٹا کہتے کہتے رکی پھر اپنا جملہ کہہ کر اسکی جانب دیکھا جس کی نظروں کا ارتکاز دیکھ کر دلنشین کی سانسیں خشک ہو گئی۔

"شاہو بس اب۔۔۔ ورنہ میں سچ میں ناراض ہو جاؤں گی۔"

"بہت ظالم ہیں آپ۔۔۔۔ دل سرکار۔۔" وہ ٹھنڈی آہ بھر کر بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دلنشین اسکی ادا پہ کھکھلا کے ہنسنی۔۔۔۔

"شاہو میں چاہتی ہوں کہ ہم اپنے ساتھ فجر بھابھی اور اذلان بھائی کو بھی ہنی مون پہ لے کر چلیں۔" وہ شہرام کے بٹنوں کو کبھی کھول رہی تھی اور کبھی بند کر رہی تھی۔

"دل سرکار یہ کیسا ہنی مون ہوا بھلا۔۔۔؟؟؟ میں نے اکیلے جانے کی بات کی ہے اور تم سارا خاندان ساتھ لے جانے کی بات کر رہی ہو؟" وہ ناراضگی سے منہ پھلا کر بولا۔

"دیکھو نا اس طرح اذلان بھائی کی بھی آوٹنگ ہو جائے گی انکا دماغ بھی فریش ہو جائے گا۔۔"

"دل!!! مگر گھر میں کوئی بھی نہیں مانے گا انہیں یوں باہر بھیجنے کے لیے۔۔۔"

"شاہو مجھے پتہ ہے تم منالو گے سب کو۔۔۔ میرے لیے پلیز۔۔" وہ ملتجی انداز میں بولی۔

"دل سرکار آپکے لیے تو کچھ بھی کرے گا آپکا دیوانہ۔۔" وہ اسکی تھوڑی کو پیار سے چھو کر بولا۔

"مگر میں ہم دونوں کے علاوہ کسی اور کو۔۔۔۔۔"

"میں سمجھ گئی شاہو۔۔۔"

"ہم ایسا کریں گے سب کو یہی کہیں گے کہ ہم چاروں ایک ساتھ جا رہے ہیں۔۔ مگر بعد میں ائیر پورٹ سے الگ الگ ہو جائیں گے۔۔ فجر بھابھی خود اذلان بھائی کا خیال رکھ لیں گی۔ ہم آپس میں رابطے میں رہیں گے اور واپسی پر ایک ساتھ گھر آ جائیں گے۔" دلنشین نے چٹکیوں میں سارا پلان ترتیب دیا۔۔

"واہ دل سرکار آپ تو ہمارے ساتھ رہ کر ایک رات ہی میں بہت سمجھدار ہو گئی ہیں۔"

"میں پہلے بھی سمجھدار ہی تھی۔۔۔۔" وہ فرضی کالر اچکا کر بولی۔۔

"ہاہاہا۔۔۔" وہ اسکی بات پر زور سے ہنسا پھر اسکا مومی ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اس پہ

لب رکھ گیا۔۔۔

"آیئے دل سرکار سب کو باہر جا کر اپنے ارادوں سے آگاہ کریں۔" وہ دونوں ایک دوسرے کی ہمراہی میں ایک ساتھ باہر نکلے۔۔۔۔

درگاہ کے احاطے میں بارش خوب زور و شور سے برس رہی تھی۔ اتنی تیز برسات میں عالمِ وجد میں گول گھومتا وہ نوجوان کے جس کے عکس سے درد محبت ٹپک رہا تھا۔ سب اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ اس کے پیر کے چھالے رس رہے تھے لیکن محبت کے ڈسے ہوئے کو درد کا احساس کب رہتا ہے بھلا۔

اس کا ہرا چغہ بری طرح بھیگ چکا تھا۔ لال آنکھوں سے اذیت ٹپک رہی تھی۔ یکدم وہ رکا اور برستی بارش میں بیٹھ گیا۔ دونوں ہاتھ دعا کی صورت اٹھالئے اور زور زور سے رونے لگا۔ اس کی آواز میں اتنا درد تھا کے درگاہ کی دیواریں بھی اسکے ساتھ بین کرنے لگ گئی تھیں۔

آج صابر حسین اور شبانہ اپنی تینوں بیٹیوں کے ساتھ درگاہ آئے تھے کہ اچانک بن بادل برسات ہونے لگی۔۔۔

صابر حسین کا مقصد تو شاس بن ضماد کے بارے میں پتہ کرنے کا تھا۔ جبکہ شبانہ اپنی

بچیوں کے نیک نصیب کے لیے منت مانگنے آئی تھی۔

وہ درگاہ کے اندرونی احاطے میں داخل ہوئے جہاں انہیں کسی کی قرآن پاک کی تلاوت کرنے کی آواز سنائی دی۔۔۔وہ

کلامِ پاک کی تلاوت اتنی شیرینی اور حلاوت سے کر رہا تھا کہ وہاں موجود لوگوں کو سحر زدہ کر دیا۔اسکی قرأت سن کر سب وجد و سرور کی کیفیت سے دوچار ہو رہے تھے۔

صابر حسین نے دیکھا وہ شماس بن ضماد ہی تھا جو سفید سادہ سے شلوار قمیض پہن کر سر پہ ٹوپی پہنے نظریں جھکائے ہوئے تلاوت کر رہا تھا۔۔۔

اس نے وہاں موجود لوگوں سے اسکے بارے میں تفصیلات جاننا چاہیں۔۔۔

ہر ایک کی زبان پہ یہی بات تھی کہ یہ خدا کا کوئی نیک بندہ ہے۔نماز پنجگانہ اور تہجد پڑھنے والا متقی پرہیز گار ہے۔

صابر حسین کو اپنی بیٹی کی قسمت پہ رشک آیا۔لوگ ہمیشہ اپنی بیٹیوں کے لیے سرکاری نوکری والا۔۔اپنا گھر رکھنے والے شخص کا انتخاب کرتے ہیں۔مگر صابر حسین نے جو خوبیاں شماس میں دیکھیں اصل میں وہ خوبیاں ہی دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہوتی ہیں۔ایک نیک انسان کے علاوہ اور کیا چاہیے تھا اپنی بیٹی کے لیے۔

اس نے اپنے دل میں اسی وقت فیصلہ کر لیا۔اور وہ اپنے فیصلے پر مطمئن بھی تھا۔

بارش برسنا اب ختم ہو چکی تھی۔شبانہ سب کو اپنے ساتھ لیے اب بیرونی احاطے میں تھی۔۔۔شاہانہ اور حسنا دونوں باہر بیٹھی عورت سے کانچ کی چوڑیاں خریدنے لگیں۔۔ جبکہ ماہ جالی دار دیوار سے نکل کر اب اس درخت کے پاس گئی جہاں ان گنت سرخ اور زرد رنگ کے دھاگے لٹک رہے تھے۔۔۔یہاں کے لوگوں کا ماننا تھا کہ اس پہ دھاگہ باندھنے کے بعد جو منت مانگے وہ ضرور پوری ہوتی ہے۔

ماہ بھی دھاگہ باندھ رہی تھی کہ۔۔۔۔

"کیا مانگا؟؟؟"اسے اپنے کانوں کے قریب وہی سحر انگیز آواز سنائی دی۔۔۔

وہ پل بھر کے لیے ٹھٹکی مگر پھر اسکے یاقوتی لبوں کو دھیمے سے مسکراہٹ نے چھوا۔۔۔۔

"اس فانی دنیا میں تو آپ نے وعدہ ہے کیا مجھے اپنا بنانے کا ساتھ نبھانے کا۔"وہ کچھ پل توقف کیے رکی پھر بولی۔۔۔

"میں اس لافانی دنیا جسے آخرت کہتے ہیں۔اس ناختم ہونے والی زندگی میں آپ کا ساتھ مانگ رہی تھی۔"وہ محبت سے گندھے ہوئے لہجے میں بولی۔اسکے ایک ایک لفظ اور عمل سے محبت برس رہی تھی۔وہ سرشار سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"آپ سامنے آئیں نا!!!"پھر سے وہی خواہش۔۔۔۔

"آپ بار بار یہی خواہش کیوں کرتی ہیں۔"وہ فسوں خیز آواز میں بولا۔

"کیا کروں جی ہی نہیں بھرتا۔۔آپکو دیکھ کر اپنی قسمت پر رشک آتا ہے کہ اتنا وجیہہ انسان صرف میرا ہے۔۔۔۔"

"ملکہ انسان۔۔۔نہیں۔۔۔۔جن زاد۔۔۔آپ بار بار بھول کیوں جاتی ہیں؟؟؟"

"اوہ۔۔۔۔"وہ سر پہ ہاتھ مار کر بولی۔

"ماہ پاگل تو نہیں ہو گئی؟یہ خود سے باتیں کرنا کب سے شروع کر دیں؟؟؟"شبانہ نے اس کے سر پہ پہنچ کر اسے گھڑکا۔۔۔۔

"ن۔۔نہیں۔۔۔۔اماں سائیں۔۔۔میں۔۔۔وہ۔۔بس۔۔۔"وہ منمنائی۔۔۔

"آپکی خواہش سر آنکھوں پہ۔۔۔میں ملنے آؤں گا پھر جی بھر کر دیکھ لیجیے گا۔"اسکے کان کے قریب سرگوشی نما آواز آئی۔۔۔۔

وہ ہلکے سے مسکائی۔۔۔۔

"اب تو مجھے یقین ہو گیا ہے ضرور تو پاگل ہو چکی ہے۔۔۔لو بھلا بات بھی کوئی نہیں اور پاگلوں کی طرح ہنس رہی ہے؟"شبانہ تیکھے چتونوں سے گھورتے ہوئے بولی۔

"چل ادھر سے۔۔"اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لے گئی۔

معاذ کا ایم بی اے کمپلیٹ ہو چکا تھا اب اس نے گوٹھ کے کاموں کے ساتھ ساتھ شہر میں اپنا نیا بزنس سٹارٹ کیا تھا۔۔اسی سلسلہ میں وہ کچھ دن شہر میں رکتا۔۔۔

پلوشہ بیگم اور دعا نے مل کر پہلے اپنی نگرانی میں پورے گھر کی صفائی کروائی، پھر آج کے مینو کے حساب سے معاذ کا پسندیدہ کھانا بنوایا پلوشہ بیگم آرام کرنے کے لیے اپنے کمرے میں چلی گئیں تو دعا بھی ان سب کاموں سے فارغ ہونے کے وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔۔

کمرے کو سیٹ کرنے کے بعد اس نے اپنی اور معاذ کی مشترکہ واڈروب کھول لی۔۔ ساری چیزیں اور شاپنگ بیگز جوں کے توں ہی پڑے تھے۔جسے اس نے ایک بار بھی کھول کر بھی نہیں دیکھا تھا اب اسکی نظر ایک شاپنگ بیگ پر پڑی تو وہ اسے اٹھا کر بیڈ پر لے آئی اور اُسے کھول دیا، اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کیونکہ اس میں بلیک اور آسمانی کلر کا بہت ہی دیدہ زیب و خوبصورت سوٹ تھا، یہ سوٹ معاذ کی پسند تھا۔

پلوشہ بیگم نے سے ابھی کچھ دیر پہلے ہی اسے پیار بھری ڈانٹ پلائی تھی کہ وہ ابھی تک ان بوسیدہ کپڑوں میں کیوں نظر آ رہی ہے۔نئے کپڑوں میں سے کچھ نکال کر پہننے کو کہا تھا انہوں نے۔۔۔اس نے انکی محبت سے مجبور ہو کر وہی سوٹ اٹھایا اور فریش ہونے کے لیے واش روم میں چلی گئی، کچھ دیر بعد فریش ہو کر باہر آئی اور آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے لمبے اور گھنے بالوں کو سلجھانے لگ گئی۔

معاذ جو اچانک آج اپنا کام ختم کیے واپس آیا تھا۔۔۔

اس نے اک جھٹکے سے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا وہ فریش ہونے کی غرض سے بے دھیانی میں چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا لیکن پھر اسے اپنے پسند کردہ سوٹ میں ملبوس آئینے کے سامنے کھڑے بال بناتے دیکھ کر وہی دروازے میں ہی ٹھٹکا جیسے یہ لمحہ تھم سا گیا تھا۔اتنے دنوں میں آج پہلی بار وہ اسکو ایسے ننگے سر بغیر دوپٹے کے دیکھ رہا تھا، اسکے سیاہ سٹریٹ سلکی لمبے گھٹاؤں جیسے گیسو بلاشبہ بہت ہی خوصورت تھے جو اسکی کمر سے نیچے تک آرہے تھے، سیاہ اور آسمانی کلر اسکی گوری رنگت پر بہت زیادہ جچ رہا تھا، وہ ایسے ہی مبہوت سا، ٹرانس کی کیفیت میں چلتا ہوا اسکے بالکل پاس پہنچ گیا، وہ جو اپنے ہی دھیان میں کھڑی بال بنا رہی تھی۔۔۔

وہ بلیو جینز اور ڈارک بلیو لائننگ والی شرٹ میں ملبوس۔۔۔پیشانی پہ بکھرے بال۔۔ ہلکی سی بئیرڈ والے۔۔ چہرے پر تھکن کے آثار نمایاں تھے۔۔۔وہ آئینے میں اسکو اپنے عین پیچھے کھڑے دیکھ کر گھبرا کر یکدم پیچھے مڑی اور اس سے ٹکرا گئی، اس پہلے کہ وہ نیچے گرتی معاذ نے اسکو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور اسکے گرد بازوں حمائل کر کے اسکو اپنے بہت قریب کر لیا، اتنا زیادہ قریب کہ دعا کو اسکی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی، اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں، معاذ بے خود سا اسے دیکھے جا رہا تھا۔

باہر سے کسی چیز کے گر کر ٹوٹنے کی آواز سن کر دعا ہوش میں آئی اور تیزی سے اسکے بازوؤں کے حلقے سے نکل کر بیڈ کی طرف بھاگی اور دوپٹہ اٹھا کر اچھی طرح اوڑھ لیا۔

معاذ نے دروازے سے باہر جھانک کر دیکھا۔۔۔

دیوار کے ساتھ لگا واز ٹوٹ چکا تھا۔بلی باہر کی طرف بھاگ رہی تھی۔۔۔اس نے دائیں سے بائیں سر ہلایا اور دروازہ بند کر کے واپس اندر کا رخ کیا ۔۔۔

"کیا ہوا۔۔؟" معاذ نے اسے گھبراتے ہوئے دیکھ کر شرارت سے پوچھا اور اسکی اٹھتی گرتی،لرزتی پلکوں کا رقص بغور دیکھنے لگا۔۔

"کک۔۔کچھ نہیں۔" وہ اپنی اتھل پتھل ہوتی سانسوں کو سنبھالتے ہوئے بولی اور دوپٹے کو سر پہ اوڑھ لیا۔۔اس سے چھپنے کی کوشش میں۔۔۔۔

معاذ اس کی یہ حرکت دیکھ کر مسکرا دیا۔۔

"ویسے بہت اچھی لگ رہی ہو اس ڈریس میں۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے سادہ سے انداز میں تعریف کی۔۔

"آ۔۔۔آپ واپس کب آئے؟" اس نے دھیرے سے پوچھا،اب وہ خود کو سنبھال چکی تھی۔

"کیوں؟ کیا مجھے واپس نہیں آنا چاہیے تھا؟"اس نے بھنویں اچکا کر خفگی سے پوچھا۔

"نن۔۔ نہیں میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔"اس نے اپنے ہاتھوں کو مروڑتے ہوئے کہا۔

"اچھا ہوا آج اچانک آ گیا ورنہ اس دلفریب منظر کو دیکھنے سے محروم رہ جاتا۔۔"اس نے نکھری ہوئی شفاف چہرے والی بیوی کا سر تا پا جائزہ لے کر شوخی سے کہا۔

"کیا مطلب آپ کا۔۔۔؟"وہ آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے بڑی کیے بولی۔

"مطلب تو صاف ہے کہ آج کوئی بہت پیارا لگ رہا ہے۔"اس نے ذو معنی لہجے میں تعریف کی اور دو قدم کا فاصلہ طے کر کے اس کے پاس آ گیا۔۔

"مم۔۔۔میں آپکے لیے کھانا لگواتی ہوں۔"وہ اسکو اپنی طرف آتا دیکھ کر گھبرا کر بولی اور وارڈروب کی طرف بڑھی، معاذ نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"یہ کھانا کچن کی بجائے وارڈورب میں کب سے ملنے لگا۔"اس نے شرارت سے اس کے دونوں بازوں پکڑ کر گھمبیر آواز میں اس کے کان کے پاس سرگوشی کی۔

"آپ۔۔۔پلیز مجھے تنگ مت کریں۔"وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر رخ موڑ کر بولی۔

"اوہ تنگ۔۔۔یار میں نے کب تنگ کیا۔۔۔؟ یہ تو الزام ہے مجھ معصوم پر۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ کوئی بے اختیاری دکھاتا۔۔۔دعا اسے پیچھے دھکیلتی ہوئی کمرے سے

باہر نکل گئی اور آکر کچن میں ہی رکی۔۔۔۔

"ارے بھابھی دھیان سے۔۔۔"ارحام نے زور سے آواز لگائی مگر شاید تاخیر ہو چکی تھی۔۔

اذلان بال کے ساتھ کھیل رہا تھا۔اس نے پاؤں سے بال کو کک ماری۔فجر جو سیڑھیاں اتر کے نیچے آرہی تھی اچانک اسکا پاؤں بال سے بری طرح رپٹ گیا اور وہ توازن برقرار نا رکھ سکی۔۔اور لہراتی ہوئی سیڑھیوں سے نیچے گری۔۔۔ارحام نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے تھام لیا۔۔۔

فجر کو ایسے لگا جیسے اسے کسی کرنٹ نے چھو لیا ہو۔۔۔اس نے فوراً ارحام کے ہاتھ اپنے شانوں سے پیچھے کیے۔۔۔اذلان تیزی سے ان دونوں کی طرف آیا۔۔۔

"سوری گڑیا۔۔۔"وہ دونوں کانوں کو پکڑ کر اس سے معزرت کر رہا تھا۔۔

"میں ٹھیک ہوں اذلان جی۔"وہ درد سے کراہتے ہوئے بولی۔۔۔اسے پاؤں میں درد ہو رہی تھی مگر وہ اپنا درد برداشت کرتے ہوئے بولی۔۔۔

"آئیں یہاں بیٹھیں۔۔"ارحام نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے صوفے پر بٹھانا چاہا مگر فجر نے اپنا ہاتھ فوراً پیچھے کھینچ لیا۔۔اور اذلان کا سہارا لیتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دیکھائیں میں پاؤں چیک کر لوں۔"اس نے فجر کے پاؤں کو پکڑ کر کہا۔۔۔

"پلیز رہنے دو میں ٹھیک ہوں۔۔۔"اس نے پاؤں کھینچنا چاہا۔۔۔

"دکھادو بیٹا بھائی کو ڈاکٹر ہے اچھی طرح دیکھ لے گا۔"حماد نے فجر سے کہا۔۔۔

"جی بابا سائیں۔۔"اس نے سر جھکائے ہوئے کہا۔۔۔

تو ارحام نے اسکے پاؤں کا چیک اپ کیا۔۔۔اور پاؤں پہ مرہم لگا کر بینڈج کر دی۔۔۔

"ہلکی سی موچ آگئی ہے۔ٹھیک ہو جائے گی۔"ارحام نے ماہر پیشہ ورانہ انداز میں کہا۔

"ارحام تم میری گڑیا کا خیال رکھو گے نا؟"اذلان نے اسے چیزیں سمیٹتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔۔۔

"جی بھائی میں تو سب کا خیال رکھتا ہوں بھابھی کا بھی رکھوں گا۔ویسے آپ ہیں نا ان کا خیال رکھنے کے لیے۔"وہ ہلکے سے مسکرا دیا۔۔۔

"مگر تم زیادہ پاور فل ہو نا۔۔"

"نہیں بھائی میں زیادہ پاور فل نہیں۔۔۔آپ زیادہ ہیں۔"ارحام نے اسکے مسلز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسکی تعریف کی۔۔۔۔

"چلیے ناشتہ کرتے ہیں۔"اس نے اذلان کو دیکھ کر کہا۔۔۔

"نہیں میں اور گڑیا روم میں کریں گے۔۔آؤ گڑیا۔۔۔" وہ اسے اپنا سہارا دیئے کمرے کی طرف لے گیا۔۔۔

سب ڈائننگ ٹیبل پر اکٹھا ہو چکے تھے۔۔۔۔

"صبح بخیر۔۔" شہرام نے اپنی کرسی سنبھالتے ہوئے سب کو مشترکہ کہا۔۔۔

اسکے چہرے پر چھائی ہوئی مسکراہٹ جلال الدین کی جہاندیدہ آنکھوں سے مخفی نارہ سکی۔

"آج ہمارا سردار بہت خوش نظر آرہا ہے کیا بات ہے؟؟؟"

"داداسائیں آج مجھے آپ سے اجازت چاہیے۔"

"تمہیں اجازت کی کیا ضرورت؟؟؟"

"داداسائیں ہماری شادی کے بعد موقع نہیں ملا کہیں گھومنے پھرنے کا تو سوچ رہا ہوں کچھ دنوں کے لیے باہر گھوم پھر آئیں۔۔بس آپ کی اجازت درکار ہے۔"

"ٹھیک ہے جیسے تمہیں خوشی ملتی ہے۔زندگی کے کام تو چلتے رہتے ہیں رکتے نہیں۔ یہاں کا کام واجد اور حماد ہیں نا دونوں مل کر دیکھ لیں گے۔" انہوں نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

"بہت شکریہ دادا سائیں۔"

“You are the world's best Dada Saiyn.”

اس نے پر جوش آواز میں کہا۔۔۔

"مگر ایک اور بات بھی کرنی تھی۔۔: دلنشین جو شہرام کی کرسی کی پشت پر کھڑی تھی۔
شہرام کے ایک شانے پہ ہاتھ رکھ کر اسے دبا گئی۔۔۔

شہرام سمجھ چکا تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ کا احساس کروا رہی تھی۔۔۔۔

"اب کونسا اگر مگر رہ گیا۔۔۔" جلال الدین ابرو اچکا کر پوچھنے لگے۔۔۔

"دراصل میں چاہتا تھا کہ اذلان بھائی اور بھابھی بھی ہمارے ساتھ چلتے۔۔۔"

"شہرام تم جانتے ہو نا اذلان کی حالت اس طرح تم خود گھومو پھرو گے یا اس کا دھیان
رکھو گے۔۔۔" دلنشین نے اسکے شانے پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھایا۔۔۔

"دادا سائیں ہم رکھ لیں گے آپ فکر مت کریں۔"

"حماد تم کیا کہتے ہو؟؟" انہوں نے سامنے بیٹھے ہوئے حماد سے مشورہ لیا۔۔۔

"سبرینہ بیگم یہاں ہوتی تو بتاتی۔۔۔ مگر وہ توکل سے فیروز کے ہاں گئی ہے۔۔۔"

"وہ کیوں گئی فیروز کے ہاں؟؟؟" جلال الدین نے استفسار کیا۔۔۔

"دراصل سوہا اور صائم کی وجہ سے گئی ہے۔ صائم کا علاج چل رہا ہے۔ اس کی تیمارداری کے لیے۔۔" حماد نے وضاحت دی۔۔۔

"ارحام کو تو پتہ ہے۔ اسی نے ایک ماہر ڈاکٹر سے رجوع کیا تھا صائم کے لیے۔۔۔۔"

"جی دادا سائیں میں نے صائم کے لیے اس کے مرض کے ماہر ڈاکٹر سے رابطہ کیا تھا۔" اس نے تائیدی انداز میں کہا۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" انہوں نے کہتے ہوئے اپنے ہاتھ صاف کیے اور ناشتے کی پلیٹ اپنے آگے سے پیچھے کھسکائی۔۔۔

"واجد تم بھی کچھ بولو۔"

"میں کیا بولوں بچے گھومنا چاہ رہے ہیں تو جانے دیں۔" وہ ناشتہ ختم کیے باہر نکلتے ہوئے بولے۔۔۔

"تو پھر لے جائیں ازلان بھائی کو بھی؟؟؟" شہرام نے پھر سے پوچھا۔۔۔

"اچھا چلے جاؤ مگر دھیان سے۔۔۔"

"بہت شکریہ دادا سائیں۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم لوگ ملک کے اندر ہی رہنا یہیں گھوم پھر لو ملک سے باہر مت جانا۔"

"جیسے آپ کا حکم دادا سائیں۔" وہ مؤدب انداز میں بولا اور پیچھے مڑ کر دلنشین کی طرف دیکھا۔۔ جو اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

شہرام اور دلنشین نے جانے کی ساری تیاریاں کر لیں۔۔ دلنشین نے فجر کو بھی سارا معاملہ سمجھا دیا۔۔ آج وہ چاروں حویلی سے ائیر پورٹ کی طرف ایک ساتھ نکل گئے ۔

"بھابھی اذلان بھائی کا خیال رکھیے گا۔" شہرام نے فجر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ فون رکھ لیں اس میں اپنا نمبر سیو کر دیا ہے جب بھی کوئی بات ہو مجھے کال کر لیجیے گا۔"

"ہمم۔۔۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور شہرام سے موبائل لے کر بیگ میں ڈالا۔ شہرام اور دلنشین دونوں اپنی منزل کی طرف نکل گئے۔۔۔

جلال الدین نے انہیں پاکستان میں رہنے کے لیے کہا تھا مگر شہرام نے چپکے سے بیرون ملک جانے کا سارا انتظام کر لیا تھا اپنا اور دلنشین کا پاسپورٹ اور سارے کاغذات تیار کروا لیے تھے۔۔۔۔

فجر اذلان کے ساتھ شہر کی طرف آ گئی۔۔۔

عورت ہی ہے جو مکان کو گھر میں تبدیل کرتی ہے۔ عورت ہی ہوتی ہے جو اپنوں کے لیے بڑی سے بڑی مصیبت کا سامنا کرنے سے بھی نہیں گھبراتی۔ایک جانب عورت پتھر کی طرح مضبوط ہے تو دوسری جانب کسی باریک دھاگے کی طرح نرم و نازک بھی۔۔۔

آج فجر نے اپنی خوداعتمادی کو بروئے کار لانا تھا اپنی حاصل کردہ تعلیم کے بل پر۔۔

وہ اٹل بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اکیلی ہی اذلان کو اپنے ساتھ لیے شہر کے مشہور ہاسپٹل پہنچ گئی اور ڈاکٹر سے مشورہ کیے اس ہاسپٹل کا پرائیویٹ کمرہ لے لیا۔۔

شہرام اور دلنشین نے انہیں ہنی مون پیکج کے لیے جو رقم دی وہ فجر نے اپنے پاس محفوظ رکھی تھی۔۔۔۔

ڈاکٹر نے اسی ہفتے اس کے آپریشن کی تاریخ دی تھی۔۔۔

وہ اذلان کو بمشکل سنبھالے ہوئے تھی۔۔۔۔

اذان فجر سنائی دی تو اس نے فوراً بستر چھوڑ دیا اور اٹھ کر وضو کیے نماز ادا کی۔۔۔

دعا مانگنے کے بعد جائے نماز تہہ کیے ایک طرف رکھ دی اب وہ چھت پر آ گئی۔۔۔

ہاتھوں میں قرآن پاک لیے۔۔۔غلاف اتار کر قرآن پاک کو کھولا۔۔۔

صبح کی سنہری کرنیں ہلکی سی نمودار ہونے لگیں۔ابھی الفاظ اندھیرے کی وجہ سے واضح دکھائی نہیں دے رہے تھے۔اس نے قرآن پاک کو واپس غلاف میں لپیٹ دیا اوران سنہری کرنوں کے مزید پھیلنے کا انتظار کرنے لگی۔۔کہ آس پاس وہی صندلی محسور کن مہک محسوس ہوئی۔۔۔۔

"آپ آ گئے ؟؟"وہ آنکھیں بند کیے اس مہک کو اپنے اندر اتارتے ہوئے مدھوش انداز میں بولی۔۔۔

"آپ سے وعدہ کیا تھا ملکہ !! کیسے نا آتا؟"ماہ نے آنکھیں کھولیں وہ شہزادوں سی آن بان والا اسکے سامنے اپنے آب و تاب سے موجود تھا۔

"آپ میرا ایک کام کر دیں گے ؟"ماہ نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"آپ حکم کریں ملکہ۔۔"وہ دلکش لب و لہجے میں بولا۔

"آپ مجھے قرآن پاک کی تلاوت کر کے سنائیں گے۔۔ویسے ہی ۔۔۔"

اسکے کہنے دیر تھی شاس نے قرآن پاک کی تلاوت شروع کی قرأت بالکل ویسی ہی تھی۔دل پہ اثر کرنے والی۔۔۔

شماس تلاوت کر رہا تھا اور اسکی حلاوت آمیز آواز اسے سکون بخش رہی تھی۔

اسے خبر ہی نا ہوئی جانے کب وہ سکون محسوس کرتے ہوئے نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

بے شک قرآن پاک ہی وہ واحد کتاب ہے جیسے جتنی بار بھی پڑھ لیں قرآن کی تلاوت روح کو بھی سکون بخشتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ

ترجمہ کنزالایمان: قرآن دلوں کی صحت۔ (یونس: 57)

قرآن دلوں کا سکون ہے، قرآن دلوں کا چین ہے، قرآن کی تلاوت کرنے سے بیماریوں سے شفا ملتی ہے۔

وہ دیوار سے ٹیک لگائے سو رہی تھی۔ اسکے چہرے پہ بے حد سکون تھا۔

شماس جانے کتنی دیر اسے یونہی دیکھتا رہا۔۔۔۔

"مجھے یہاں نہیں رہنا واپس چلو نا۔" اذلان منہ پھلائے بیزاری سے بولا۔۔۔

"آپ کو کیوں واپس جانا ہے؟؟؟"فجر نے پوچھا۔

"یہاں کارٹون بھی نہیں دیکھ سکتا۔۔"وہ ہونٹ گھمائے بولا۔

"یہ دیکھیں اذلان جی آپکی فیورٹ چاکلیٹ۔۔"اس نے بیگ سے چاکلیٹ نکال کر اسے پکڑائی۔۔۔

"اذلان جی آج ایک گیم کھیلیں؟؟؟"فجر نے پوچھا۔

"کونسی گیم؟؟؟"وہ ہسپتال کے بستر پر لیٹے ہوئے بولا۔۔۔

"میں آپکی آنکھوں پہ پٹی باندھوں گی۔۔اور آپ خاموشی سے لیٹے رہیے گے۔"

"گڑیا یہ کونسی گیم ہے؟؟میں نے پہلے کبھی نہیں کھیلی۔۔"

"یہ نئی گیم ہے۔پلیز اذلان جی ایک بار میرے کہنے پہ کھیلیں۔دیکھنا اس گیم کو کھیلنے کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"

"کیا ٹھیک ہو گا؟؟؟"اس نے معصومانہ انداز میں سوال کیا۔۔۔

"وہ بعد میں بتاؤں گی۔۔"کہتے ہی فجر نے اس کی آنکھوں پہ پٹی باندھ دی اور ڈاکٹر کو اشارہ کیا۔۔۔

وہ اسے سٹریچر سمیت آپریشن تھیٹر کی طرف لے گئے۔۔۔

"ڈاکٹر پلیز انہیں آرام سے انجیکشن لگائیے گا۔۔۔انہیں بہت درد ہوتا ہے۔"

"آپ بے فکر رہیں۔۔۔بس دعا کریں ان کا آپریشن کامیاب ہو۔"

"جی۔" وہ سہمے ہوئے انداز میں وہیں دیوار سے لگ گئی۔۔۔۔

وہ سوئی نہیں تھی نہ ہی اسے نیند آئی تھی۔۔

فجر کی آذان ہونے کے بعد اس نے نماز پڑھی اور قرآنِ پاک کی تلاوت کر کے پھر سے صوفے پر پاؤں اوپر کیے شال کو اپنے گرد لپیٹے گھٹنوں پر سر رکھے اک ہی پوزیشن میں بیٹھی تھی،اس کی آنکھیں مسلسل رونے کی وجہ سے لال ہو چکی تھیں اور پپوٹے بھی سوج گئے تھے، لیکن پھر بھی نینداس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

وہ ایسے ہی سوچوں میں غرق تھی۔۔اک لمحہ لگا تھا جس میں اسکی پوری زندگی بدل گئی تھی،جو کچھ اس نے کبھی اپنے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا وہ ہو گیا تھا،ساری پرانی یادیں اور باتیں اسکے ذہن میں گونج رہی تھیں جن کو وہ چاہ کر بھی اپنے ذہن سے جھٹک نہیں پا رہی تھی،ارحام کی شبیہ بار بار اسکی آنکھوں کے پردوں پر لہرا رہی تھی۔۔ کبھی معاذ کی۔۔۔۔

وہ ارحام جس نے اسے ایک کزن ہونے کے علاوہ کچھ بھی نہیں سمجھا تھا اور وہ اس کے

لیے دنیا بھلا بیٹھی تھی۔۔۔

سوچتے سوچتے اچانک ہی غیر ارادی طور پر اس کی نظر معاذ کی طرف اٹھی، جس کا برتاؤ اس سے کافی حد تک نارمل اور دوستانہ ہو چکا تھا۔ وہ اپنی پوری کوشش کر رہا تھا کہ اس کی ذات سے دعا کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔۔۔ مگر دعا کے دل میں ابھی بھی اس کے لیے کوئی جگہ نہیں بن پا رہی تھی۔۔۔ جب تک پہلی جگہ خالی نہیں ہو گی کوئی دوسرا کیسے اس جگہ پہ براجمان ہو گا۔۔۔۔؟؟؟

وہ رات کو بہت تھک کر آیا تھا اور اس سے کوئی بات کیے بغیر ہی سو گیا تھا، اب بھی وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا بے خبر سو رہا تھا، اسی وقت اس نے کروٹ بدلی اور کمبل اس کے اوپر سے اتر گیا، کمرے میں ہیٹر آن تھا۔۔ کیونکہ موسم بدل چکا تھا۔۔ لیکن پھر بھی سردی بہت زیادہ تھی، اس لیے وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی بیڈ کے پاس گئی، اور ہاتھ بڑھا کر اس کا کمبل ٹھیک کرنا چاہا، تب ہی معاذ ہلکا سا کسمسایا اور پھر دوسری طرف کروٹ بدل کر سو گیا، کمبل اس کے نیچے دب گیا تھا، دعا نے تھوڑا آگے جھک کر اس کے نیچے دبے کمبل کو نکال کر اسکے اوپر کروانے کی کوشش کی تب ہی اس کا توازن بگڑا اور لہراتی ہوئی معاذ کے اوپر گری۔۔۔۔ معاذ جو کہ گہری نیند میں تھا وہ اس اچانک آنے والی آفتاد پر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔۔

"کک۔۔ کیا ہوا؟؟؟ کچھ چاہیے؟" وہ اسکو اٹھتے دیکھ کر جلدی سے کھڑی ہو گئی

شرمندگی سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور نظریں بھی جھک گئی۔

"نن۔۔ نہیں وہ مم میں آپ کا کک۔۔۔ کمبل۔۔۔۔"

"تم سوئی نہیں؟" وہ جو گہری نیند سے اٹھا تھا اس نے اپنی سرخی مائل نیند کے خمار سے بوجھل آنکھوں کو مسل کر ان کو پوری طرح سے کھولا۔۔

"نہیں۔۔۔" وہ کہہ کر وہاں سے پیچھے ہٹ گئی، لیکن وہ اس کی بات پر چونک گیا۔۔

"لیکن کیوں؟ تم کیوں نہیں سوئیں؟ آپ اپنے ساتھ ایسے کیوں کر رہی ہو۔۔؟"

"وہ مم مجھے نیند نہیں آ رہی تھی تو۔۔۔" اس نے بہانا بنانا چاہا، لیکن معاذ جانتا تھا کہ اس کو نیند کیوں نہیں آئی تھی اور وہ کیا سوچ رہی تھی۔۔

"ہمم۔۔ سہی۔۔۔" وہ بھی لب بھینچ گیا اور دوبارہ سونے کی بجائے بیڈ سے اٹھ گیا۔

"سس۔۔ سوری میں نے آپکی نیند خراب کر دی۔" وہ خاصی شرمندہ لگ رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔! ویسے بھی نارملی میں اس وقت تک اٹھ جاتا ہوں، زیادہ دیر تک سونے کی عادت نہیں مجھے۔" وہ وال کلاک پر وقت دیکھ کر نرمی سے بولا۔ جہاں اس وقت آٹھ بج رہے تھے۔

وہ اس کی بات سن کر دوبارہ صوفے پر جا کر بیٹھ گئی، جبکہ معاذ واڈروب سے کپڑے

نکال کر فریش ہونے کے لیے واش روم میں گھس گیا، دعا نے اک نظر واش روم کے بند دروازے پر ڈالی اور پھر کچھ سوچ کر کمرے سے باہر نکل آئی، سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے تو آ گئی لیکن اب اس کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کدھر جائے؟ اور کیا کرے؟ وہ ایسے ہی چلتی ہوئی لاؤنج میں آ گئی، پورے گھر میں خاموشی کا راج تھا۔

وہ کچن کی طرف بڑھ گئی اور معاذ کے لیے جوس بنایا، پھر آملیٹ بنا کر پراٹھا بنانے لگی۔

سمندر کی سطح سورج کی کرنوں سے چمک رہی تھی۔ وہ دونوں ایک ساتھ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ دیئے ایک ساتھ چل رہے تھے۔ ہوا کے دوش پر اڑتے ہوئے بال بار بار دلنشین کے گالوں کو چھو کر اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔۔۔ سمندر کی لہریں آپس میں ٹکراتے ہوئے دلکش سماں باندھ رہی تھیں۔۔۔ ہوا میں خنکی نے سردی کو مزید بڑھا دیا تھا۔

افق پر نمودار ہوا سورج اپنی دلکش روشنی بکھیر رہا تھا۔۔۔

وہ دونوں ایک ہوٹل میں پہلے سے ہی بکنگ کروا چکے تھے۔ اس لیے ائیرپورٹ سے سیدھا وہیں آئے تھے۔ ہوٹل کے پچیسویں فلور پر انہیں ایک سویٹ دیا گیا تھا۔ آج صبح جب آنکھ کھلی تو انہوں نے ہوٹل کے کمرے میں ہی ناشتہ کیا۔۔۔ پھر وہ دونوں تیار ہو

کر ہوٹل سے نکل آئے اور اب سمندر سے ہو کر وہ ایک مشہور ریسٹورنٹ میں موجود تھے۔۔۔۔

وہ دونوں ایک کھڑکی کے پاس ٹیبل پر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ کھڑکی سے پار دور دور تک شہر اور سمندر نظر آرہا تھا دلنشین کا دل بری طرح کانپ رہا تھا۔۔۔ یہ ریسٹورنٹ بھی کافی اونچائی پر تھا اسے شروع سے ہی اونچائی سے ڈر لگتا تھا۔۔۔ اب ڈر کے مارے ایک دفعہ بھی کھڑکی کے پار نہیں دیکھا تھا۔۔ میرون کلر کے شارٹ شرٹ اور پلازو میں ملبوس، بالوں کو ڈھیلے سے کیچر میں مقید کیے، ہاتھ میں سختی سے کلچ پکڑے اور پاؤں میں چھوٹی سی ہیل پہنے وہ اس وقت شہرام کو کوئی اپسرا ہی لگ رہی تھی۔

اسکی صراحی دار نازک سی گردن میں شہرام کی کل رات پہنائی گئی سونے کی چین جھلملا رہی تھی۔۔۔ اور میک اپ کے نام پر صرف لپ گلوز اور پلکوں پہ صرف مسکارا لگایا گیا جس سے اس کی گھنی پلکیں مزید مڑی ہوئی اور بھاری لگ رہی تھیں۔

شہرام اپنی عادت کے برعکس آج شلوار قمیض کی بجائے بلیک جینز پر میرون شرٹ اور بلیک جیکٹ پہنے، ماحول پر چھا رہا تھا۔۔۔۔

"کیسا لگا دل سرکار ہمارے ساتھ وقت گزارنا؟" اس نے بروا چکا کر پوچھا لیکن دلنشین نے اسکی بات پر توجہ نا دی کیونکہ وہ اس ماحول اور اونچائی سے ابھی تک سہمی ہوئی

تھی۔

"شاہو۔۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔" وہ کانپتی آواز میں بولی۔

اسکے شاہو بولنے پہ شہرام کے دل نے اک بیٹ مس کی۔۔۔

"دل سرکار یہاں تو ابھی میں نے کچھ کیا بھی نہیں۔۔پھر کیوں لگ رہا ہے ڈر؟" شہرام نے شرارت سے کہا لیکن وہ اسکا دل پہلے ہی ڈر کی وجہ سے تیز دھڑک رہا تھا۔اسکی بات سن کر مانو حلق میں اٹک گیا۔۔۔

"ہم یہاں سے نیچے تو نہیں گریں نا؟" اس نے بچوں کی طرح کہا تھا۔

"دل سرکار اگر ہم گریں گے بھی تو اس بار ہم نیچے ہوں گے اور آپ اوپر۔۔۔آپکو بچا لیں گے۔۔رات سے زرا مختلف ہو گا سین۔۔"

"شہرام! یہاں ڈر سے میری جان نکلی جا رہی ہے اور تمہیں گھٹیا باتیں سوجھ رہی ہیں۔" وہ خفگی سے بولی۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے کھری کھری سنا دیتی ویٹر ٹرالی میں کھانا سجائے آگیا۔۔

دونوں نے مل کر پر تکلف کھانا کھایا۔۔۔

"چلو اب کھڑکی کی طرف دیکھو۔۔" وہ آہستہ آہستہ اسکا ڈر دور کرنے کی کوشش کر رہا

تھا۔ دلنشین نے تھوک نگلتے ہوئے کھڑکی کی جانب دیکھا تو کچھ لمحوں کے لیے مبہوت رہ گئی۔ پہلے بھی اس نے اوپر سے کئی منظر دیکھے تھے لیکن اتنی بلندی سے وہ زبردست نظارہ پہلی بار دیکھ رہی تھی۔

"او ہیلو میں نے یہ نہیں کہا کہ بس باہر کا نظارہ ہی کرتی رہو۔ یہاں بھی اک دیوانہ آپ کی نظر کرم کا منتظر ہے۔" وہ اس کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے بولا۔ وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"تمہیں تو روز دیکھتی ہوں اس میں نیا کیا ہے؟" وہ شہرام کو اسی کی طرح تنگ کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

شہرام نے اسے بازو کے حصار میں لیا تو دونوں مسکرانے لگے۔۔۔۔

پھر اس نے جیکٹ سے موبائل نکال کر اس منظر میں کئی یادگار سیلفیز لے ڈالیں۔۔۔

دونوں ایک دوسرے کی ہمراہی میں مطمئن تھے اور اپنا ہنی مون پیریڈ خوب انجوائے کر رہے تھے۔۔

وہ ہاسپٹل کے کوریڈور میں جائے نماز بچھائے اس پہ خدا کے حضور سربسجود تھی اور اذلان کی خیر و عافیت کے لیے دعائیں مانگ رہی تھی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ دیر بعد آپریشن تھیڑ کی لائٹ آف ہوئی اور ڈاکٹر نکل کر باہر آئے۔۔۔

وہ بے چینی سے ان کی طرف بڑھی۔۔۔

"سب ٹھیک رہا ناڈاکٹر؟؟؟"

"جی مسز اذلان۔۔۔"

"Operation was successful."

انہوں نے خوشی کی نوید سنائی تو اس نے سجدہ شکر ادا کیا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اسلام و علیکم!" صابر حسین نے کہا۔

"و علیکم السلام۔"

"کیسے ہیں آپ؟؟"

"چچا سائیں آپ نے مجھے بلا لیا ہوتا۔۔۔میں آپکی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔۔۔آپ نے خواہ مخواہ ہی زحمت کی۔" اس نے مؤدب انداز میں کہا۔

"ارے بیٹا کام مجھے تھا تو سوچا خود ہی چلا آؤں۔"

"جی چچا سائیں بتائیں کیا کام تھا؟" شماس نے سر سے ٹوپی اتار کر قمیض کی جیب میں ڈالی۔۔۔اور دونوں ایک جگہ پر بیٹھ گئے۔۔۔

"تم نے جو سوال کیا تھا آج اسی کا جواب دینے آیا ہوں۔۔مجھے تمہارا رشتہ قبول ہے ماہ کے لیے۔۔۔ مگر بیٹا میں ایک غریب آدمی ہوں زیادہ نہیں دے پاؤں گا۔" وہ اپنے دونوں ہاتھ اسکے سامنے جوڑتے ہوئے بولے۔۔۔

"ارے چچا سائیں۔۔یہ آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے ماہ کے علاوہ۔۔۔یہ دینا کہ مادی چیزوں کے پیچھے کیا بھاگنا۔۔۔یہ تو یہیں رہ جانی ہیں۔صرف ہمارے نیک اعمال ہمارے ساتھ جانے ہیں۔مجھے تو لوگوں کی سمجھ نہیں آتی کیوں ساری زندگی ان مادی چیزوں کو حاصل کرنے میں ساری زندگی گزار دیتے ہیں۔قبر میں تو ایک چیز ساتھ نہیں جاتی۔سب یہیں چھوٹ جاتا ہے۔مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے آپ بے فکر ہو جائیں۔"

"شماس بیٹا مجھے تمہاری انہیں باتوں اور خوبیوں نے متاثر کیا ہے۔خدا تمہیں دونوں جہانوں کی خوشیاں عطا کرے۔" انہوں نے دعائیہ انداز میں کہا۔

"بہت شکریہ چچا سائیں مجھے بس آپ کی دعائیں ہی چاہیے۔"

"نیک کام میں دیری کیسی؟ میں سوچ رہا ہوں اس جمعہ کو سادگی سے نکاح ہو جائے۔"

شماس نے اندازہ لگایا ماہ دو دن پہلے ہی اٹھارہ کی ہو جائے گی۔

"جی جیسے آپ کا حکم۔"اس نے سر جھکا کر کہا۔۔۔

معاذ گھر آیا تھا۔۔۔اور ہمیشہ کی طرح سیدھا کمرے میں ہی آیا اور پھر جیسے ہی اس نے کمرے میں قدم رکھا ٹھٹک کر رک گیا، کیونکہ اندر گھپ اندھیرا تھا۔اس نے تیزی سے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر لائیٹس روشن کیں، پلک جھپکتے ہی پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔وہ آگے بڑھا، لیکن دعا کو بیڈ پر چاروں شانے چت بازو پھیلا کر لیٹے چھت کو گھورتے دیکھ کر اسے اچنبھا ہوا وہ سرعت سے چند قدموں کا فاصلہ طے کر کے اسکے سر پر پہنچ گیا۔

"کیا ہوا ایسے کیوں لیٹی ہو۔۔۔۔۔؟"لیکن جواب ندارد۔۔۔

وہ اسکو ایسی کنڈیشن میں دیکھ کر کافی پریشان ہو گیا تھا لیکن اسکے وجود میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔وہ فکرمندی سے اس پر جھکا اور اسکے چہرے کو تھپتھپا کر پوچھنے لگا۔۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟"اس نے تھوڑا سا سر گھما کر معاذ کی طرف دیکھا۔اسکو اپنے لیے فکرمند دیکھ کر دعا کی آنکھوں میں نمی آگئی، لیکن بولی پھر بھی کچھ نہیں۔شاید اس میں بولنے کی سکت ہی نہیں تھی۔

"کیا ہوا؟رو کیوں رہی ہو؟کچھ بتاؤ تو ہی پتہ چلے گا نا۔۔"اس نے دعا کے بالوں میں

آہستہ سے ہاتھ پھیرتے ہوئے ملائمت سے پوچھا۔

"دکھ ہو رہا ہے مجھے۔۔۔" وہ دھیرے سے بولی۔

"کس بات کا دکھ۔۔۔؟" وہ زیادہ پریشان ہوا۔۔

"میں آپ کو دھوکا دے رہی ہوں۔۔۔"

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔۔؟ کس دھوکے کی بات کر رہی ہو؟ صاف صاف بتاؤ۔" وہ اس کی باتوں سے الجھ گیا تھا۔

"یہی کہ میں اسے بھلا نہیں پا رہی اور آپ اتنے اچھے ہیں۔۔ پھر بھی آپکو اپنا نہیں پا رہی۔۔۔" وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔۔۔

"سب بھول جاؤ دعا بس آج کو یاد رکھو زندگی سہل ہو جائے گی۔"

"جی۔۔!" اس نے مختصر جواب دیا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"مجھے تمہارا ساتھ چاہیے میرا پیار ہم دونوں کے لیے کافی ہو گا۔" وہ اسکو اپنے ساتھ لگائے پیار بھرے انداز میں بولا۔۔

دعا نے اسے جھٹکے سے خود سے پیچھے دھکیلا۔ معاذ نے اسے حیرت انگیز نظروں سے دیکھا اور سرعت سے اٹھتے ہوئے ایک تلخ نگاہ اس پہ ڈالتے کمرے سے باہر نکل گیا۔

دعا نے اسے روکنے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر زبان نے ساتھ نا دیا۔۔۔وہ وہیں کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔۔۔

جبکہ وہ باہر جاتے ہی زور سے دروازہ بند کرنا نہ بھولا۔۔۔

ساری رات وہ یونہی بلاوجہ سڑکوں پہ گاڑی دوڑاتا رہا۔۔۔دعا کا رویہ یاد آتے وہ بہت ریش ڈرائیونگ کر کے واپس گھر پہنچا تھا اور پھر گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے زور سے دروازہ کھول کر باہر نکل کر اندر آیا وہ لاونج میں صوفے پہ بیٹھی تھی شاید اسی کے انتظار میں معاذ بغیر کچھ بولے اور اسکی طرف دیکھے بنا اندر چلا گیا، وہ بہت غصے میں تھا۔۔۔ اسکا رخ بھی اپنے کمرے کی طرف تھا۔وہ کمرے میں آئی تو معاذ وہاں نہیں تھا، اس نے واش روم میں دیکھا وہاں بھی کوئی نہیں تھا وہ پریشان ہو گئی۔۔

وہ ایسے ہی پریشانی میں دوڑتی ہوئی نیچے آئی۔۔

"ریشماں! ریشماں! کہاں ہو تم؟"اس نے اونچی آواز میں ریشماں کو پکارا۔۔

"جی چھوٹی بی بی جی کیا ہوا؟"وہ بھی اسکی پریشان سی آواز سن کر کچن سے بھاگی آئی۔

"تم نے سردار معاذ کو کہیں دیکھا ہے۔۔؟"وہ پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ بولی۔

"جج۔۔جی دیکھا ہے بی بی! وہ بڑے غصے میں سٹڈی روم کی طرف گئے ہیں۔" ریشماں کچھ اور بھی بول رہی تھی لیکن وہ اسکی پوری بات سنے بغیر تیزی سے سٹڈی روم کی طرف بھاگی۔

اس نے سٹڈی روم کے دروازے کا ہینڈل گھمایا وہ کھل گیا۔۔اس نے اندر قدم رکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔وہ تیزی سے سٹڈی روم سے ملحقہ کمرے کی طرف بڑھی، لیکن وہ اندر سے لاکڈ تھا اسے شاک لگا۔اب وہ کیا کرے پلوشہ بیگم کو بتائے۔

"نہیں انہیں بتانا مناسب نہیں۔۔۔۔"اس نے سوچا اور پھر خود ہی ہمت کر بولی۔۔

"معاذ دروازہ کھولیں پلیز۔۔"لیکن جواب ندارد۔۔

"پلیز معاذ! نہ دیں خود کو اتنی اذیت۔۔نہ دیں خود کو تکلیف۔۔کیوں کر رہے ہیں آپ ایسا۔۔اگر سزا دینی ہی ہے تو مجھے دیں میں ہوں آپکی گنہگار۔۔"وہ زور زور سے دروازہ بجاتے ساتھ بول بھی رہی تھی۔۔لیکن اندر سے کوئی جواب نہیں آیا۔۔

"کیا ہوا چھوٹی بی بی؟"ریشماں بھی اسکو پریشانی سے اوپر کی طرف بھاگتے دیکھ کر اسکے پیچھے ہی بھاگتی ہوئی اوپر آئی تھی۔۔

"ریشماں اس کمرے کے لاک کی کوئی اور چابیاں ہیں؟" وہ پریشانی سے بولی۔۔

"جج۔۔جی بی بی چابیاں تو ہیں! لیکن ڈھونڈنی پڑیں گی۔۔" وہ بھی گھبرا گئی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو پھر ڈھونڈ کر لاؤ میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو، جاؤ جلدی سے۔" وہ پھٹ پڑی۔ ریشماں بھاگ کر نیچے گئی۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ چابیاں ڈھونڈ کر لانے میں کامیاب ہو گئی تھی، دعا نے اسکے ہاتھ سے چابی جھپٹ کر جلدی سے دروازہ کھولا۔۔

اندر داخل ہوتے ہی اک ناگوار سی بو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی، فرش پر کانچ کے ٹکڑے اِدھر اُدھر بکھرے پڑے تھے، وہ سمجھ گئی کہ معاذ ڈرنک کر چکا تھا، وہی ہوا جس کا اسکو ڈر تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی۔ معاذ فرش پر اوندھے منہ گرا ہوا تھا۔ اسکو فرش پر گرے دیکھ کر دعا کی چیخ نکل گئی۔

"معاذ۔۔۔" لیکن وہ نشے میں دھت بے سدھ پڑا تھا۔ نشہ اسکے اعصاب پر سوار ہو چکا تھا۔

"کیوں کر رہے ہیں آپ ایسا معاذ؟" وہ دوزانو ہو کر اسکے پاس بیٹھ گئی اور روتے ہوئے بولنے لگی۔ معاذ نے تھوڑی سی آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا اور پھر یکدم سے غصے میں دھاڑا۔۔۔

"دفع ہو جاؤ تم یہاں سے! میں کسی کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔ ہمیشہ مجھے ہی کھونا پڑتا ہے۔۔ کیوں۔۔۔ آخر کیوں؟؟" آج اک بار پھر سے وہ اپنے آپ میں نہیں تھا۔ اس

کے زخم ہرے ہو گئے تھے اور وہ بظاہر بھرپور اور مکمل نظر آنے والا انسان اس وقت ٹوٹ کر پھر سے بکھر چکا تھا۔۔وہ اس وقت بالکل چھوٹے سے ضدی بچے کی طرح لگ رہا تھا۔۔۔اسکی خودداری اور عزت نفس ماں کو دعا نے بری طرح سے مجروح کیا تھا، کوئی بھی شخص برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی عزت، یقین اور پیار کا مذاق بنائے۔۔۔

"جاؤ یہاں سے۔۔"وہ دھاڑا۔۔۔

"لیکن میں آپکو اس حالت میں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔"اس نے ہمت کر کے معاذ کو بازو سے پکڑ کر اٹھانے کی سعی کی۔۔

"گیٹ لاسٹ فرام ہیئر۔۔"معاذ اس سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر لڑکھڑاتے قدموں سے کھڑا ہوا تو اسکو زور سے دھکا لگا، وہ جو اسکے لیے تیار نہیں تھی اسکے قدم لڑکھڑائے اور وہ فرش پر منہ کے بل گر گئی، ریشماں جو کہ دروازے میں ہی کھڑی یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے حیرانگی سے دیکھ رہی تھی وہ تیزی سے آگے بڑھی۔۔

"بی بی جی! سردار ابھی بہت غصے میں ہیں، وہ کہیں آپکو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔آپ جلدی سے باہر آجائیں۔"

"نہیں میں ٹھیک ہوں تم جاؤ یہاں سے۔۔۔"وہ اٹھ کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔اسکا ہونٹ پھٹ گیا تھا اس میں سے خون رسنے لگ گیا، اسکا بازو بھی درد کر رہا تھا لیکن پھر

بھی وہ برداشت کررہی تھی، کیونکہ اس وقت اس سے بھی زیادہ تکلیف میں معاذ تھا، کیونکہ اسے تکلیف میں مبتلا دعا نے خود کیا تھا اپنے الفاظ اور رویئے سے۔۔۔۔

"چھوٹی بی بی مگر۔۔۔۔۔۔۔۔" وہ پھر بولی۔۔

"کہا نہ تم سے جاؤ یہاں سے۔۔۔" وہ اٹھ کر معاذ کے پاس آگئی وہ سرخ آنکھوں سے اس کو ہی گھور رہا تھا۔

"اٹھیں چلیں یہاں سے۔"

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ دعا!" اس نے ہاتھ میں پکڑا گلاس زور سے دیوار پر دے مارا۔ اسکے کانچ پورے کمرے میں بکھر گئے، دعا ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹی۔۔

"اپنی بیوی کو کسی غیر نامحرم کے غم میں گُھلتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔۔ نہیں برداشت کر سکتا۔" وہ نشے میں دھت بولتا ہوا لڑکھڑاتے قدموں سے چلتا بیڈ پر ڈھے گیا۔۔

"معاذ پلیز مجھے معاف کردیں۔۔۔ میں بہت بری ہوں۔۔" وہ آہستہ سے چلتی ہوئی اسکے پاس آکر بیٹھ گئی، اس وقت معاذ بہت بکھرا ہوا تھا۔۔

"سائیں۔۔۔" صابر حسین تیزی سے بھاگتے ہوئے سردار حماد کی جیپ کے پاس پہنچا۔

وہ جو زمینوں کا چکر لگا کر اب واپس حویلی کی طرف جا رہے تھے۔ جیپ وہیں روک کر اسے دیکھنے لگے۔۔۔

"سلام سائیں۔" اس نے مؤدب انداز میں جھک کر کہا۔۔

"ہمم۔۔۔وعلیکم۔۔"

"سائیں آپ سے ایک گزارش کرنی تھی۔" وہ ہنوز جھکے ہوئے بولا۔

"بولو۔"

"سائیں کل میری بیٹی کا نکاح ہے تو کل میں سامان شہر نہیں پہنچا پاؤں گا۔ایک دن کی چھٹی چاہیے تھی۔" صابر حسین کی بات سن کر وہ وہ پل کے لیے خاموش ہوئے پھر بولے۔

"ٹھیک ہے کر لینا چھٹی مگر پرسوں وقت سے آجانا۔۔"

"شکریہ سائیں۔۔۔میں وقت پہ آجاؤں گا۔"

"یہ لو کچھ پیسے رکھ لو۔" سردار حماد نے اسکی طرف کچھ نوٹ بڑھائے۔

"سائیں!!اس کی ضرورت نہیں۔۔۔" اسکے اندر کی خودداری نے جوش مارا۔۔

"رکھ لو صابر حسین بیٹی کی شادی کا تحفہ سمجھ کر۔۔" انہوں نے زبردستی اسکے ہاتھ میں

وہ پیسے رکھ کر جیپ سٹارٹ کر دی اور کچھ دیر میں ان کی جیپ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

صابر حسین وہاں سے سیدھا بازار چلا گیا اور ماہ کے لیے شادی کا خوبصورت جوڑا خریدا چوڑیاں، کاجل اور ایک لپسٹک خرید کر وہ گھر آیا۔۔اور آتے ہی دروازہ ماہ نے کھولا۔۔ تو صابر حسین نے وہ چیزیں اسے تھمادیں۔۔۔

"ماہ بیٹا ایک گلاس پانی تو پلا دو۔"

"جی بابا سائیں ابھی لائی۔" وہ چیزیں اندر رکھ کر پانی لینے چلی گئی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

"کیسی طبیعت ہے اب آپکی؟" دوپہر کے گیارہ بجے کے قریب معاذ کی آنکھ کھلی تھی، رات کو زیادہ ڈرنک کرنے کی وجہ سے اب بھی اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا اور آنکھیں بھی سرخ اور بوجھل ہو رہی تھی، اس نے اک نظر نارمل کھڑی دعا کے چہرے پر ڈالی اور پھر اس کے ہونٹ پر لگے زخم کا نشان دیکھ کر نظریں چرا گیا۔

"مجھے کیا ہونا۔۔؟ ایم فائن۔۔۔۔"

"لیکن مجھے آپکی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔" وہ ایسے نارمل انداز میں بول رہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔

"تمہیں غلط لگ رہا میں بالکل ٹھیک ہوں۔" وہ اٹھ کر واش روم میں گھس گیا جبکہ وہ وہیں ٹک گئی۔۔

"ایم سوری۔۔۔" وہ سوچو میں گم وہیں بیٹھی تھی جب معاذ کی شرمندہ سی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔

"سوری کس لیے۔۔۔؟" وہ اپنے ہاتھوں کو غور سے دیکھتے ہوئے انجان بن کر بولی۔

"ہر بار تمہیں میری وجہ سے دکھ ملتا ہے اس لیے۔" وہ تولیے سے اپنے گلے بالوں کو صاف کرتے ہوئے بول رہا تھا، لیکن اسکے چہرے پر کسی بات کے اثار نہیں تھے۔۔

"دکھ تو میں نے آپ کو دیا ہے۔" وہ جانے کیسے کہہ گی تھی پھر یکدم خاموش ہو گئی۔

"ہوں جانتا ہوں میں۔۔" وہ اعتراف کر رہا تھا۔ دعا کو حیرت نے گھیرا۔۔

"تو کیا آپ واقعی شرمندہ ہیں اپنے کیے پر۔۔؟" وہ بالکل اسکے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔

"ہمم۔۔۔۔ جھوٹ بولنا میری عادت نہیں۔" وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

"تو پھر آپ میری بات مان لیں اک بار۔۔۔" معاذ کا موڈ بہتر تھا اس لیے اس نے بات کرنے کا سوچا۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کون سی بات۔۔۔؟"اس نے الجھن بھری نظروں سے معاذ کی طرف دیکھا۔۔

"نئی شروعات کرنے کے بارے میں۔۔۔"

"یہ۔۔۔آ۔۔۔آپ کیا کہہ رہے ہیں؟؟؟"وہ انگلیاں چٹخانے لگی۔۔

"ٹھیک ہے نہیں۔۔تو تمہاری مرضی۔۔۔اب جو تم چاہتی ہو وہی ہو گا۔"اس ٹاول بستر پر پھینکا۔۔۔

"اپنا سامان پیک کر لو۔۔"

"ل۔۔لیکن۔۔۔میری بات۔۔۔تو۔۔۔سنیں۔۔۔"

"اب میں تمہاری کوئی بھی فضول بات سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔تم تیاری کر لو ہم نے کچھ دیر تک جانا ہے اور ہاں یہاں جو بھی ہوا اسکے بارے میں کچھ مت بتانا اماں سائیں کو۔۔۔"وہ اپنی بات کہہ کر زور سے دروازہ بند کر کے باہر نکل گیا۔۔

اور وہ بس بند دروازے کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔

ہسپتال کی ایمر جنسی وارڈ میں ہر طرف افرا تفری کا عالم تھا۔وارڈ میں کرونا وائرس کے باعث زندگیاں سسک رہی تھیں۔

"سب ڈاکٹرز کو کال کر کے یہاں بلا لیا ہے نا؟"

"جی سر سب کو کال کر دی گئی ہے۔بس پہنچنے والے ہی ہوں گے ۔"ماتحت ڈاکٹر نے بتایا۔۔۔۔

فجر جو کب سے ہسپتال کے کاریڈور میں چکر کاٹ رہی تھی پھر دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے مسلسل قرآنی آیات کا ورد کر رہی تھی۔۔کیونکہ آپریشن تھیٹر کی لائٹ پھر سے جل چکی تھی۔۔۔۔

"ایکسکیوزمی ڈاکٹر۔۔"آئی سی یو سے باہر آتے ہوئے ڈاکٹر کو فجر نے روک کر کہا۔

"ڈا۔۔ڈاکٹر۔۔وووہ اندر۔۔۔۔۔!"اسکے آئی سی یو کی جانب اشارہ کرنے پر ڈاکٹر نے فوراً پوچھا۔

"اس پیشنٹ کے ساتھ آپ ہیں کیا۔۔۔؟"

"جی میرے ہزبینڈ ہیں۔۔انہیں ابھی تک باہر کیوں نہیں لایا گیا۔۔۔؟"

"ان کا آپریشن ابھی چل رہا ہے۔"

"مگر ڈاکٹر نے تو کہا تھا کہ انکا آپریشن کامیاب رہا۔"فجر نے دھڑکتے ہوئے دل پہ ہاتھ رکھے تشویش بھرے انداز میں کہا۔

"انہیں شاید کوئی غلط فہمی ہوئی تھی انہوں نے دوسرے پیشنٹ کو آپکا پیشنٹ سمجھ کر اطلاع دی۔۔۔پہلے والے مریض کا آپریشن کامیاب رہا تھا۔۔"

"ڈاکٹر سب ٹھیک تو ہے؟؟"

"آپ دعا کیجیے پیشنٹ۔۔پیشنٹ کی حالت ٹھیک نہیں وہ رسپانس نہیں دے رہے۔

He loses his hope.."

ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز میں کہا۔۔۔

"ڈاکٹر وہ میری ہزبینڈ ہیں پلیز انہیں بچالیں۔۔انہیں کچھ بھی کر کے بچالیں۔۔انہیں کچھ نہیں ہونا چاہیے۔"

فجر کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔۔وہ ڈاکٹر کے سامنے ہاتھ جوڑ کر منت پر اتر آئی تھی۔۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا ریلا ہنوز جاری تھا۔۔

"انکے لیے دعا کیجیے!"ڈاکٹر نرم لہجے میں بولتے ہوئے تیزی سے وہاں سے نکل گئے۔

فجر کی پانیوں سے لبالب آنکھوں نے دور تک ان کا پیچھا کیا،جب وہ نظروں سے اوجھل ہوئے تو اس نے ایک درد بھری نگاہ آئی سی یو کے ڈور پر ڈالی اور کاریڈور سے باہر بھاگی۔غروب آفتاب کا وقت تھا۔۔سورج ہر دن کی طرح اس وقت بھی ہر سُو پھیلی سنہری کرنوں کو اپنے پروں میں سمیٹے منزل کی طرف رواں دواں تھا۔۔ڈوبتے

ہوئے سورج کا یہ منظر جہاں ایک دلکش، حسین نظارہ رکھتا ہے، وہیں اندھیروں میں گم ہوتا روشنیاں بکھیرتا سورج آخر کار ڈوب رہا تھا۔۔۔اذلان کی حالت کے بارے میں سن کر اسے اس ڈوبتے سورج کی طرح اپنی زندگی بھی اندھیروں میں ڈوبتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

وہ ہسپتال کے باہر کھلے میدان میں کھڑی دونوں ہاتھوں پر دوپٹہ پھیلائے گڑگڑاتے ہوئے اس پروردگار سے اپنے شوہر کی زندگی کی بھیک مانگ رہی۔۔آسمان پہ موجود سورج کی آنکھوں میں اپنی سرخ انگارہ بنی زار زار برستی آنکھیں گاڑھے دعا گو تھی۔

"مجھے باہر نکالو یہاں سے۔۔"وہ اندھیرے کمرے میں تنہا چیخ رہا تھا۔

"باہر نکالو مجھے۔۔ڈر لگتا ہے اندھیرے سے۔۔۔"وہ زاروقطار رو رہا تھا۔

غصہ، خوف، دہشت بری طرح اُسکی آواز سے جھلک رہا تھا۔۔۔

ہلکی ہلکی سی سسکیاں وقفے وقفے پورے کمرے ابھر رہی تھیں۔۔۔

"باہر نکالو مجھے۔۔۔"اب کی بار اس آواز میں ایک اذیت سی گھلی تھی۔رات کی ہولناکی میں وقفے وقفے سے پیدا ہونے والی یہ آواز مزید ہولناک لگتی تھی۔

اچانک ایک پھڑ پھڑاہٹ کی آواز ابھری اور دروازہ کھلا۔۔جس میں وہ بند تھا۔۔۔

"کیوں مار رہے ہو مجھے؟؟"اسکا بدن زخموں سے چور تھا۔۔۔مقابل شخص اسے بازو

سے پکڑے تقریباً گھسیٹتا ہوا ایک اندھیرے کمرے میں لے آیا۔۔

اسکے سوکھے حلق سے بمشکل الفاظ نکلے۔

"آنکھیں اوپر مت اٹھانا ورنہ ان آنکھوں میں جلتے کوئلے ڈال دوں گا جو نظر اٹھا کر بھی دیکھا۔" اس شخص نے اسے کرخت آواز میں دھمکایا۔۔

"پلیز۔۔ چھوڑو۔۔ مجھے۔۔ جانے۔۔ دو۔۔" وہ سخت مزاحمت کی کوشش کرنے لگا۔ اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نظریں جھکائے رکھیں۔۔۔

اس آدمی نے اسے جھٹکا دے کر فرش پر پھینکا۔۔۔فرش پر گرتے ہی اس کے خشک حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی۔

"آواز بند۔۔۔۔ ورنہ گلا دبا کر اسے ہمیشہ کے لیے بند کر دوں گا!!!"

وہ اسے درد دے کر چیخنے چلّانے کا موقع بھی نا دے رہا تھا۔ مقابل موجود شخص اسکی آواز سن کر ایک زوردار تھپڑ اسکے گال پر مارتے ہوئے۔ اسکے بالوں کو مٹھی میں دبوچ کر جھٹکا دیتے بولا۔۔

"آہہ۔۔" اسکی درد بھری سسکاری فضا میں منتشر ہوئی۔۔۔

وہ پہ در پہ اس معصوم بچے پر تھپڑوں کی بوچھاڑ کرتا گیا۔۔۔ پیچھے سے کسی اور کے ہنسنے

کی آواز آئی۔۔۔ مگر جسم میں جان باقی نا تھی کہ وہ سر اٹھا کر دیکھتا اپنے ساتھ اس قدر بے رحمانہ تشدد کرنے والوں کون تھے۔

اس آدمی نے اس کا سر دیوار سے مارا۔۔۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام کر رہ گیا۔

درد کی شدت سے بلبلاتے ہوئے وہ پھر سے ڈھ گیا۔۔۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ وہ جانے کیسے برداشت کر رہا تھا اگر اسکی جگہ کوئی اور اسکا کب کا دم نکل چکا ہوتا۔۔۔

جیسے ہی وہ نیچے گرا۔۔ اسکی کھلی ہوئی آنکھوں نے ایک دھندلا سا ناواضح منظر دیکھا۔۔ پھر دھیرے دھیرے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پاس کھڑا آدمی ابھی بھی اس کو لاتوں سے پیٹ رہا تھا۔۔۔

"چھوڑو۔۔۔۔۔۔"

وہی برسوں پہلے کا منظر اسکے دماغ میں گھوم رہا تھا۔۔۔ اس کے چہرے پہ شدید قسم کے ڈر کے آثار نمایاں تھے۔۔۔ آئی سی یو میں موجود ڈاکٹرز نے پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔۔

مشینری پر اوپر تیزی سے اوپر نیچے ہوتی ہوئی لائنز ایک دم بالکل سیدھی ہو گئیں۔۔۔

ہارٹ بیٹ رک گئی۔۔۔۔

پیشنٹ کی باڈی نے رسپانس دینا چھوڑ دیا۔۔۔۔

آپریشن تھیٹر کی لائٹ آف ہو گئی۔۔۔۔

ڈاکٹرز ہاتھوں سے گلوز اتارے باہر آئے۔۔۔۔

فجر جوان کی آمد کی منتظر تھی۔۔۔ان کے پریشان چہروں سے اندازہ لگا رہی تھی۔۔۔۔

"اذلان ٹھیک ہیں نا ڈاکٹر؟؟؟؟"

"I am sorry... But he is no more."

وہ نظریں جھکائے ہوئے افسردگی سے بولے۔

"یہ۔۔۔کیا کہہ رہے ہیں آپ ڈاکٹر۔۔۔؟ وہ اذلان نہیں ہو گا۔۔وہ میرے اذلان جی نہیں ہوں گے۔۔۔ہے نا ڈاکٹر؟؟؟ آپکو پھر سے کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔ایسا ہی ہے نا؟؟؟" وہ وہ اونچی آواز میں بولی۔۔۔

"اذلان آپریشن کے دوران ہی دم توڑ گئے۔" ڈاکٹر نے کہتے ہوئے لب بھینچ لیے۔

"آپ نے تو کہا تھا کہ انہیں کچھ نہیں ہو گا پھر ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں آپ؟" وہ ڈاکٹر کا کالر پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئی چلائی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نرس نے اسے بازووں سے کھینچ کر فوراً ڈاکٹر سے پیچھے کیا۔۔۔۔

"کچھ نہیں ہوا میرے اذلان جی کو۔۔۔ دیکھنا وہ ابھی اٹھ جائیں گے۔۔۔اور کہیں گے گڑیا دیکھو میں ٹھیک ہو گیا۔۔۔"وہ کہتے ہوئے آئی سی یو کی طرف بھاگی۔۔۔

اسکی نظر اذلان کی باڈی پہ پڑی۔۔۔۔سٹریچر پہ بند آنکھوں سے لیٹے جس کو سفید چادر سے ڈھک دیا گیا تھا۔۔اس حالت میں دیکھ کر فجر کی زبان گنگ، آنکھیں ساکت ہوئیں دونوں بازو ایک دم سے پہلو میں گرے۔۔

اسے ساتوں آسمان قیامت بن کر اپنے سر پہ ٹوٹتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔۔۔ایک ساتھ آنسوؤں کی بے شمار لڑیاں لٹھے کی مانند سفید پڑتے اسکے چہرے پر پھسلنے لگیں۔

"اذلان جی!!!!!! "

وہ دوڑتے ہوئے اسکے قریب گئی اور سفید چادر اتار کر زمین پہ پھینک دی۔۔۔اسے بازو سے جھنجھوڑتی حلق کے بل چیخی تو اسکے شل ہوتے احساسات جاگ اُٹھے۔۔

"آنکھیں کھولیں اذلان جی!! آنکھیں کھولیں۔۔۔"

فجر نے اسکے گال تھپتھپا کر کر چلاتے ہوئے کہا۔۔۔

"میں معافی مانگتی ہوں۔۔اذلان۔۔۔اذلان جی۔۔آپ جانتے ہیں نا میں جو بھی کیا

آپکے لیے کیا۔۔۔آپکے ٹھیک ہونے کے لیے کیا۔۔۔میں آپکو کچھ کرنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ہوش میں آئیں پلیز اذلان جی ہوش میں آئیں۔۔۔"

اسکی کرب ناک چیخوں سے ہسپتال کے در و دیوار بھی کانپ اٹھے۔۔۔۔

"میں آپکے بغیر نہیں جی سکوں گی اذلان جی۔۔۔ہوش میں آجائیں۔۔۔"

وہ اسکے بنا دھڑکن کے سینے پہ سر رکھے آہ و بکا کرتے ہوئے بری طرح کپکپا رہی تھی۔۔

"بہت ناز اٹھائے ہیں آپکے میں نے۔اب میری باری ہے نخرے دکھانے کی آپ یوں منہ نہیں موڑ سکتے۔۔۔اذلان جی۔۔۔اٹھیں نا!!!آپ مجھے روتا نہیں دیکھ سکتے نا۔۔۔دیکھیے میں رو رہی ہوں۔۔آپکی گڑیا رو رہی۔۔۔اٹھیں نا آنسو پونچھے میرے۔۔۔اذلان جی سانسیں لیں۔۔۔"

وہ اسکے سینے پہ کان لگا کر دھڑکنوں کو سننے کی تگ و دو کر رہی تھی مگر ناکام رہی۔۔۔

"میں مر جاؤں گی آپکے بنا۔۔۔واپس آئیں اذلان جی۔۔۔آپکے بنا میرا اس دنیا میں کوئی نہیں۔۔۔"

نا دھڑکن۔۔۔نا سانس۔۔۔نا ہلچل۔۔۔محسوس کیے وہ پاگلوں کی طرح اسکی شرٹ دبوچ کر چیخنے لگی۔۔۔

"چھوڑ کر جاؤ گے مجھے ؟؟ چھوڑ کر جاؤ گے ؟؟ کیسے ؟ اپنے دل کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے کہاں لے جاؤں کس کو دکھاؤں ؟؟ آپکے بنا یہ دل پتھر ہو جائے گا۔۔۔لوٹ آئیں۔۔ لوٹ آئیں۔۔"

اسکی درد بھری گریہ وزاری سے زمین و آسماں بھی تھرّا اٹھے۔۔۔۔

سب کچھ کھو دینے کے بعد اسے اپنا تن من تپتی ہوئی بھٹی میں جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

بھری دنیا میں تنہا ہونا کسے کہتے ہیں اسے اس بات کا اندازہ آج ہوا تھا۔۔۔

وہ ازلان کے بے جان وجود کو دیکھتے ہوئے شکستہ حال وہیں ڈھے سی گئی۔۔۔۔

"ازلان جی!!!!" وہ زمیں بوس ہوئے بلند آواز سے چلائی۔

"یہ کون ہے ڈاکٹر ؟؟؟"

اس سوٹڈ بوٹڈ شخص جس نے سفید اوور آل پہنے سٹتھو سکوپ گلے میں ڈال رکھا تھا۔ سرجن سے پوچھا۔۔۔

"ایک پیشنٹ کی وائف ہیں۔ابھی ابھی پیشنٹ کی ڈیتھ ہوگئی۔۔۔دراصل انکے دماغ میں کوئی پرانی چوٹ لگنے کی وجہ سے میموری لوس ہو چکی تھی۔۔۔انہیں کا آپریشن تھا آج۔۔۔مگر پیشنٹ نے رسپانس نہیں دیا۔۔۔۔اوران فارچونیٹلی انکی ڈیتھ ہو گئی۔"

انہوں نے اس کو تفصیل سے آگاہ کیا۔۔۔

اس شخص کے قدم خود بخود ہی اسی جانب اٹھنے لگے۔۔۔

وہ چلتے ہوئے آئی سی یو کے اندر آیا اور اس روتی بلکتی ہوئی لڑکی کے شانے پہ تسلی کے لیے ہاتھ رکھا۔

فجر نے اپنی گریہ وزاری سے سرخ ہوئی نظریں اٹھا کر پیچھے دیکھا اور اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔۔

ابھی اصل قیامت آنا تو باقی تھی۔۔اسکے دماغ نے خطرے کی گھنٹیاں بجائیں۔۔۔وہ سکتے کی کیفیت میں دم روک گئی۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایمبولینس کے سائرن کی آواز سن کر حویلی کے ملازمین باہر نکل آئے۔۔۔۔

جلال الدین جو مردان خانے میں موجود تھے وہ اپنے چھڑی سے سہارا لے کر چلتے ہوئے باہر دروازے پہ کھڑے ہوئے دیکھنے لگے کہ آخر ماجرا کیا ہے۔۔۔سبرینہ بیگم بھی حویلی کی دہلیز پر کھڑی تھیں۔۔۔۔

فجر جو جانے کب سے ساکت ایک ہی حالت میں بیٹھی تھی۔اسے کچھ خبر نا ہوئی کہ

کب وہ ایمبولینس میں آئی اور کب راستہ گزر گیا۔۔۔

ہوش تو تب آیا جب ایمبولینس ایک جھٹکے سے حویلی کے باہر آ کر رکی۔۔۔

جو نہی ایمبولینس کا پچھلا دروازہ کھلا اور اس میں سے سفید یونیفارم والے دو لوگ برآمد ہوئے اور انکے ہاتھ میں ایک سٹریچر تھا جس میں سفید کپڑوں میں لپٹا ہوا کسی کا مردہ وجود تھا جو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔

وہ لوگ اسے حویلی کے اندر لا رہے تھے۔۔ فجر ہمت کیے ایمبولینس سے نیچے اتری۔

اسکے کپکپاتے ہوئے پاؤں زمین پر رکھتے ہوئے لڑکھڑائے۔۔۔ جسم جیسے مٹی کا ڈھیر بن گیا۔۔۔رو رو کر اب تو حلق بھی خشک ہو چکا تھا۔۔۔سب کی حیران نظریں فجر پہ تھیں۔۔۔وہ تو شہرام اور دلنشین کے ساتھ گھومنے گئی تھی۔ پھر شہرام اور دلنشین کہاں تھے اور اس سٹریچر پہ کس کا مردہ وجود تھا۔۔۔۔؟؟؟؟

وہ تو اسکو زندہ سلامت ٹھیک ہونے کے لیے لے کر گئی تھی۔ اسکی نیت میں کوئی کھوٹ نہیں تھا۔

اسے کیا پتہ تھا کہ اسکی یہ نیک نیتی اسکے ہی گلے پڑنے والی تھی۔ تنہا اٹھایا جانے والا اتنا بڑا قدم اس سے اسکا سب کچھ چھین لینے والا تھا۔ اسے اگر اس بات کا اندازہ ہوتا تو وہ کبھی ایسا قدم نہیں اٹھاتی۔ ہونا وہی تھا جو قسمت اسکے مقدر میں لکھ چکی تھی اور لگتا کچھ

یوں تھا کہ ابھی اسکی قسمت میں اور امتحان باقی تھے۔

کیا سردار اذلان کے دل کا راز دل میں ہی دفن ہو جانا تھا یا کبھی اس راز سے پردہ اٹھے گا؟

اٹھارہ سال پہلے کا منظر۔۔

ہر سو سناٹے اور خاموشی کا پہرہ تھا۔اچانک بارش چھاج و چھاج برسنے لگی۔یہ طوفانی بارش اس بیہوش ہوئے وجود کو ہوش میں لانے کا سبب بنی۔۔۔کڑکتی بجلی اسکے چہرے پر پڑی۔۔۔تو اسکی اوشن بلیو آئیز اندھیرے میں بھی دیکھنے کے قابل ہوئیں۔آسمان سرخی مائل دکھائی دے رہا تھا۔۔مطلع ابر آلود تھا کہ ہر طرف بارش کی بوندیں دکھائی دے رہی تھیں۔یہ برستا ہوا مینہ سیلاب کا روپ اختیار کر رہا تھا۔۔اور سیلاب تو آنے والا تھا۔۔

یہ طوفان آنے والے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہونے والا تھا۔

بارش کے پانی سے بھرتی ہوئی ندیاں خون کی ندیوں سے بھرنے والی تھیں۔۔

اتنی اونچائی سے وہ سیدھا نیچے بہتے ہوئے دریا میں گرا اور پانی کی تیز لہریں اسے بہاتے ہوئے دریا کے کنارے تک لا چکی تھیں۔۔۔پانی میں موجود پتھروں سے اسے کئی

خراشیں آئی تھیں۔

مگر یہ خراشیں تو اس زخم کے زرہ برابر بھی نا تھیں جو ہیر کو اس سے جدا ہوتے دیکھ کر ملیں تھیں۔

وہ نئے عزم سے اٹھا۔۔۔اور اپنے وجود سے پھٹی ہوئی شرٹ اتاری۔۔۔اسکے نیچے پہنی ہوئی بلٹ پروف جیکٹ اتار کر پھینکی۔۔۔۔

بے شک وہ کسی پر وار نہیں کر سکتا تھا مگر اس کے نزدیک اپنی جان اتنی بھی ارزاں نہیں تھی کہ وہ ایک ملکی دشمن کے ہاتھوں مارا جاتا۔۔۔

ہاں مگر یہ جان وطن کی محبت میں گئی ہوتی تو مضائقہ نہیں تھا۔اسی لیے اس نے یہاں آنے سے قبل اپنی حفاظت کے لیے اسے پہنا تھا۔

وہ اپنے جاہ و جلال سے چلتے ہوئے۔۔۔پہاڑیوں کا راستہ طے کرنے لگا۔۔۔۔

"کنگ بہت سارا مال پکڑا جا چکا ہے۔جو یہاں ہے اسکا کیا کرنا ہے؟؟"عمر آفندی نے سکارپین کنگ سے پوچھا۔۔۔

"میں اس مال کو اپنے آدمیوں سمیت افغانستان منتقل کر لوں گا۔۔یہاں کے حالات سازگار ہوتے ہی واپس آئیں گے۔۔۔"سکارپین کنگ نے اپنا خیال بتایا۔

"میں زیادہ دیر یہاں نہیں رکوں گا۔ میں تو جا رہا ہوں۔۔ آخر کو افغانستان میں جو کل لڑکیوں کی سمگلنگ کی ہے۔ اس میں سے کچھ میرے انتظار میں ہیں۔ اب بلبل تو ملی نہیں۔ تو چلو انہیں سے جا کر کام چلا لوں۔" وہ خباثت سے اپنی بیرڈ پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔۔ اور گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے فرار ہونے لگا۔۔۔

"رکو آفندی ایک ساتھ نکلیں گے۔" کنگ نے اس کو روکا۔۔۔

"ٹھیک ہے باس جیسا آپ کا حکم۔۔ چلیں شباب نا سہی تھوڑی شراب ہی سہی۔۔۔"

وہ خباثت سے مسکراتے ہوئے اندر بلڈنگ میں موجود اس کمرے میں گیا جہاں شراب موجود تھی۔۔۔ جبکہ سکارپین کنگ اپنی مخصوص جگہ پر براجمان تھا اور آدمی مال لوڈ کر رہے تھے۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شیر زمان آگے بڑھا۔ اسے زندہ دیکھ سکارپین کنگ کے آدمی حیرت زدہ رہ گئے۔ وہ اسکی طرف بڑھے۔۔ مگر شیر زمان نے انہیں موقع دیئے بنا۔۔۔ پاس پڑا ہوا بڑا سا پتھر اٹھا کر ان کی طرف پھینکا اور پھرتی سے ٹرک سے رائفلز نکال لیں۔۔

اتنی دیر وہ لوگ بھی سیدھے ہو چکے تھے اور اپنی گنز نکال کر اس پر تان چکے تھے۔۔۔۔

شیر زمان نے ایک رائفل اپنے بازو پر ڈالی اور دوسری ہاتھ میں تھی۔۔ وہ ٹرک کی اوٹ میں ہوا۔۔۔

تھوڑا سا سر باہر نکالا۔۔۔

ایک نے اس پر فائر کیا تو شیر زمان نیچے ہوا۔۔۔اس کا وار خالی ہوا۔۔۔

پھر شیر زمان نے ایک بھی لمحہ ضائع کیے بنا ان پر اندھا دھند فائر کھول دیا۔۔۔

چند لمحوں میں وہاں لاشوں کے ڈھیر لگ چکے تھے۔۔۔۔

بہتی ہوئی بارش کے پانی میں ان کا خون بھی بہنے لگا۔۔۔۔اس کی اوشن بلیو آئیز میں اس وقت شعلوں کی سی لپک تھی۔۔۔اسکی شعلہ بار نگاہوں کو دیکھ کر خوف کو بھی خوف آ رہا تھا۔۔جو بھی اس کے راستے میں آ رہا تھا وہ اسے بھون ڈالتا۔۔۔

اس دوران شیر زمان کے بازو پر بھی گولی لگی۔۔۔۔مگر اس نے پرواہ نا کی۔۔۔

وہاں سے خون رسنے لگا۔۔۔

اس نے دوسری منزل پر آتے ہی وہاں موجود ٹیبل سے کپڑا کھینچ کر اپنی بازو پر باندھا جہاں سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔

اس نے سامنے والے کمرے کا کھلا دروازہ دیکھا تو اس میں داخل ہوا۔۔۔۔

وہاں عمر آفندی شراب نوشی میں مشغول تھا۔۔۔۔

"کون ہے؟؟؟؟"

اسے اندھیرے کمرے میں کسی اور کے آنے کا احساس ہوا تو اس نے پوچھا۔۔۔

مگر جواب ندارد۔۔۔۔

شیر زمان نے شراب کی بوتل اس کے سر پر توڑی۔۔

وہ اپنے دونوں ہاتھ سر پہ رکھ کر تڑپنے لگا۔۔۔۔

"کون ہے سامنے آ؟؟؟" وہ زور سے چیخا۔۔۔۔

مگر اندھیرے کی وجہ سے اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دیا۔۔۔

جوں ہی عمر آفندی نے دیکھنے کے لیے لائیٹر جلایا۔۔۔

وہاں ٹوٹ کر گری ہوئی شراب کی بوتلوں کی وجہ سے آگ لگ گئی۔۔۔۔

اس نے باہر نکل کر اپنی جان بچانے کی کوشش کی مگر تب تک کمرے کا دروازہ کسی نے باہر سے بند کر دیا تھا۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے سارے کمرے نے آگ پکڑی۔۔۔

کچھ دیر میں اس کی درد بھری خوفناک چیخیں گونج اٹھی۔اس نے لوگوں کے لیے آگ کا سامان منتخب کیا تھا آج اسی آگ میں اس کی جان چلی گئی تھی۔۔۔۔یہ اس کے کیے کا مکافات عمل تھا۔

اپنے ملک کے لٹیروں سے اسے ذرا بھر بھی ہمدردی نہیں تھی۔۔وہ سب کو ان کے انجام تک پہنچاتا جارہا تھا بلاشبہ وہ خود بھی زخمی تھا۔۔۔

مگر وہ اپنی فکر سے بے نیاز تھا۔۔۔۔

"ہیلو ہاں اپنا خیال رکھنا۔۔میں جلد ہی وہاں پہنچوں گا۔" کنگ نے کسی کو فون پر کہا۔

"ڈیڈ مگر مجھے آپکا بھی خیال کرنا ہے۔آپ مجھے بتائیں کون ہے وہ جو یہ سب کر رہا ہے؟" سکار پین کنگ کے بیٹے ساحل نے جوابا کہا۔

"شیر زمان نام ہے اسکا جو سالوں پہلے میرے ہاتھوں سے بچ کر نکل گیا تھا۔ماردیا میں نے اسے۔۔"

"مگر ڈیڈ آپ کو اپنا خیال رکھنا ہوگا پھر بھی۔۔"

"تو میرا بیٹا کہیں سے نہیں لگتا سالا اتنا ڈرپوک ہے تو۔" سکار پین کنگ نے کہا۔

"ہاں اور یاد رکھ۔۔ابھی تک ایسا کوئی مائی کا لال پیدا نہیں ہوا جو کنگ کو مات دے تم میری فکر مت کرو بس اپنا خیال رکھنا۔" کہتے ہی اس نے فون رکھا۔۔۔

بجلی کی کڑک نے ماحول میں ارتعاش پیدا کیا۔۔۔۔

اندھیرے میں بجلی کوندی تو سکار پین کنگ اپنے سامنے کھڑے ہوئے شیر زمان کا چہرہ

دیکھ ساکت ہوا۔۔۔اسے اپنی آنکھوں پر یقین کرنا ناممکن لگا۔

اپنے ڈیڈ کی خوفناک موت کے بعد ساحل اس جگہ پر آیا۔ جہاں یہ حادثہ ہوا تھا۔۔اور اس جگہ کے سی سی ٹی وی سکرین پر سارا منظر دیکھا کہ کیسے شیر زمان نے اسکے ڈیڈ کو بھیانک موت دی۔۔۔

وہ غصے میں پاگل ہو گیا اور دماغ میں ایک پلان ترتیب دینے لگا۔۔۔۔

یہ اس رات کی بات تھی جب خان حویلی کے لان میں کسی کی سالگرہ بہت دھوم دھام سے منائی جارہی تھی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیر نے سنہری کو بے بی کارٹ میں ڈالا ہوا تھا سنہری سو رہی تھی۔۔۔ہیر اور شیر زمان اپنی جگہ سے اٹھ کر جونہی گول میز کے قریب گئے تاکہ کیک کاٹا جائے۔۔۔یہی لمحہ ساحل نے ضائع نہیں جانے دیا اور اس نے سنہری کو اپنی چادر میں لپیٹ کر اٹھا لیا۔۔

جیسے ہی وہ دیوار پھیلانگ کر باہر کودا۔۔۔گیٹ پر موجود گارڈ نے دیکھ لیا اور اس پر فائر کیا۔۔ مگر اندھیرا ہونے کی وجہ سے نشانہ چوک گیا۔۔۔اس نے شور مچا دیا۔۔۔۔

سب نے اسکی آواز سن کر باہر کی طرف دوڑ لگائی۔

"صاب۔۔صاب! وہ ایک آدمی گھر سے باہر کود گیا۔۔ باہر اندھیرے کی وجہ سے فورا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔۔"

"سنہری کارٹ میں نہیں ہے۔" ہیر کی حیرت زدہ آواز سنائی دی تو شیر زمان باہر کی طرف تیزی سے بھاگا۔۔۔

ضامن نے پولیس چوکی میں فون کیا اور سارے راستے میں ناکہ بندی کروادی۔۔۔۔

ساحل بھاگتے ہوئے ایک گاڑی میں بیٹھا۔۔۔۔

وہ جلد سے جلد وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا مگر راستے میں ناکہ بندی دیکھ بوکھلا گیا۔۔ وہ ہر گاڑی کو روک کر اسی بچی کی تلاش کر رہے تھے۔۔۔

ساحل شروع سے ہی ڈرپوک تھا۔اس نے غصے میں اپنے باپ کا بدلہ لینے کا فیصلہ تو کیا مگر پولیس کو دیکھ کر ڈر گیا۔۔اس نے بدلہ لینے کا ارادہ ترک کر دیا اور اپنی جان بچانے کا سوچا۔۔۔۔

گاڑیوں کی لمبی قطاریں تھیں جن سے تلاشی لے کر انہیں آگے جانے دیا جا رہا تھا ۔۔وہ گاڑی بند کیے اس میں سے باہر نکلا اور بچہ کو چادر میں لپیٹے ہوئے ہی چھپ چھپ چلنے لگا اسے ایک ٹرک نظر آیا جو ٹرن کر کے اسی طرف آرہا تھا۔۔ جس کی تلاشی ہو چکی تھی۔اس نے سنہری کو اس ٹرک میں ڈال دیا۔۔

اور خود جا کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔۔

"باہر نکل۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ گاڑی میں بیٹھتا۔۔۔شیر زمان نے اسے کالر سے دبوچ کر غرایا۔۔وہ کب سے اس کا پیچھا کر رہا تھا۔۔۔۔وہ اس کے کپڑے پہچان چکا تھا۔۔۔

شیر زمان نے لاتوں اور گھونسوں سے اس کی خوب خاطر تواضع کی۔۔۔۔

"کہاں ہے میری بیٹی؟بول؟بول ورنہ آج تیری جان لے لوں گا۔"وہ دھاڑا۔۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔وہاں۔۔۔۔"ساحل نے اشارہ کیا۔۔۔مگر وہاں کوئی ٹرک ہوتا تو نظر آتا۔۔۔۔

ان دونوں کی مار کٹائی کے دوران وہ ٹرک وہاں سے نکل چکا تھا۔۔۔۔۔

پولیس کے آدمیوں نے ساحل کو اریسٹ کر لیا۔۔۔

وہ بھی اپنے باپ کی طرح کالے دھندے میں ملوث تھا۔اسکے بنا پہ اور سنہری کو اغواء کرنے کی وجہ سے اسے قید ہو گئی۔۔۔۔

اس سے ہر ممکن کوشش کی گئی کہ وہ بتادے کہ سنہری کہاں ہے مگر وہ منہ سے ایک لفظ تک نہیں پھوٹا۔۔۔

جب بھی اسکی جیل کی سزا ختم ہونے لگتی شیر زمان اس پہ نیا کیس ڈال دیتا تاکہ وہ یہاں سے کبھی باہر نا نکل سکے۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Reviews

ہیرا ابھی تک سنہری کے کھو جانے کے غم سے باہر نہیں آئی تھی۔وہ یونہی سالوں سے تڑپ رہی تھی اسکے فراق میں۔بیشک اسکے تین جوان بیٹے تھے مگر بیٹی کی جدائی کا غم ابھی تک تازہ تھا۔۔۔

آج وہ پہلی بار شیر زمان سے اجازت لے کر جیل میں آئی تھی ساحل سے ملنے۔۔۔

ساحل اس عورت کو سامنے دیکھ پہچان گیا تھا۔۔۔سالوں پہلے اس نے اسی لڑکی کی بچی چرائی تھی۔۔۔۔

ہیر نے سلاخوں کے پیچھے کھڑے ہوئے انسان کی طرف دیکھا۔۔

"دیکھیں بھائی میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں۔میں نہیں جانتی آپ نے میری گود کیوں اجاڑی؟؟اس سب کے پیچھے آپ کا کیا مقصد تھا۔۔ایک ماں کی گزارش ہے۔مجھے میری بیٹی کا پتہ بتادیں۔آپ نے بھی ایک دن خدا کے آگے منہ دکھانا ہے۔اگر آپ نے نیکی کی تو کیا پتہ اس نیکی کے بدلے خدا آپکے تمام گناہ معاف فرمادے۔آپکی آخرت نیک فرمادے۔۔۔"

ساحل جو خاموش تھا اسکی روح جھنجھنا اٹھی۔۔۔اس نے ٹھٹک کر اس عورت کی طرف دیکھا۔۔۔

"میں واقعی نہیں جانتا وہ کہاں ہے۔ہاں لیکن ایک بات جو مجھے پتہ تھی مگر میں نے کسی

کو بھی نہیں بتائی۔۔۔آج تک۔۔۔وہ تمہیں بتاؤں گا۔۔۔"

اسے پتہ چل گیا تھا کہ شیر زمان اسے یہاں سے مرنے کے بعد ہی نکلنے دے۔۔۔اسے اپنا آخری وقت قریب نظر آیا۔۔۔تو اس نے لمحوں میں فیصلہ لے لیا کہ وہ ایک اچھا کام کر کہ اپنی آخرت ضرور سنوار سکتا ہے۔۔۔اس لیے اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔۔۔

"اس ٹرک کا نمبر۔۔۔۔۔۔۔۔"اس نے ہیر کا نمبر بتایا۔

"اس نمبر کے ٹرک کا پتہ کروالو تمہیں مل جائے گی اپنی بیٹی۔۔۔۔"

"بہت بہت شکریہ آپکا۔"ہیر نے ممنون نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور وہاں سے باہر نکل آئی۔۔۔

شیر زمان نے جب اس نمبر کے بارے میں سنا تو فورا اس نمبر پلیٹ کے ٹرک کی معلومات نکلوائیں۔۔

وہ ٹرک کا نمبر دوسرے شہر کے کسی دور دراز کے گوٹھ کا تھا۔۔۔

"میں بھی آپکے ساتھ جاؤں گی۔"ہیر نے شیر زمان سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔"وہ کہتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور ہیر

اسکے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی تو دونوں اپنے نئے سفر کی طرف روانہ ہوئے۔۔۔

"جاؤ بیٹا بہن کا آج خاص دن ہے اسکے کپڑے استری کرو۔" صابر حسین نے حسنا سے کہا۔۔

"جی بابا سائیں۔" وہ بیزاری سے اپنی جگہ سے اٹھی اور کپڑے استری کرنے لگی۔

"ارے اتنا پیارا جوڑا اور وہ بھی اس کلموہی کے لیے۔۔" حسنا نے شاہانہ سے حیرت زدہ آواز میں کہا۔

"دکھا مجھے۔۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکے پاس آئی۔۔۔

"ٹھیک کہا تو نے جوڑا تو بڑا پیارا ہے مگر اسے ہر گز پہننا نصیب نہیں ہو گا۔" شاہانہ مکاری سے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

"کیا کرے گی تو؟؟" حسنا نے پوچھا۔

"یہ لے کر دیا۔" اس نے گرم استری اسکے نئے عروسی جوڑے پر رکھتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر بعد استری اڑھائی تو اس جگہ سے سارا کپڑا جل چکا تھا اور بڑا سا سوراخ پڑ گیا۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرانے لگیں۔۔

"باباسائیں۔۔یہ دیکھ استری خراب تھی میں نے تو ابھی کپڑے استری کرنا شروع ہی کیے تھے کہ جل گئے۔"حسنا بوکھلاہٹ کا ڈرامہ رچاتے باہر نکلی اور تیز آواز میں بولی۔

"یہ کیا کر دیا تو نے؟"صابر حسین نے ماتھے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"ماہ کی شادی کا جوڑا تھا کتنے چاؤ سے لایا تھا اسکے لیے۔"وہ پریشانی اور افسردگی سے بولے۔

"ارے اب اتنا بھی کیا واویلا کر دیا۔۔جوڑا ہی تھا جل گیا ہو گا بچی سے۔۔۔جا کوئی بھی جوڑا نکال کر پہن لے۔"شبانہ نے ماہ کو تلخ انداز میں کہا۔

ماہ افسردگی سے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے اندر چلی گئ۔۔۔۔

اس نے ایک قدرے بہتر حالت کا ہلکے گلابی رنگ کا سوٹ نکالا اور زیب تن کر لیا۔۔۔

باباسائیں کے لائے ہوئے کاجل سے آنکھوں کو مزین کیا اور کانچ کی چوڑیاں بھر بھر کر کلائیوں میں ڈالیں۔۔گلابی رنگ کی لپ سٹک سے اپنی یاقوتی لبوں کو سجایا۔۔۔اتنی سی تیاری میں بھی آج اسکی دھج ہی نرالی تھی۔۔۔خوشی اسکے انگ انگ سے جھلک رہی تھی۔۔۔جس نے اسے پرکشش بنا دیا تھا۔۔۔جیسے ہی حسنا اور شاہانہ اندر آئیں اسے تیار دیکھ کے جل کر کوئلہ بن گئیں۔۔

اور ایک دوسرے کو غصے سے دیکھا۔۔۔انہیں کہاں برداشت ہو رہا تھا کہ ایک وجیہہ

انسان ماہ کے مقدر میں لکھا جانا۔۔۔۔

حسنا نے پاس پڑے گھڑے میں سے پانی کا گلاس بھر کر شاہانہ کی طرف بڑھایا۔۔شاہانہ طنزیہ انداز میں مسکرائی پھر پانی سے بھرا ہوا گلاس جھٹکے سے ماہ کے چہرے پر پھینکا۔

ماہ اس افتاد کے لیے تیار نہیں تھی۔۔۔وہ ہڑ بڑا کر پیچھے ہوئی مگر وہ پوری کی پوری بھیگ چکی تھی۔۔آنکھوں کا کاجل بہہ کے گالوں پر بکھر گیا۔۔۔اس پانی کے ساتھ آنسو بھی اسکے گالوں کی زینت بننے لگے۔۔۔۔۔

شاہانہ اور حسنا استہزایہ انداز میں مسکراتے دونوں باہر نکل گئیں۔

ماہ وہیں چارپائی پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

مولانا صاحب آکر باہر بیٹھ چکے تھے۔۔دروازے پر دستک ہوئی تو صابر حسین نے دروازہ کھولا۔۔۔سامنے ہی شماس بن ضماد کھڑا تھا۔۔سفید رنگ کی شلوار قمیض پہ سیاہ شال شانوں پر پھیلائے باوقار انداز میں چلتا ہوا انہیں سلام کرتے ہوئے اندر آیا۔

محلے کے کچھ لوگ اس نکاح میں مدعو تھے۔ مغرب کے بعد اب شام ہو چکی تھی۔۔۔یہ وادی رات کے اندھیرے میں گم ہونے لگی تھی۔ایک سرد سکوت روح کو بے کل کر دینے والا سناٹا اور متوحش کر دینے والی خامشی پھیلی ہوئی تھی۔ کھیتوں کے سبزے اور پھولوں کی مہک ماحول میں پھیلی ہوئی تھی۔۔۔اچانک ہوا میں خنکی بڑھ گئی۔۔۔تیز

ہواؤں نے اس وادی کا رخ کیا جیسے کسی طوفان کی آمد تھی۔۔۔اور طوفان تو آہی گیا تھا جیسے۔۔۔۔

عین نکاح کے وقت دروازے پہ دستک ہوئی تو صابر حسین نے دروازے کا رخ کیا۔
شیر زمان اور ہیر دونوں دروازے پہ کھڑے تھے۔

"آپ کون؟"صابر حسین نے دو اجنبی لوگوں کو سامنے کھڑے دیکھ استفسار کیا۔

"یہ نمبر آپکے ٹرک کا ہے؟"شیر زمان نے ایک چٹ صابر حسین کے سامنے کی۔

"جی یہ میرے ہی ٹرک کا نمبر ہے۔"

"ٹھیک ہے تو پھر اسی سلسلے میں مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔"شیر زمان نے سپاٹ انداز میں کہا۔

"آیئے آپ دونوں اندر۔۔۔یہاں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"صابر حسین ان دونوں کو اپنے ساتھ اندر آیا۔۔۔۔

"دراصل آج میری بیٹی ماہ کا نکاح ہے۔پہلے اس فریضے سے فارغ ہو جائیں پھر تفصیل سے بات کرتے ہیں۔"

صابر حسین نے سامنے دیکھا جہاں شبانہ ماہ کو اپنے ساتھ باہر لے کر آرہی تھی۔۔

ہیر اور شیر زمان کی نظر ایک ساتھ ماہ پہ پڑی۔۔۔

خون نے جوش مارا۔۔۔وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھے۔۔۔

ماہ کے نقوش ہو بہو ہیر اور شیر زمان جیسے تھے صرف رنگت سانولی تھی اسکے چہرے پر وہی سنہری سی تھی چمک تھی جو بچپن میں تھی۔۔۔۔

ہیر بنا ایک لمحہ بھی ضائع کیے بھاگتی ہوئے ماہ کے پاس گئی۔۔۔

"سنہری۔۔۔"اور اسے اپنی بانہوں میں بھر کر اسکو پیار کرنے لگی۔

"میری بچی۔۔"وہ فرط مسرت سے لبریز انداز میں اسے اپنے ساتھ لگائے محبت جتا رہی تھی سالوں کی تشنگی ایک پل میں کہاں مٹنے والی تھی۔۔۔شیر زمان نے آگے بڑھ کر سنہری کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا اور سر پہ محبت بھرا بوسہ دیا۔۔۔

سنہری نظریں اٹھا کر حیرت سے ان اجنبیوں کو دیکھ رہی تھی جو اس سے والہانہ محبت کا اظہار کر رہے تھے۔۔۔

شماس بن ضماد مطمئن سا اپنی جگہ پہ براجمان تھا۔۔۔

شبانہ، حسنا اور شاہانہ اندر ہی اندر بل کھا رہی تھیں کہ بظاہر اتنے خوبصورت اور امیر لوگ اس ماہ کے رشتے تو نہیں۔۔

"یہ سنہری ہے ہماری بیٹی۔"شیر زمان نے صابر حسین کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔

"مگر آپ ایسے کیسے اسے اپنی بیٹی کہہ سکتے ہیں؟؟؟"اس نے پریشانی سے پوچھا۔

"ہماری دشمنی کی بنا پر کسی نے اسے آپکے ٹرک میں رکھ دیا تھا۔۔۔ہم نے اسے بہت ڈھونڈا۔۔سالہاسال ہو گئے تھے اپنی بیٹی کی تلاش میں سرگرداں۔۔۔آج جا کر پتہ چلا تو ہم اسے لینے آ گئے۔۔"شیر زمان نے کہا۔

"آپکو اگر ہم پہ یقین نہیں تو ہم آپکو اس بات کا ثبوت بھی دے سکتے ہیں اور وہ ثبوت ایسا ہے کہ اسکے حقیقی والدین کے علاؤہ اور کوئی نہیں جان سکتا۔۔میری بیٹی کے پیٹ پر شعلے کا نشان تھا۔۔"ہیر نے بروقت جواب دیا۔

صابر حسین بھی خاموش ہو گیا۔۔۔سچ تو یہی تھا کہ وہ اسکی سگی بیٹی نہیں تھی۔۔۔

آج اگر ماہ کے حقیقی والدین مل گئے تھے تو وہ اسے رخصتی سے قبل اسکی خوشیاں لوٹانا چاہتے تھے۔۔۔

"باباسائیں "ماہ تڑپ کر ہیر اور شیر زمان کے حصار میں سے نکلتے ہوئے صابر حسین کے پاس آئی۔۔۔۔اور اس کے شانے سے لگی۔۔۔۔

"بیٹا یہ سچ کہہ رہے ہیں۔"صابر حسین نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"صابر حسین نکاح شروع کریں؟ پھر عشاء ہونے والی ہے۔" مولانا صاحب نے کہا۔

"جی آپ بسم اللہ کریں۔" صابر حسین بولا۔۔۔

"مگر میں اپنی بیٹی کا نکاح کیسے کسی سے کر دوں جسے میں جانتا بھی نہیں؟" شیر زمان نے کرخت آواز میں کہا۔۔ توشاس بن ضماد نے ابرو اچکا کر کڑے تیوروں سے اسے دیکھا۔ اسکی سرمئی کانچ جیسی آنکھوں میں یکلخت سرخی چھا گئی۔۔

ماہ نے بھی تڑپ کر شاس کی طرف مدد طلب نگاہوں سے دیکھا۔۔اسکی آنکھوں میں بھل بھل آنسو بہنے لگے۔۔۔۔

ہیر سنہری کے پاس آئی اور اسکے آنسو پونچھ کر اسے نظر بھر کر دیکھنے لگی۔۔۔

"یہ تمہاری خواہش پہ ہو رہا ہے؟" اس نے سنہری کے دونوں گالوں کو اپنے ہاتھوں میں بھر کر حد درجہ اپنائیت پوچھا۔۔۔

سنہری نے اثبات میں سر ہلایا کیونکہ ان لمحات میں زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی ۔

"میں نے ماہ کو پال پوس کر بڑا کیا ہے۔ کیا میرا اتنا بھی حق نہیں کہ اسکے لیے کوئی فیصلہ لے سکوں؟" صابر حسین نے شیر زمان کی طرف دیکھ کر مان بھرے انداز میں پوچھا۔

"ویسے بھی یہ ایک نیک اور شریف انسان ہے۔"

ہیر نے شیر زمان کا ہاتھ پکڑ کر اسے دبایا۔

"اسی میں ہماری بیٹی کی خوشی ہے۔۔"

"ٹھیک ہے جیسا سب چاہتے ہیں ویسا ہی ہوگا۔۔۔ مگر نکاح کے بعد میری بیٹی سنہری میرے ساتھ اپنے گھر جائے گی اسکی رخصتی کچھ دنوں بعد ہوگی۔۔۔ ہمارا ابھی حق ہے اپنی بیٹی کے ساتھ چند دن گزارنے کا۔" شیر زمان نے اٹل انداز میں کہا۔

صابر حسین نے شماس بن ضماد کی طرف دیکھا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" اس نے جواباً کہا تو مولانا صاحب نے نکاح کی رسم شروع کی۔

"سنہری بنت شیر زمان ولد زنگین خان آپکو شماس بن ضماد سے بعوض حق مہر سکہ رائج الوقت پچاس ہزار روپے اپنے نکاح میں قبول ہے؟؟؟"

شیر زمان نے اسکے نکاح نامے پر اسکی اصل معلومات لکھوائیں تو مولانا صاحب نے اس سے پوچھا۔

"قبول ہے۔"

سنہری نے مولانا صاحب کے تین بار پوچھنے پر اقرار میں جواب دیا تو پھر یہی عمل شماس

بن ضماد کے ساتھ دہرایا۔۔۔دونوں طرف سے ایجاب و قبول کا سلسلہ ختم ہوا تو سب نے ہاتھ اٹھا کر ان کی آنے والی زندگی کے لیے اجتماعی دعا کی۔۔۔۔پھر مبارکباد کا شور بلند ہوا۔۔۔

سنہری نے اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھا جہاں سے ایسے لگ رہا تھا کہ آگ جلنے لگی ہو۔۔اسکا جسم پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔۔اسے اپنا جسم کوئلے کی مانند دہکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس نے نظر اٹھا کر شماس کی طرف دیکھا۔۔۔جو اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں چپ رہنے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔۔۔

شیر زمان اور صابر حسین دونوں نے سنہری کو پیار دیا۔۔ہیر سنہری کو اپنی آنکھوں میں بھر رہی تھی۔۔۔اسکی آنکھوں کی پیاس بجھائے نہیں بجھ رہی تھی۔۔۔

یوں ایک یادگار شام کا اختتام ہوا۔۔۔۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

شہرام اور دلنشین ہوٹل کے جس کمرے میں ٹھہرے ہوئے تھے اسکے سامنے والے کمرے میں ایک پاکستانی کپل آج ہی آیا تھا۔وہ دونوں باہر جا رہے تھے جب وہ جوڑا بھی بھی باہر نکل رہا تھا۔اس لڑکی نے دلنشین اور شہرام کو دیکھتے ہی یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ دونوں بھی ایشین ہیں۔وہ پر جوش انداز میں بھاگتی ان کے پاس آئی۔

"تم دونوں پاکستانی ہو؟"لڑکی نے ان کے سامنے کھڑے ہوئے اردو میں پوچھا۔اس کا شوہر بھی اس کے پیچھے آیا۔

"جی پاکستانی ہی ہیں۔"شہرام نے جواب دیا۔لڑکی کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"میں بھی پاکستان سے ہوں۔"

"آپ کا نام کیا ہے؟"دلنشین نے خوش اخلاقی سے پوچھا۔

"سارہ اور یہ میرے ہزبینڈ ہیں۔۔فیضان۔"اس لڑکی نے اپنا تعارف کروایا تو دلنشین نے بھی اسے اپنے بارے میں بتایا۔پھر ان دونوں کی باتیں لمبی ہو گئیں۔

دونوں کے شوہر انتظار کرتے رہ گئے لیکن وہ ایک دوسرے سے جدا ہی نہیں ہو رہی تھیں جیسے بچپن کی سہیلیاں ہوں۔فیضان اکتا کر اکیلے ہی باہر چلا گیا۔شہرام نے دلنشین کو اتنی دفعہ اشارہ کیا اب بس کرو باتیں لیکن دلنشین بھی اس سے بدلہ لے رہی تھی۔وہ بھی تو کل ایک گوری میم روزی سے باتیں کرتا رہا تھا۔سارہ دلنشین کو اپنے کمرے میں لے گئی۔۔اور شام تک وہ اکٹھی ہی رہیں۔بالآخر شہرام نے خود جا کر سارہ سے کہا کہ اسے اب بھیجو۔۔

"جاؤ بھئی۔تمہارے شوہر کو تمہاری یاد ستا رہی ہے۔"سارا نے ہنس کر اسے کہا تو وہ جھینپ گئی اور دروازے میں کھڑے شہرام کو دیکھا جس کے چہرے کے زاویے

بگڑے ہوئے تھے۔اسکے دل میں گدگدی ہوئی۔اسے تنگ کرنے کا اتنا مزہ آرہا تھا۔

کمرے میں آکر وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہوگئی اور خود کو مصروف ظاہر کرنے لگی۔شہرام کچھ کہے بغیر کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے تیکھی نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔ دلنشین بمشکل اپنی ہنسی روک رہی تھی۔

"کچھ چاہیے کیا؟" بالوں کا جوڑا کھولتے ہوئے اس نے پلٹ کر پوچھا۔اسکا شرارتی لہجہ دیکھ کر شہرام نے لب بھینچ لیے۔پھر کچھ سوچ کر مسکرایا اور اسکے قریب آیا۔

"ہاں تم۔۔" وہ اسے وارفتگی سے دیکھتا بولا تو دلنشین سٹپٹائی۔جلدی سے بالوں کو چھوڑا تو بال کسی آبشار کی طرح نیچے گرے اور کمر سے نیچے تک پہنچ کر لہرانے لگے تھے۔شہرام نے آئینے میں وہ حسین منظر دیکھا تھا۔

"اف ایک تو یہ میرے بال بھی نا۔مجھ سے سنبھالے بھی نہیں جاتے۔" وہ پلٹ کر بالوں کو پھر سے جوڑے میں لپیٹنے لگی۔شہرام کی نظریں خود پہ محسوس کر کے اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔اس نے کچھ کہے بغیر اسکے ہاتھ بالوں سے ہٹائے۔بال ایک دفعہ پھر نیچے گرے تھے۔وہ تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ پلٹی لیکن شہرام نے اسے کندھوں سے پکڑ کر دوبارہ آئینے کی طرف موڑ دیا۔ڈریسنگ پر پڑے برش کو اٹھایا اور نرمی سے اسکے بالوں میں چلانے لگا۔اسکے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ تھی۔جسے وہ

چھپانے کی کوشش بھی نہیں کر رہا تھا۔دلنشین آئینے میں اسکا عکس دیکھ رہی تھی۔اس وقت وہ اسے بہت پیارا الگ رہا تھا۔

"کاش ان دونوں کے درمیان یونہی خوبصورت لمحات ہمیشہ ٹھہرے رہیں۔"اس نے دل میں دعا کی۔۔

اب شہرام کی انگلیاں اسکے بالوں سے کھیل رہی تھیں۔۔ تبھی دروازہ ناک ہوا۔شہرام نے بدمزہ ہو کر منہ بنایا۔برش دلنشین کو پکڑایا اور جا کر دروازہ کھولا۔روزی کو سامنے دیکھ کر حیران ہوا۔

"تم یہاں؟"دلنشین بھی اسے دیکھ چکی تھی اور کچھ دیر پہلے والا فسوں اب ختم ہو چکا تھا۔

"میں تم لوگوں کو ڈنر پر لے جانے آئی ہوں۔"روزی نے پیچھے کھڑی دلنشین کو دیکھ کر کہا۔شہرام روزی کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور یہی بات دلنشین کو سلگا گئی تھی۔

"چلو گی؟؟"شہرام نے پوچھا۔

"میں نہیں جا رہی کہیں۔"شہرام کے کہنے پر دلنشین نے رکھائی سے کہا اور رخ پھیر لیا۔

"اسکی طبیعت خراب ہے۔"شہرام نے انگلش میں روزی کو بتایا۔

"اچھا تم تو آجاؤ۔۔دیکھو میں تم دونوں کے لیے یہاں آگئی ہوں اور تم اتنا بھی نہیں کر سکتے۔"اس نے آنکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے کہا۔شہرام نے دلنشین کو چڑانے کیلیے اسکے ساتھ جانے کی ہامی بھر لی۔روزی خوشی سے کھل اٹھی لیکن دلنشین کا منہ رونے والا ہو گیا۔

آج اس نے سارہ کے ساتھ دن گزار کر شہرام کو تنگ کیا تو شہرام نے بھی اس طریقے سے اسے چڑا کر اپنا بدلہ لینا چاہا مگر وہ جانے انجانے میں اسکا دل دکھا گیا۔۔۔اور اسے اکیلے چھوڑ کر وہ روزی کے ساتھ ڈنر پر چلا گیا تھا۔اسکا دل دکھنے لگا۔وہ بیڈ پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

شہرام اس سے بدلہ لینے کے لیے روزی کے ساتھ آتو گیا تھا لیکن اسکا دل وہیں رہ گیا تھا۔روزی نے ڈنر پارٹی کا اچھا خاصہ انتظام کر رکھا تھا۔

شہرام کا وہاں زیادہ دیر دل نا لگا اور وہ معزرت کرتے ہوئے وہاں سے واپس آگیا۔ دروازہ کھٹکھٹایا لیکن اندر سے دلنشین نے نہیں کھولا۔اسکے پاس ایک چابی تھی جس سے اس نے دروازہ کھولا۔کمرے میں اندھیرا تھا۔

اس نے لائٹ آن کی تو دلنشین سر تک کمفرٹر لیے بیڈ پر لیٹی نظر آئی۔وہ مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔جھک کر اسکے سر سے کمبل اتارا تو اسکا آنسوؤں میں بھیگا چہرہ نظر آیا۔

اس نے ایک نظر تک اٹھا کر اسے نہ دیکھا اور رونے میں مصروف رہی۔ شہرام بے اختیار اسے دیکھے گیا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اسکے گال سے آنسو صاف کیا۔ دلنشین نے ایک پر شکوہ نظر اس پر ڈالی۔۔۔اور بازو میں اپنا منہ چھپا لیا۔

"دل سرکار اگر آپ ناراض ہو گئیں تو پھر اپنے طریقے سے مناؤں گا۔"

"مجھے منانے کوئی ضرورت بھی نہیں۔ مجھے تم سے کوئی بات بھی نہیں کرنی۔ جاؤ یہاں سے اپنی اس ہوتی سوتی کے پاس۔" وہ چہرے پر سے بازو ہٹائے بغیر بولی۔

شہرام نے بمشکل ہنسی روکی پھر پیچھے ہٹ گیا۔ وارڈروب سے کپڑے لے کر واشروم میں گھس گیا اور جب واپس آیا تو وہ ابھی تک ایسے ہی پڑی تھی۔ وہ بیڈ کی دوسری جانب آکر لیٹ گیا۔

دلنشین کو یہ دکھ بھی کھائے جا رہا تھا کہ وہ غلطی کر کے شرمندہ بھی نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے جانے کا کہا تو وہ چپ چاپ چلا بھی گیا۔ اسکے رونے میں اور بھی تیزی آگئی۔ اچانک اسکے اوپر سے کمبل ایک جھٹکے سے اترا تھا۔ اس نے غصے سے دوبارہ کمبل اوپر لینا چاہا لیکن شہرام نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔۔۔اور اگلے ہی لمحے وہ اسکے بازو پر سر رکھے لیٹی تھی۔ اسکے دل نے ایک بیٹ مس کی۔ اس نے چہرے پر خفگی لاتے ہو پیچھے ہٹنے کی کوشش کی لیکن شہرام نے اسے اپنے بازو کی گرفت میں لے لیا۔

"ہوں۔۔تو رات دن محبت کے دعوے کرتے ہو اور اب تمہیں وہ لڑکی مجھ سے زیادہ اہم ہو گئی؟؟ اگر میں نہیں جا رہی تھی تو تم کیوں گئے مجھے اکیلا چھوڑ کر۔ میرا سوچا تک نہیں۔۔۔" دلنشین خفگی سے بولے جا رہی تھی کہ شہرام اسکے چہرے پر جھکا۔ اسکی سانسیں چہرے پر محسوس کرتے ہوئے دلنشین کی سانسیں تھم گئیں۔ ہونٹوں پر اسکا لمس محسوس کر کے وہ کسی اور ہی جہاں میں جا پہنچی تھی۔ وہاں صرف وہ دونوں تھے کوئی گلہ شکوہ نا تھا۔۔۔۔

ابھی انہیں سوئے ہوئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ شہرام کے موبائل پہ کال آنے لگی۔۔ اس نے نائٹ بلب روشن کیا اور موبائل پہ اس وقت آنے والی کال کو دیکھا۔۔ارحام کی کال اس وقت اس نے فوراً سے بیشتر کال ریسیو کی۔۔

رسمی سلام دعا کے بعد۔۔۔

"ہاں بولو ارحام۔ کیا بات ہے؟" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک ہاتھ سے فون کان سے لگاتا بولا تھا۔

"شہرام اذلان کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔" ارحام نے کہا۔

"واٹ؟" یہ خبر سن کے اسکا دماغ تو جیسے ماؤف ہونے والا تھا۔ وہ جان چکا تھا۔ اسکی آواز سن کر دلنشین بھی اٹھ چکی تھی۔۔۔

ارحام نے اسے ساری بات تفصیل سے بتائی جسے سن کر شہرام کی کشادہ پیشانی پر پریشانی کی لکیریں پھیل چکی تھیں۔وہ سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اعصاب کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

"دلنشین!!تم نے مجھ سے کیوں چھپایا سب؟"شہرام نے کڑے تیوروں سے اسکی جانب دیکھ کر کرخت آواز میں پوچھا۔۔دلنشین پہلے تو اس کے طرز تخاطب پر حیران ہوئی۔۔۔

کہاں ہمہ وقت دل سرکار دل سرکار بلانے والا اسے نام سے مخاطب کر رہا تھا۔۔اور اب یہ بدلا ہوا روپ۔۔۔۔؟؟؟

"کیا چھپایا میں نے؟؟"وہ بھی جواباً تڑخ کر بولی۔

"یہی کہ فجر بھابھی اذلان بھائی کا آپریٹ کروا رہی تھیں۔۔نا کہ وہ دونوں گھوم پھر رہے تھے۔۔"شہرام کی بات سن کر دلنشین حواس باختہ ہوئی۔۔اسکے چہرے پہ پسینے کی بوندیں دکھائی دینے لگیں۔۔۔

"شاہو۔۔۔وہ۔۔۔وہ میں تمہیں۔۔۔بتا۔۔نا۔۔چاہتی تھی۔۔"وہ رک رک کر بولی اور ہاتھوں کی انگلیوں کو پریشانی میں مروڑنے لگی۔

"دلنشین اتنا بڑا قدم اٹھانے سے پہلے تم لوگوں نے ایک بار بھی نہیں سوچا۔۔۔کسی کی

مدد نہیں لی۔۔۔ایسا کیسے کر سکتی ہو تم؟؟؟اگر ایسی کوئی بات تھی تو تم مجھ سے بھی کہہ سکتی تھی نا؟؟؟میں چلاتا تم لوگوں کے ساتھ۔۔۔تمہیں پتہ ہے تم لوگوں کی بیوقوفی نے کتنا بڑا نقصان کر دیا ہے۔۔"

وہ اپنے بالوں کو مٹھیوں میں زور سے جکڑ کر چلایا۔دلنشین اسکے انداز پہ سہم گئی۔

"ک۔۔۔کیا ہوا شاہو؟"اس نے شہرام کی بازو پہ ہاتھ رکھ کر ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"بس اتنا سا یقین تھا تمہیں مجھ پہ؟؟اذلان بھیا اس دنیا میں نہیں رہے۔۔۔اور اسکی وجہ ہو تم دونوں ہو۔۔"

وہ سرخی مائل آنکھوں سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے درشت آواز میں چلایا۔۔۔

یہ دلدوز خبر سن کر دلنشین کے پیروں تلے زمین کھسک گئی۔۔۔

"شہرام کہہ دو کہ جھوٹ ہے؟؟؟"وہ شہرام کا کالر دبوچ کر روتے ہوئے بولی۔شہرام نے اسکے ہاتھ غصے سے پیچھے جھٹک دیئے۔۔اور اپنا موبائل اٹھا کر کال ملائی اور واپسی کے لیے ٹکٹس بک کروانے لگا۔۔مگر آگے سے اسے جو بات سننے کو ملی وہ اس کے غم و غصے میں مزید اضافے کا باعث بن گئی۔۔۔

کرونا وائرس کی وجہ سے نا تو کوئی بھی فلائٹ باہر جا رہی تھی اور نا اس ملک کے اندر آ رہی تھی۔۔۔یعنی کہ وہ دونوں اس مہلک وائرس کی وجہ سے وہیں پھنس کر رہ گئے

تھے۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ واپس پہنچنے کے لیے زمین آسمان ایک کر دے مگر قسمت کو شاید کچھ اور ہی منظور تھا۔۔۔

آج سردار اذلان کی تدفین کو تیسرا دن تھا۔سب اس انہونی موت سے نڈھال تھے۔۔ ارحام نے اس وقت سب کو سہارا دیا۔۔جلال الدین تو اپنے لاڈلے پوتے کی موت سے بالکل چپ کے چپ بس بستر کے ہو کر رہ گئے تھے۔

سردار حماد اور سردار واجد غم و غصے کی حالت میں تھے اور سبرینہ بیگم نے ان دونوں کے غصے کو مزید ہوا دی۔۔

فجر کے خلاف انہیں بھڑکایا۔۔حویلی کے تمام مکینوں کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ ونی ہو کر آئی فجر نے اپنی بے عزتی کا بدلہ ان کے بیٹے کو مار کر لیا ہے۔

سب لوگ فجر کے اس قدم سے سخت خائف تھے۔

فجر ایک تو اذلان کے اس دنیا سے چلے جانے پہ انتہائی غمناک حالت میں تھی دوسرا سبرینہ بیگم نے اس پہ ان تین دنوں میں زندگی تنگ کر دی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سارا دن اس سے کولہو کے بیل کی طرح کاموں میں مشغول رکھتیں۔۔اور رات ہوتے ہی اسے کال کوٹھری میں پہنچا دیتی جہاں نا بستر تھا اور نا کوئی آسائش۔۔۔۔

فجر کو تو خود کا بھی ہوش نا تھا۔۔اسکا حال تو ایسا تھا کہ جسم میں جان تو باقی تھی مگر ہر احساس مر چکا تھا۔۔

"جلدی سارا کھانا تیار کر آج سوہا اور صائم بھی آ رہے ہیں۔" سبرینہ بیگم نے حکم دیا۔ وہ جو تھک کر کچن کی دیوار سے پشت لگائے ہوئے سانس لے رہی تھی کیونکہ ابھی کچھ دیر پہلے سبرینہ بیگم نے اس سے اپنی آنکھوں کے سامنے ساری حویلی میں جھاڑو پونچھا کروایا تھا۔۔۔ تین دن سے اذلان کی موت کے غم کی وجہ سے اس کے حلق سے ایک نوالہ بھی نا اترا تھا۔۔۔اوپر سے سبرینہ بیگم کے کاموں کی فہرست طویل ترین ہوتی جا رہی تھی۔۔۔زندگی عذاب بنناکسے کہتے ہیں یہ تو اصل معنوں میں اسے اذلان کے جانے کے بعد پتہ چلا تھا۔۔زمین پر سوئی بیٹھی تھی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

موسم تبدیل ہو چکا تھا۔ ٹھنڈ سے اور ٹھنڈے پانی میں کام کرنے کی وجہ سے اسکی رنگت نیلی ہو رہی تھی۔ وہ جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی۔ آذان کی آواز سنائی دی تو اس نے اپنا ڈوپٹہ سر پر رکھ لیا۔۔۔اور گوشت صاف کر کے ایک طرف رکھا اب دیگچی میں پیاز اور گھی ڈال کر فرائی کرنے لگی۔۔ساتھ ساتھ بریانی کا مسالہ تیار کرنے لگی۔۔۔یہ سب اس نے دلنشین سے شادی کے بعد کے دنوں میں سیکھا تھا۔۔

"اے لڑکی موسم سرد ہو رہا ہے چائے کے لیے پانی چڑھا دوسرے چولہے پر۔"
سبرینہ بیگم نے باہر سے اونچی آواز میں کہا۔۔۔۔

فجر نے فوراان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ساس پین میں چائے کے لیے پانی چڑھا دیا۔۔ پھر سالن بنانے کے لیے درکار چیزوں کو پکڑنے کے لیے جیسے ہی مڑی تو کسی سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

صائم اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا۔۔۔ صائم کو سامنے دیکھ کر فجر کا خون خشک ہو گیا اسے وہی پل یاد آیا جب اس نے پچھلی بار اسے وہ بیہودہ آفر کی تھی۔۔۔اور اب تو اس کا ساتھی اسکی حفاظت کرنے والا اسکا مجازی خدا بھی نا تھا اس کے ساتھ یہی سوچ کر اسکی آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے۔۔۔۔۔۔

صائم نے فجر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔ فجر نے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کروانا چاہا تبھی سبرینہ بیگم کچن میں داخل ہوئیں اور صائم کو فجر کے قریب کھڑے دیکھ کڑے تیوروں سے ان کی طرف آئیں۔۔۔۔

فجر کا چہرہ سفید لٹھے کی مانند ہوا۔۔۔

"اماں سائیں دیکھیں کتنی بازارو عورت ہے۔ خود کا مرد نہیں رہا تو مجھ پہ ڈورے ڈال رہی ہے۔" صائم انہیں سامنے دیکھ کر بروقت پینترا بدل گیا اور اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

فجر تو اسکے الفاظ اور گھٹیا ترین الزام پہ تڑپ کر پھٹی ہوئی آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔۔صائم تیزی سے وہاں سے اپنی جان بچا کر باہر نکل گیا۔۔۔

سبرینہ بیگم جارہانہ تیوروں سے اسکی طرف آئیں اور انکی نظر چولہے پہ رکھے ساس پین پہ پڑی جس میں چائے کے لیے رکھا گیا پانی ابل رہا تھا۔۔۔

انہوں نے نا دائیں دیکھا نا بائیں اور اشتعال میں آتے ہوئے وہ ابلتے ہوئے گرم پانی ساس پین فجر کی طرف اچھال دیا۔۔۔۔

جیسے ہی گرم کھولتا ہوا پانی اس پہ گرا اور وہ اس کی تکلیف سے چیخنے لگی اور ہاتھ سے منہ کو دبا لیا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمام ملازمین بھی اس کی چیخیں سن کر وہاں دوڑے آئے اور وہاں کا منظر دیکھ ساکت رہ گئے۔۔۔۔سبرینہ بیگم کا غصہ کسی طور ٹھنڈا نہیں پڑ رہا تھا۔۔۔

"شرم نہیں آتی تجھے غیر مردوں پہ نظر ڈالتے ہوئے۔۔۔"انکی درشت آواز گونجی۔۔ انہوں نے سسکتی ہوئی فجر کو اسکے بالوں سے پکڑ کر جھٹکا دیا پھر گال پر سنسناتے ہوئے دو تھپڑ لگائے۔وہ پہلے ہی تکلیف سے دہری ہو رہی تھی اب تڑپ ہی اٹھی۔

پاؤں میں جلن سے ابلے پڑتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔۔۔

وہ درد سے بلبلاتے ہوئے وہیں گر پڑی۔۔۔۔

کچھ دیر بعد ملازمہ اسے گھسیٹتے ہوئے کال کوٹھری میں پہنچا گئیں۔۔

یہ راتیں ایسی ہی گزر رہی تھیں جانے کب تک وہ اکیلے ننگے فرش پہ پڑے روتی رہی رہتی، سسکتی رہتی، کبھی اذلان کو پکارتی، کبھی اذلان کے ساتھ گذرے ہوئے پلوں کو یاد کر کے دھاڑیں مار مار کر روتی رہتی، پھر سارا دن کی گئیں سبرینہ بیگم زیادتی کرتی، کیا تھی اس کی زندگی نا تو تعلیم مکمل کرنے کا خواب پورا ہوا، نا ہی عام لڑکیوں کی طرح اس کی ڈولی اٹھی۔۔ کیا تھی وہ خون بہا میں آئی ایک ونی۔ جس نے اس کے ساتھ جیسا بھی مرضی سلوک روا رکھا۔۔۔ ایک شوہر تھا جس کے ساتھ رہتے اس کی معصومیت سے اسے انسیت ہو گئی۔ یا یوں کہنا بے جا نا ہو گا کہ وہ اپنے شریک حیات سے محبت کرنے لگی تھی۔۔۔ مگر ہر چیز جس سے اسے محبت ہوتی وہی اس سے چھن جاتی۔۔۔۔ اتنے امتحان صرف اس کے حصے میں ہی کیوں ؟؟؟! انہیں سوالوں کے جواب وہ تنہائی میں روتے ہوئے خدا سے مانگ رہی تھی ۔۔۔۔

سارا دن سبرینہ بیگم کی حقارت بھری نظریں اور نفرت انگیز رویہ یاد آیا اس کیا گیا روزانہ کا تشدد۔۔۔۔

انسانی فطرت ہے جب ایک دکھ ملتا ہے تو پچھلے سارے دکھ بھی تازے ہو جاتے ہیں کچھ یہی معاملہ فجر کے ساتھ بھی ہوا تھا آج تو ہر تکلیف، ہر اذیت یاد آ رہی تھی۔۔

وجود پر تو زخم تھے ہی اسکے اب روح ہی چھلنی تھی دکھ اتنے تھے کہ کبھی کبھی روتے ہوئے اسکی سانس ہی رک جاتی تھی جس وقت وہ سمجھتی کہ شاید اب سب ٹھیک ہونے والا ہے تب ہی اس کا سامنا ایک نئے امتحان سے پڑ جاتا۔۔۔

فجر اپنی اس چھوٹی سی زندگی میں اس قدر تکلیفیں، رنجشیں، اذیتیں اور محرومیوں سے گزر چکی تھی کہ اب جینے کی آرزو مٹ رہی تھی۔

جانے رات کے کس پہر وہ روتی، سسکتی زمین پر سر رکھے لیٹی تھی اور پھر نیند اسکے حواس پر طاری ہوئی تھی پھر اسے کوئی ہوش نہ رہا صدمے کے باعث سر میں اور سارا دن مشقت بھرے کام کرنے کی وجہ سے جسم میں شدید درد کی لہریں اٹھ رہی تھیں پھر اسے محسوس ہوا جیسے کوئی اسے ہلا رہا ہے کچھ بول بھی رہا ہے مگر اس نے بہت کوشش کی آنکھیں کھولنے کی اور ہونٹ وا کرنے کی مگر نہ آنکھیں کھولنے کی سکت رہی نہ حلق سے آواز نکلی۔۔۔

کال کوٹھری میں ایک دروازہ تھا اور کافی اوپر کر کہ لگی ایک چھوٹی سی سلاخوں والی کھڑکی۔۔۔ جس میں سے چاند کی روشنی چھن چھن کرتی اندر آ رہی تھی۔۔۔ وہاں نا تو لائٹ تھی نا پنکھا۔۔۔ سرد رات میں بنا بستر اور گرم کپڑوں کے وہ نازک سا وجود اپنے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دُنیا جہان سے بیگانہ تھا۔۔۔ اس کے چہرے سے ہی اس کے درد کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ کتنی تکلیف سے گزر رہی ہے اس وقت۔۔۔۔

تب ہی دروازہ آہستگی سے کھول کر کوئی اندر آیا۔۔

چھ فٹ سے نکلتا قد کسرتی وجود مٹھیاں بھینچے وہ اس کی طرف بڑھا۔۔۔اپنی پاکٹ سے ایک سیاہ رنگ کی پٹی نکال کر اس غافل وجود کی آنکھوں پہ باندھ دی۔۔ایک نظر اسکے حسین چہرے پر ڈالی پھر اس آڑے ترچھے لیٹے ہوئے وجود کو سیدھا کر کے اس پر جھک گیا۔۔

چہرے کے حسین نقوش کو نہارتے ہوئے اسکی نظر آسکے دوپٹے سے بے نیاز رعنائیاں بکھیرتے ہوئے جسمانی نشیب و فراز پر ٹھہر سی گئی۔۔پہلی بار اس حالت میں اسکے حسین سراپے کو دیکھ کر وہ مدہوش ہونے لگا گلے سے ہوتی نظر اسکے دودھیا بازوں پر گئی۔۔ جہاں آبلے پڑ چکے تھے۔۔۔۔

اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھے اور آہستہ آہستہ اسکے نرم و نازک بازوں کی نرمائی کو محسوس کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اُس کے نرم و ملائم ہاتھوں تک لیجا کر اپنی مضبوط انگلیاں اسکی مخرومی انگلیوں میں پھنسا کر دونوں ہاتھوں کو فرش پہ لگایا اور پھر اسکی گردن پر جھک کر اپنے آپ کو سیراب کرنے لگا۔۔

جیسے ہی ہونٹوں نے اس نرم و ملائم بدن کو چھوا۔دل میں جذبات کا جو طلاطم برپا تھا۔۔ وہ امڈ آیا۔۔۔۔

اسی کے ساتھ اُسکے لمس میں بھی شدت آتی گئی۔۔

شہہ رگ سے ہوتے اُسکے لب اب گردن سے نیچے کی حدود میں آ چکے تھے کہ تب ہی فجر کو اپنے اوپر کسی چیز کے بھار کے ساتھ دل میں عجیب سی بے چینی ہوئی۔۔

نینداور درد سے مندی آنکھوں کو بمشکل کھول کر دیکھنا چاہا۔۔۔ مگر آنکھوں پہ پٹی تھی اور اور چاروں طرف اندھیرا۔۔۔اپنے ہاتھ کسی کے آہنی ہاتھوں میں قید تھے۔۔۔ اپنے آپ پر جھکے وجود کو محسوس کرتے اس سے پہلے کہ اسکی چیخ نکلتی اس نے پوری شدت سے اُسکے لبوں کو اپنی قید میں لیا اور اپنے آپ کو سیراب کرنے لگا۔۔

فجر کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اس سیاہ پٹی کو بھگونے لگے۔۔۔۔

وہ پرزور مزاحمت کر رہی تھی۔۔جب اُسے یہ محسوس ہوا کہ شاید وہ رو رہی ہے تب سر اٹھا کر اسکے بھیگے گالوں کو دیکھا۔۔۔

فجر نے اسکی فولادی گرفت سے اپنے دونوں ہاتھوں کو چھڑوانے کی کوشش کی مگر اس نے فجر کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ایک ہاتھ میں سختی سے پکڑ لیا۔۔۔۔اور دوسرے ہاتھ سے ساتھ لائی گئی مرہم نکال کر اسکے بازوؤں پہ لگائی پھر پاؤں پہ آخر پہ اسکی گردن پہ آہستگی سے اپنی پوروں سے سہلا کر لگانے لگا۔۔۔

اس وقت فجر خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔ جسم میں درد کے باعث اپنی جگہ

سے ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔اب اسے اپنے زخموں پہ جلن کی بجائے ٹھنڈک محسوس ہو رہی تھی یہ شاید اس آئنٹمنٹ کا اثر تھا جو مقابل موجود شخصیت نے لگائی تھی۔۔۔

اس نے ایک بار پھر دھیرے سے جھک کر فجر کے گالوں پر بہتے ہوئے موتیوں کو اپنے عنابی لبوں سے چنا۔۔اسکے ہاتھوں کو آزادی بخشے وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی تیزی سے باہر نکل گیا۔۔۔

اسکے ہاتھ چھوڑتے ہی فجر نے اپنی آنکھوں پہ بندھی ہوئی پٹی اتار پھینکی اور چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔۔ مگر کمرہ خالی تھا اور دروازہ بھی بند تھا۔۔وہ نڈھال سی واپس فرش پہ گر گئی۔۔

مگر اس اجنبی کا لمس ابھی بھی اپنے ہونٹوں اور گالوں پہ محسوس ہو رہا تھا۔۔۔اس نے کرب اور بے بسی سے اپنی آنکھیں موند لیں۔۔

"حماد سمجھا دو بہو کو ورنہ ہم سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" وہ اشتعال انگیزی سے کہتے اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے۔۔

وہاں موجود سب خاموشی سے بیٹھے تھے۔۔جن میں واجد، فیروز اور حماد شامل تھے۔

"نا تو شہرام نے اپنی ذمہ داری بخوبی نبھائی۔۔۔اس کی لاپرواہی سے میرے بڑے بیٹے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کی جان چلی گئی۔۔اب جب شہرام یہاں نہیں ہے تو قاعدے سے دستار میرے بیٹے ارحام کے سر پر سجے گی۔"سبرینہ بیگم نے اپنا مدعا رکھا۔۔

ارحام سبرینہ کے بلانے پر وہاں آیا۔۔وہ انکا اکلوتا بیٹا انکی آنکھوں کا نور چشم نظر سنجید گی سے اندر داخل ہوا۔

"آؤ بیٹا تمہارا ہی انتظار تھا۔"وہ آکر سبرینہ بیگم کے پاس بیٹھ گیا۔۔

"قاعدہ کیا ہے اب یہ تم ہمیں سکھاؤ گی؟؟ابھی ہم زندہ ہیں ۔ہمارے بعد دستار حماد کو ملی اور اب اذلان کو ملنی تھی مگر اب شہرام کو مل چکی ہے اور وہی اسکا اصل حقدار ہے۔"

"اصل حقدار صرف ارحام ہے۔شہرام کی نااہلی تو آپ سب کے سامنے ہے۔" سبرینہ بیگم نے ایک اور پانسہ پھینکا۔۔۔

جلال الدین لاجواب رہ گئے۔۔۔

"دادا سائیں!یہ دستار اور گدی ان سب جھمیلوں میں نہیں پڑنا بھی مجھے۔"وہ بولا۔

"میں انسانیت کی خدمت کرنا چاہتا ہوں مجھے ان سب چیزوں سے دور ہی رکھیں۔"وہ صاف صاف انکار کر گیا۔۔۔

سبرینہ بیگم تو جیسے غصے سے آگ بگولہ ہو گئی۔۔۔

باہر بارش بہت زور و شور سے برس رہی تھی۔۔! جبکہ وہ اپنے کمرے میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے کسی گہری سوچ میں محو تھی، معاذ اپنے آفس سے ابھی تک نہیں آیا تھا، اس کے بغیر کمرہ خالی خالی سا لگ رہا تھا، اس نے بیڈ کی طرف دیکھا معاذ والی سائیڈ خالی تھی۔۔۔ وہ بیڈ سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی اور باہر دیکھنے لگی۔

"دعا ہم نئی شروعات کریں گے۔" اچانک ہی سرگوشی سی اس کے کانوں میں گونجی، اس نے جلدی سے پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن وہاں کچھ نہیں تھا۔۔ اسکو اپنی فیلنگز کی خود بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔

"کیا مجھے معاذ سے محبت ہو گئی ہے؟" اس نے خود سے سوال کیا۔ لیکن جو جواب اس کو اپنے اندر سے ملا وہ اس پر ششدر ہو گئی۔۔۔

"نن۔۔ نہیں ایسا نہیں ہے۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" اس نے اپنے جواب کی خود ہی نفی کی۔۔

"مجھے اس سے محبت کیسے ہو سکتی ہے؟" وہ خود سے الجھ رہی تھی۔ خود سے لڑ رہی تھی لیکن پھر بھی اک ہی جواب آ رہا تھا اس کے اندر سے۔۔

"یہ محبت ہی ہے۔۔۔"اس کے دل سے پھر سے آواز آئی۔۔

"نن۔۔۔نہیں میں مانتی۔"دل ضد پر اڑ گیا۔۔

"ہاہاہاہاہاہا! تمہارے نہ ماننے سے کیا ہوگا۔۔میں جانتا ہوں یہ محبت ہی ہے۔۔"

"تو پھر جو میں ارحام کے لیے بچپن سے محسوس کرتی آئی وہ کیا تھا۔۔۔؟؟؟"

"وہ تمہارا آئیڈ لزم!!!!"اندر سے جواب ملا۔

پھر کوئی بہت زور سے اس پر ہنسا تھا۔۔یکدم سے اسکا دل گھبرانے لگا،اس نے جلدی سے کھڑکی کے دونوں پٹ کھول دیے،ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس کے جسم سے ٹکرایا، لیکن وہ اس کی پرواہ کیے بغیر باہر دیکھنے لگی،۔۔

دوسری طرف معاذ بھی اپنی گاڑی کا سائیڈ ڈور کا شیشہ کھولے برستی بارش کے قطروں کو دیکھ رہا تھا،اسکے اندر بھی ایسے ہی طوفان برپا تھا،اسکی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ ایسا کیا کرے کہ جس سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے،اور اس کی دعا کو پانے کی دعا قبولیت کی سند پا جائے۔لیکن اتنا سوچنے کے بعد بھی کوئی سرا اس کے ہاتھ نہیں آیا۔۔اس نے سائیڈ ڈور کا شیشہ واپس چڑھا دیا۔۔۔اور گاڑی گھر کی طرف موڑ دی۔۔۔اس نے صبح بالکل ٹھیک فیصلہ لیا تھا جو دعا کے رد عمل پہ اسکو پیکنگ کرنے کا بول دیا تھا۔۔اب وہ اپنے فیصلے پہ عمل کرنے والا تھا۔۔دعا نے تھک ہار کر کھڑکی کے پٹ بند کر دیے اور

بستر پر آگئی۔۔ لیکن نینداس دونوں کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔

معاذ دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا تو اس کی کلائی کھینچ کر باہر کا رخ کیا۔۔۔

"معاذ یہ آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟"اس نے اپنی کلائی معاذ کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کی۔۔۔

"جب پہنچ جاؤ گی تو خود پتہ چل جائے گا۔"

"پلیز معاذ مجھے بتائیں تو سہی۔۔"

"جہاں تم جانا چاہتی تھی وہیں چھوڑنے کا رہا ہوں۔"

"مگر معاذ۔۔۔ایک بار میری بات۔۔۔تو۔۔۔"

"بس خاموش۔۔۔! ایک لفظ بھی اور نہیں۔۔"اس نے دعا کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھا کر اسکی طرف کا دروازہ بند کیا پھر آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور گاڑی سٹارٹ کی۔

گاڑی میں گھمبیر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

معاذ سپاٹ انداز میں گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔مینہ ابھی بھی چھم چھم برس رہا تھا۔۔۔۔

گاڑی کے ونڈ سکرین پر لگے ہوئے وائپر زدائیں سے بائیں حرکت کر رہے تھے اور بارش کی برستی ہوئی بوندیں ونڈ سکرین پر گر رہی تھیں۔۔

دعا نے دیکھا گاڑی کچھ جانے پہچانے راستے پر گامزن تھی۔۔۔

بالآخر حویلی کے سامنے گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔۔۔

دعا نے حیرت انگیز نظروں سے معاذ کو دیکھا۔۔ کہ نجانے وہ کیا کرنے والا تھا۔۔

"جاؤ دعا جی لو اپنی من پسند زندگی آج سے تم آزاد ہو میری طرف سے ہر اس بندھن سے جو تمہیں مجھ سے جوڑتا ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

دعا نے معاذ کو دیکھا جس کے جبڑے سختی سے بھینچے ہوئے تھے اور پیشانی کی رگیں پھولیں ہوئی تھیں۔ جیسے وہ ضبط کے آخری مراحل سے گزر رہا تھا۔

"مگر معاذ میری بات تو۔۔" اس نے درمیان میں مداخلت کرنی چاہی۔۔۔

"بہت جلد تمہیں طلاق کے کاغذات مل جائے گے اور تم اس نام نہاد رشتے سے آزاد ہو جاؤ گی۔۔ میں تمہیں مزید فورس نہیں کروں گا اس زبردستی کے بندھن کو نبھانے کے لیے۔۔" معاذ نے تھوڑا سا آگے ہو کر اسکی طرف کا ڈور کھول دیا۔۔

معاذ کے قرب سے اٹھتی محسور کن پرفیوم کی مہک دعا کے نتھنوں سے ٹکرائی۔۔۔

وہ دم سادھ گئی۔۔۔

"جاؤ!!!" وہ زور سے دھاڑا۔۔۔

دعا اس کی درشت آواز سن کر فوراً گاڑی سے باہر نکلی۔۔۔

"معاذ!!!" وہ اس سے پہلے کہ وہ اپنی صفائی میں کچھ کہتی۔۔۔

معاذ نے اسکے باہر نکلتے ہی گاڑی آگے بڑھا دی۔۔۔

بارش کی رفتار میں مزید تیزی آگئی۔ دعا راستے میں ساکت کھڑی بھیگ رہی تھی۔

دستار سر پر سجائے وہ مردان خانے میں داخل ہوا تو سب کے چہرے کھلے ہوئے تھے جلال الدین کے چہرے پہ بھولی بسری مسکراہٹ آٹھہری۔۔۔

آخر وہ بھی تو ان کا پوتا ہی تھا۔۔۔ ارحام کی اس سب میں مرضی شامل نہیں تھی سبرینہ بیگم نے اسے اس گدی پر زبردستی بٹھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

ان سب کے علاوہ باقی۔۔ علاقے کے لوگ بھی تھے ارحام کا صدقہ کیا جا رہا تھا۔ ارحام سفید کھدر کے شلوار قمیض میں ملبوس شانوں پہ خاکی رنگ کی شال اوڑھے ہوئے۔۔۔ خاموش بیٹھا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔۔

لوگ اس سے مل رہے تھے۔۔

اپنے نئے سردار کی خوشامد کر رہے تھے اسے رتی بھی ان باتوں سے فرق نہیں پڑتا تھا۔

اور ہوا بھی پھر کچھ یوں ہی کہ کچھ دیر تو وہ یہ سب برداشت کرتا رہا پھر وہ ایکدم اٹھ گیا۔

سردار حماد نے لوگوں کی موجودگی میں اسے اسے تنبیہی نظروں سے گھورا مگر وہ اگنور کر گیا دستار سر پر سے اتاری اور مردان خانے سے نکل کر حویلی میں آگیا۔

"اف یہ جاہلانہ رسم و رواج۔۔میری برداشت سے باہر ہیں۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

"دادا سائیں اور اماں سائیں!" ارحام نے جلال الدین اور سبرینہ بیگم کو مخاطب کیا۔۔

"میں نے ناچاہتے ہوئے بھی آپکی بات مانی۔۔۔اب جب میں سردار اور گدی نشین بن چکا ہوں تو میرا فیصلہ بھی آپ سب کو ماننا پڑے گا۔" وہ اٹل انداز میں بولا۔

"آپ لوگوں نے جو مظالم فجر پہ کیے ہیں۔میں اسکے خلاف احتجاج بلند کرتا ہوں۔۔وہ بے قصور ہیں۔انہیں کال کوٹھری سے نکالا جائے اور انہیں پہلے کی جیسے عزت دی جائے ورنہ!!!" وہ دھمکی آمیز انداز میں انگلی اٹھا کر بولا۔۔۔

"وہ اسی جگہ کے قابل ہے جہاں وہ ہے۔تم اس معاملے سے دور رہو۔" سبرینہ بیگم نے کاٹ دار آواز میں کہا۔۔۔

"وہ ونی ہے اور ہمارے بیٹے کی قاتل۔" سبرینہ بیگم نے کڑے تیوروں سے دیکھتے

ہوئے تلخ لہجے میں بتایا۔۔۔

"اذلان بھائی کے ساتھ جو ہوا وہ شاید انکی قسمت میں لکھا تھا۔زندگی اور موت کا اختیار صرف اس واحد ذات کے ہاتھ میں ہے۔۔اور رہی بات ونی کی۔۔۔تو ونی کیا ایک عورت نہیں۔۔ایک جیتی جاگتی انسان ہے وہ بھی انہیں بھی اپنے رویئے سے دکھ ہوتا ہے۔۔۔کیسے آپ انہیں اتنی ٹھنڈ میں بغیر بستر کے رکھے ہوئے ہیں۔۔۔زرا ترس نہیں آرہا آپکو ان معصوم پر۔۔۔"

"ارحام اپنی زبان کو لگام دو۔۔وہ اذلان کی بیوہ ہے اور بیوہ ایسے ہی رہتی ہے۔" سبرینہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولیں۔۔۔اب ان سے مزید برداشت نہیں ہوا۔۔۔

"ٹھیک ہے تو اب وہ بیوہ نہیں رہے گی۔۔۔میں نکاح کروں گا ان سے۔" وہ فیصلہ کن نظروں سے دیکھتے ہوئے سپاٹ انداز میں بولا۔۔۔۔

"ارحام!!!!!!!" جلال الدین کا خون کھول اٹھا جبکہ ان کی بارعب آواز سے چاروں طرف سناٹا چھا گیا۔

"حماد!!!" انھوں نے اپنے بڑے بیٹے کو پکارا۔۔ایک للکار تھی انکے انداز میں۔۔۔ جلال الدین کا چہرہ سرخی مائل دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔

"ارحام ایسا نہیں ہو سکتا۔" سردار حماد نے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔۔

"کیوں نہیں ہو سکتا بابا سائیں؟؟ کس کتاب میں لکھا ہے کہ بیوہ کی دوبارہ شادی نہیں ہو سکتی؟؟؟"

"غلامو۔۔۔۔" ارحام نے حویلی کے خاص ملازم کو آواز دی۔

"جی چھوٹے سردار!" وہ مؤدب انداز میں سر جھکائے ہوئے سامنے کھڑا ہوا۔

"جا کر فجر بی بی کو کال کوٹھری سے نکالو اور باہر کھڑی میری گاڑی میں بٹھاؤ۔۔ میں آج ہی نکاح کروں گا۔" وہ حتمی انداز میں کہتے ہوئے باہر کی طرف نکل گیا۔۔۔

جلال الدین اپنے اس پوتے کی ہٹ دھرمی دیکھ کر اپنے دل پہ ہاتھ رکھے صوفے پر بیٹھتے چلے گئے۔۔ سبرینہ بیگم کے سینے پر تو سانپ لوٹنے لگے۔۔۔۔

سردار حماد اسکی ہٹ دھرمی پر گنگ سے کھڑے تھے وہ تو سوچ رہے تھے کہ ارحام انکی غصے میں کی ہوئی بات مان جائے گا۔۔۔ لیکن وہ غلط تھے انہیں خود پر افسوس ہونے لگ گیا۔۔اک دم سے جلال الدین کا سر چکرایا لیکن انہوں نے سر کو جھٹک کر خود پر کنٹرول کیا۔۔

"ارحام کو سردار بنانے کا فیصلہ تمہارا ہی تھا اب بھگتو۔۔" انہوں نے چکراتے سر کو سنبھالتے ہوئے غصے سے سبرینہ بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

سردار واجد نے دکھ بھری نگاہوں سے اپنے بابا سائیں کی طرف دیکھا تھا۔

حماد ان کے سامنے شرمندہ سا کھڑا تھا۔ وہ اسکی نگاہوں کو نظر انداز کر کے پاس سے گزر کر جانے لگے تبھی انکا سر زور سے چکرایا اور وہ گرنے ہی والے تھے کہ سردار واجد نے بھاگ کر ان کو اپنے مضبوط بازوں میں تھام لیا لیکن تب تک وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔ سردار حماد، جلال الدین کو ایسے بے ہوش دیکھ کر بہت زیادہ گھبرا گئے۔۔ ان سب کے تو پاؤں تلے سے زمین سرک گئی تھی۔ کیونکہ جلال الدین جب بھی غصہ کرتے تھے یا ٹینشن لیتے تھے ان کا بی ہائی ہو جاتا تھا اور شوگر لیول بھی بڑھ جاتا۔ آج بھی ایسے ہی ہوا تھا۔ سردار حماد اور واجد دونوں نے مل کر انہیں باہر لائے۔۔۔ اور ڈرائیور کو نکالنے کو کہا۔۔۔ انہوں نے جلدی سے گاڑی نکالی اور گوٹھ کے قریبی ہسپتال پہنچ گئے تھے۔ وہاں ایک ماہر ڈاکٹر اور رات کی ڈیوٹی پر ہونے والے ڈاکٹرز موجود تھے وہ سب کے سب حرکت میں آ گئے انہوں نے جلال الدین کو ایمرجنسی میں لے جا کر ان کا چیک اپ شروع کر دیا۔۔۔

سردار حماد اور سردار واجد دونوں اپنے باباسائیں کے لیے دعا گو تھے۔

فیروز خود بھی پریشان تھا اور وہ دونوں کی بے چینی اور بے قراری بھی دیکھ رہا تھا۔ وہ چلتے ہوئے ان کے پاس گیا اور انہیں تسلی دینے لگا۔

سبرینہ نے حماد کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔

"حماد! حوصلہ رکھیں کچھ نہیں ہوگا باباسائیں کو۔اگر آپ ہمت ہار گئے تو واجد کو کون سہارا دے گا۔"

وہ یخ بستہ کوریڈور میں ٹہلتے ہوئے ڈاکٹرز کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھے۔۔تب ہی ایمرجنسی کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر باہر آئے۔۔وہ دوڑ کر انکے پاس گئے اور بڑی بے تابی سے ان سے استفسار کیا۔

"ڈاکٹر صاحب! میرے باباسائیں کی کیسی طبیعت ہے اب،پلیز بتائیں؟"

"ان کا بی پی ہائی ہو گیا تھا اور ساتھ میں شوگر لیول بھی کافی بڑھ گیا تھا لیکن اب وہ کچھ ٹھیک ہیں۔۔"انہوں نے اپنے مخصوص دھیمے انداز میں اس کو بتایا اور حماد کے کندھے کو تھپتھپا کر انہیں تسلی بھی دی۔

"کیا میں اپنے بابا سے مل سکتا ہوں؟"انہوں نے بڑی بے تابی سے پوچھا۔

"نہیں ابھی نہیں۔۔کچھ دیر کے بعد۔"انہوں نے ان کی بے تابی دیکھ کر کہا۔

"لیکن کیوں ابھی کیوں نہیں؟"انہوں نے غصے سے جھنجلا کر پوچھا اور سوالیہ انداز میں ڈاکٹر کی طرف دیکھا۔

"ابھی وہ انڈر ابزرویشن ہیں۔۔اور پلیز نیکسٹ ٹائم خیال رکھیے گا۔انکو کسی بھی قسم کی کوئی پریشانی نہ ہو اور نہ ہی وہ کوئی اسٹریس لیں پلیز،ورنہ ان کے لیے خطرہ بڑھ جائے

گا، پہلے ہی ٹینشن کی وجہ سے ان کا یہ حال ہوا ہے۔۔ دوسرا عمر کے اس حصے میں آپکو انکا خاص خیال رکھنا ہو گا۔۔" انہوں نے تفصیل سے جلال الدین کی حالیہ کنڈیشن بتائی اور وہاں سے چلے گئے۔۔۔ لیکن سردار حماد شرمندگی سے وہ وہاں سے ہل بھی نہیں سکے تھے آج انکے بیٹے کی وجہ سے اسکے بابا سائیں اس حالت میں پہنچ گئے تھے وہ ایسے ہی سوچوں میں گم کھڑے تھے جب فیروز نے ان کے پاس آ کر ان کو بتایا۔

"بڑے سائیں کو کمرے میں منتقل کر دیا گیا ہے آپ ادھر کمرے میں ان سے مل لیں۔" وہ ان کی بات سن کر جلدی سے روم کی طرف دوڑے۔

جیسے ہی حماد اور واجد اندر داخل ہوئے۔ سامنے جلال الدین بستر پر بے سدھ سے پڑے تھے۔ وہ چند گھنٹوں میں ہی صدیوں کے بیمار لگ رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوا ان کے پاس آ گئے اور ان کے پاس بیٹھ کر ان کے ہاتھوں کو پکڑ کر چومنے لگ گئے۔

"حماد! میں ٹھیک ہوں، مجھے حویلی لے چلو پلیز۔" انہوں نے بس اتنا ہی کہا اور خاموش ہو گئے۔

"لیکن بابا سائیں! ابھی آپکی۔۔۔" اس نے کچھ کہنا چاہا تو جلال الدین نے اسکو اشارے سے منع کر دیا اور گھر چلنے کو کہا۔

"ٹھیک ہے بابا۔۔" انہوں نے کہا اور جلدی سے باہر نکل گئے اور ڈاکٹرز سے انکی

طبیعت کے بارے میں ڈسکس کر کے انکو گھر لے کر جانے کی اجازت لے کر واپس آئے۔۔۔

کچھ دیر تک وہ ان کو لے کر حویلی آ گئے تھے اور ان کو ان کے کمرے میں بیڈ پر لٹا کر اوپر کمبل اوڑھا دیا۔۔

"یہ کہاں لے جا رہے ہو تم مجھے ارحام؟؟" فجر زور سے چلائی۔۔۔

"بی بی جی سردار ارحام آپ سے شادی کرنے والے ہیں۔" غلامو جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے گاڑی چلا رہا تھا ارحام کو خاموش دیکھ کر فجر کو بتانے لگا۔۔۔

غلامو کی بات سن کر فجر کے رہے سہے اوسان خطا ہو گئے۔۔۔اس کا چہرہ زردی مائل دکھائی دینے لگا۔۔۔ایسے جیسے اس کے چہرے سے سارا خون نچوڑ لیا گیا ہو۔۔۔

"ت۔۔تم۔۔۔۔نے یہ سوچ بھی کیسے لیا کہ۔۔۔میں تم سے۔۔۔ چھی۔۔۔۔مجھے تو بولتے ہوئے بھی شرم آ رہی ہے۔میں نے تمہیں اپنے چھوٹے بھائی کی طرح سمجھا اور تم۔۔۔؟" وہ چوٹ کھائی ہوئی ناگن کی طرح نفرت آمیز آواز میں پھنکاری۔

"میں صرف اذلان کی ہوں اور مرتے دم تک صرف اسی کی رہوں گی۔۔ کسی سے بھی شادی کرنے سے بہتر میں مر جانے کو ترجیح دوں گی۔" اپنے اندر کا سارا غبار تیز آواز

میں نکال کر وہ ہانپنے لگی۔۔۔

جبکہ ارحام بہت آرام سے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔۔ایسے جیسے اسکے نزدیک کوئی بات ہی نہیں تھی۔۔۔۔

مسجد کے سامنے گاڑی رکی۔۔۔

"غلامو تم یہیں گاڑی کے پاس رکو ہم نکاح کر کے آتے ہیں۔"ارحام نے سپاٹ انداز میں کہا اور گاڑی سے باہر نکل کر پچھلی طرف کا دروازہ کھولا۔۔ فجر اپنی جگہ پر جمی رہی۔

"باہر نکلو فجر۔۔۔"اس نے کرخت آواز میں کہا۔

فجر نے ان سنی کرتے رخ دوسری طرف پھیر لیا۔۔۔

"نکلو باہر۔۔"ارحام نے مجبوراً اسکی کلائی سے کھینچ کر اسے باہر نکالا۔۔۔

"چھوڑو مجھے گھٹیا انسان۔۔"وہ اسکی مضبوط گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑوانے لگی۔۔ مگر وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے اندر لے گیا۔۔۔

"مولانا صاحب پڑھایئے نکاح۔۔"وہ سامنے بیٹھے ہوئے مولانا صاحب سے مخاطب ہوئے بولا۔ فجر اسکی گرفت پر جھٹپٹا رہی تھی۔۔وہ تو جیسے پہلے ہی اس کاروائی کے لیے تیار تھے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

"جی تو فجر جعفری آپ کو۔۔۔"اس سے پہلے کہ مولانا صاحب اپنا فقرہ مکمل کرتے فجر کی نظر سامنے بیٹھے ہوئے وجود پر پڑی۔۔۔۔

وہ اپنی جگہ ساکت کھڑی رہ گئی۔۔۔اور سانس لینا بھول گئی۔۔۔۔

پلکیں جھپکنے سے انکاری ہوئیں۔۔۔

سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس، جس میں اسکا دراز قد نمایاں ہو رہا تھا، لبوں پہ دلکش مسکراہٹ لیے، آنکھوں سے پھوٹتی الوہی چمک، پیشانی پہ بکھرے ہوئے بال۔۔۔

پھر یکلخت نجانے کیا ہوا کہ وہ ان لمحات کی تاب نالاتے ہوئے ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر گرنے ہی والی تھی کہ کسی کی مضبوط بانہوں نے اسے اپنے حصار میں لے کر گرنے سے روک دیا۔۔۔

"اچھا خاصا نکاح ہونے جا رہا تھا اور دلہن صاحبہ بیہوش ہو گئی۔"ارحام مسکرا کر بولا۔

"جب ہمارا پہلا نکاح میرے پورے ہوش و حواس میں ہوا تھا تو اس دوسرے نکاح کا کیا تک بنتی تھی؟"اسکی بھاری آواز سن کر ارحام کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھو لیا۔

"میں نے سوچا دوبار نکاح ہو جائے گا تو آپکی آپسی محبت بھی ڈبل ہو جائے گی۔۔"اس نے شرارت سے کہا۔۔۔

"محبت پہلے ہی ڈبل ہے۔اب اس محبت کے ذریعے ٹرپلز کی باری ہے۔بس وہ دن بھی بہت قریب ہے جب ہم دو سے تین ہو جائیں گے۔"اس نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا۔

"یہ تو آپ خواب میں ہی سوچیں کیونکہ۔۔۔آپکو اتنی جلدی معافی تو ملنے سے رہی۔"

"اس کی تم فکر مت کرو میں خود معاملہ سلجھالوں گا۔"کہتے ہوئے وہ فجر کو اپنی بانہوں میں لیے پچھلے دروازے سے باہر نکل گیا اور مسجد کے پیچھے بنے ایک خالی کچے گھر میں داخل ہوا۔۔۔

بارش ابھی بھی جاری تھی۔۔۔دونوں صحن میں کھڑے ہوئے بھیگ رہے تھے۔۔۔

فجر کو بارش کہ تیز بوندیں اپنے چہرے پر گرتی ہوئی محسوس ہوئی ساتھ ساتھ کسی کی گرم سانسیں اسکی گردن کو دہکا رہی تھیں۔۔۔

اس نے ہوش میں آتے آنکھیں کھول کر دیکھا۔۔۔۔

خواہ یہ سچ ہے یا محض اسکا خواب۔۔۔

وہ اسکے بالکل قریب کھڑا تھا۔

فجر کو اس ڈرامے باز شخص پر بہت غصہ تھا۔۔اُسکا استحقاق بڑھا انداز اور قریب آنا اُس کی دھڑکنیں بے ترتیب کرنے کے ساتھ ساتھ مزید طیش دلا گیا تھا۔۔۔اُس نے اذلان

کے سینے پر ہاتھ رکھتے پیچھے کی جانب دھکیلنا چاہا تھا۔۔

"سردار اذلان مجھے کوئی عام بزدل لڑکی سمجھنے کی غلطی بالکل بھی مت کرنا جو تمہاری پرسنیلیٹی اور حیثیت دیکھ تم پر مر مٹے گی۔۔اور تمہاری ہر فضول حرکت برداشت کرے گی۔۔میں فجر جعفری ہوں جس کو اپنی خوشی اور حق کے لیے لڑنا اچھے سے آتا ہے۔تم جیسے جھوٹے اور ظالم انسان سے میرا کوئی لینا دینا نہیں۔۔"

فجر مقابل موجود شخصیت کی گہری تپش زدہ نظروں سے گھائل نہیں ہونا چاہتی تھی۔اِس لیے چیختے چلاتے اُسے خود سے دور رکھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔جبکہ اذلان اُسکے ارد گرد بازو جمائے آرام سکون سے کھڑا اُسکی خفگی سے محظوظ ہو رہا تھا۔

پچھلے کچھ دنوں سے اِس شخص کی وجہ سے اسکے گھر والوں نے اُسکا جو جینا حرام کر کے رکھا ہوا تھا۔۔کیا وہ سب یونہی بھول جاتی اس کی ایک مسکراہٹ کے بدلے۔۔۔۔

"میری جان تمہاری یہی باتیں تو مجھے تمہارا دیوانہ بناتی ہیں۔۔میں جانتا ہوں تمہیں میری شخصیت میری دولت جائیداد سے پیار نہیں ہے اور نہ ہی کبھی ہو گا کیونکہ مجھے یقین ہے تمہیں میری روح سے محبت ہے۔اسی لیے تو میرے لیے جانے کیا کیا قدم اٹھا گئی۔۔۔مجھے اپنی گڑیا کی محبت پہ کوئی شک نہیں۔"

"مت کہو مجھے گڑیا۔۔اس گڑیا کو تم نے اسی روز مار دیا تھا جس دن میرے کہنے پہ تم

نہیں اٹھے تھے۔۔۔کتنا روئی تھی میں۔۔۔۔گڑ گڑائی تھی میں۔۔مگر تمہیں کیا؟؟؟؟ میں جیوں یا مروں!!!تمہیں ایک بار مرے دیکھ کر میں زندہ رہتے ہوئے بھی ہزار بار مری ہوں۔۔۔احساس ہے تمہیں میرا ذرا سا بھی بولو۔۔"وہ اسکا کالر جھنجھوڑ کر بولی۔ ساتھ ساتھ آنکھوں سے آنسو رواں تھے جو بارش کے پانی کے ساتھ اسکے گالوں میں جذب ہو رہے تھے۔۔۔

اذلان نے اس کے بھیگے گالوں پہ محبت بھرا لمس چھوڑا۔۔۔

"مت چھوؤ مجھے۔۔"

"ارے چھوا کہاں ہے اذلان جی کی جان جی؟؟بہت مس کر رہا ہوں آپکا اذلان جی کہنا۔ ایک بار ان لبوں سے سننے کا متمنی ہوں۔۔اں!!!اور میں تو بس تھوڑا سا پیار کر کے اُن تمام خدمتوں کا معاوضہ ادا کرنا چاہتا تھا۔۔جو میری گڑیا میرے لیے کر رہی تھی۔۔ ہماری لڑائی میں جس کا سب سے زیادہ نقصان ہوا وہ صرف تم ہو۔۔۔میں تمہارے اس نقصان کی بھرپائی تو نہیں کر سکتا، مگر وقت آنے پہ کچھ بھی مانگ لینا اذلان شاہ کی جان بھی حاضر ہے۔۔"

وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا جھک کر بولا ساتھ ساتھ آنکھوں نے بھی جھک کر جیسے سلامی پیش کی ہو۔۔

اذلان جب بھی اِسکے قریب ہوتا تھا۔۔۔اُسے اپنی روح تک میں سکون اُترتا ہوا محسوس ہوتا۔

"مگر میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی مجھے نہ ہی تم سے کوئی پیار محبت کرنی ہے اور نہ ہی مجھے اُن خدمتوں کا صلہ چاہیے۔۔شروع دن سے ہی تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ کتنے چالاک ہو تم۔۔۔میں تمہیں معصوم سمجھ کر جانے کیا کیا۔۔۔۔"وہ بولتے ہوئے ایک دم رکی۔۔۔۔جب اسے اندھیرے والا منظر یاد آیا۔۔۔۔

اسکی بات سن کر اذلان دل کھول کر مسکرایا۔۔۔

"ایک کِس مانگی تھی اور تم نے اتنی چھوٹو سی کِسی دی قسم سے پتہ بھی نہیں چلا۔۔اصل کِس وہ تھی جو کچھ دن پہلے میں نے کی تھی۔۔کچھ یاد آیا۔"وہ سرگوشی نما آواز میں اسکے کان کے قریب چہرہ کیے بولا۔۔۔

فجر کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے دوچند ہوئی۔۔اذلان اب اُس کے اُوپر جھکا اپنا چہرا فجر کے چہرے کے بہت قریب کیے ہوئے تھا۔

اذلان کی سانسوں کی مہک اس پہ دلفریب احساس چھوڑ رہی تھی۔۔

"اذلان ہمیشہ اپنی گڑیا کی بے لوث محبت سے بے پناہ محبت کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ جیسے وہ اس کے لیے کسی کی پرواہ کیے بنا دنیا سے ٹکرا گئی۔ویسے ہی میں بھی اسے اپنے

ساتھ رکھنے کے لیے زمین آسمان ایک کر دوں گا۔۔"

"مجھے تمہاری ان جھوٹی باتوں پہ یقین نہیں بہت بڑے ڈرامے باز انسان ہو تم۔۔" فجر کا غصہ کسی طور بھی کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

اذلان کو اُس کا غصہ دیکھ کر اس پہ مزید پیار آرہا تھا۔۔اذلان نے جھک کر اپنے دل کی خواہش پر عمل کرتے باری باری فجر کے غصے سے دہکتے ہوئے گلابی گالوں پر ہونٹ رکھے۔۔۔فجر اسکی بے باکی پہ ساکت رہ گئی۔۔

"تمہیں اب تمہارا اذلان جی پسند ہو یا نہ ہو۔۔چاہے تمہیں میں جھوٹا لگوں یا ڈرامے باز رہنا تو تمہیں میرے ساتھ ہی ہے یہ بات تو طے ہے۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اذلان، فجر کے گالوں کی نرمی اپنی اُنگلی کی پوروں سے سہلاتا ہوا بولا۔۔۔

"تم پاگل نہیں تھے۔۔اصل میں تو تم مجھے پاگل بنا رہے تھے۔ایک بار کہہ دیا نہ میں تمہارے ساتھ قطعاً نہیں رہوں گی۔۔" وہ پھر سے یاد آتے اس کے سر پہ چڑھ دوڑی۔

"ہاں پاگل بنا رہا تھا تمہیں مگر اپنے پیار میں۔۔۔دوسری بات میں نے جب ایک بار کہہ دیا تو کہہ دیا کہ تم صرف میری ہو اور مرتے دم تک میرے ساتھ ہی رہو گی۔" وہ اسکی شہہ رگ پر لب رکھے بولا اب حدود تجاوز کرنے لگا۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔"

فجر اسکی بڑھتی جسارتوں سے گھبرا کر غصے سے چیختے ہوئے بولی۔۔ جبکہ اُسکا آخری جملہ کب سے اُسکی گستاخیاں اور بد تمیزیاں برداشت کرتے اذلان کے غصے کو ہوا دے گیا تھا۔

اذلان نے فجر کی کمر میں بازو حمائل کرتے اُسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کیا تھا۔۔ اتنا کہ دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے بہت قریب تھے۔۔ فجر بالکل اُسکے کسرتی سینے کے ساتھ لگ گئی۔۔

فجر کو اذلان کی سرخی مائل آنکھیں اور چہرا اتنا قریب دیکھ کر اُسکا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

اذلان نے جھک کر فجر کے ہونٹوں کو اپنی قید میں لیتے ہوئے اسکی چلتی زبان کو بریکس لگا گیا تھا۔۔ فجر اُسکے حصار میں بالکل کانپ کر رہ گئی تھی۔۔ اُسے اذلان سے اِس وقت اس قدر جرأت کی اُمید بالکل نہیں تھی۔۔

"یہ لفظ پہلی اور آخری بار اِن ہونٹوں سے نکلا ہے۔۔ اگر دوبارہ یہ الفاظ یہاں سے ادا ہوئے تو میری سزا سہنا تمہارے بس کی بات نہیں رہے گی۔ اذلان جی کی جان جی!!! آج تمہاری پہلی اور آخری غلطی مان کر چھوڑ رہا ہوں۔"

اذلان کے ہونٹوں کی گستاخیاں عروج پر تھیں۔۔ اور فجر بری طرح کپکپا رہی تھی یہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شخص واقعی عنقریب اسے پاگل کر دینے والا تھا۔۔؟

"آ گئے تم؟؟؟" سبرینہ بیگم لاونج میں صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ارحام کو اکیلے اندر آتے ہوئے دیکھ کر اس پہ سوال داغ گئیں۔

"جی آگیا۔۔" وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔

"وہ کہاں ہے جس سے تم شادی رچانے گئے تھے؟" وہ طنزیہ انداز میں بولیں۔

"فجر اب یہاں نہیں رہے گی۔میں نے اسکے لیے ایک الگ گھر کا بندوبست کر لیا ہے۔ یہاں تو اسکے ساتھ جانوروں سے بھی بد تر سلوک کیا جاتا ہے۔یہاں وہ محفوظ نہیں ۔"

"ارحام!!" سبرینہ بیگم بلند آواز میں بولیں۔۔۔

"بس اماں سائیں اب میں تھک چکا ہوں آرام کروں گا۔مزید اس ٹاپک پہ بات نہیں کرنا چاہتا۔" وہ سپاٹ انداز میں کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

سبرینہ بیگم اس کے انداز و اطوار پہ بل کھا کر رہ گئیں ۔۔۔

دعا بارش میں بھیگتے ہوئے ساکت کھڑی تھی جیسے ہی معاذ کی گاڑی کچھ فاصلے پر گئی تھی دعا ہوش میں آئی اور بنا رکے اس گاڑی کے پیچھے اندھا دھند بھاگنے لگی۔۔۔۔۔

بھاگتے ہوئے اسکے پاؤں سے جوتی اتر چکی تھی۔۔۔

وہ ایک ہاتھ گاڑی کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

"معاذ رک جائیں!!! مجھے آپکے ساتھ رہنا ہے!!" وہ اونچی آواز میں چلائی۔۔ مگر بارش کی تیز آواز میں اس کی آواز دب کر رہ گئی۔۔۔

اچانک معاذ نے گاڑی لے سائیڈ مرر میں دیکھا جہاں دعا اسکے پیچھے بھاگتی ہوئی آ رہی تھی۔اس نے ایکسیلیٹر پر پاؤں رکھ کر بریکس لگائے۔۔۔گاڑی جھٹکے سے رک گئی۔

دعا ہانپتے ہوئے اپنی گیلی شال سنبھالے ہوئے اس تک پہنچی۔۔۔تو معاذ نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور دعا اس میں بیٹھ گئی۔۔۔۔

دعا نے معاذ کی طرف دیکھا۔۔۔معاذ بھی اسکی طرف حیرت سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

واپسی کا راستہ خاموشی سے گزر گیا۔وہ دونوں چلتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے اور پھر آگے پیچھے اپنے کمرے میں۔۔۔

معاذ کبرڈ سے اپنے کپڑے نکال کر واش روم کی طرف بڑھ گیا تو دعا بھی اپنے کپڑے

نکالنے لگی۔۔۔

معاذ تھوڑی دیر بعد باہر آیا اور ٹیرس میں کھڑا ہو گیا۔۔دعا بھی چینج کیے باہر نکلی۔۔۔

"معاذ۔۔۔"اس نے آہستہ سے اسے پکارا اور مضبوط قدموں سے چلتی ہوئی اسکے سامنے آ کھڑی ہوئی۔۔

"کچھ بولیں گے نہیں۔۔آج آپکے سامنے میں حاضر ہوں،جو مرضی سزا دیں آپ۔۔سزا کی حق دار ہوں میں۔۔اففف تک نہیں کہوں گی۔۔۔"

وہ بولتی ہوئی نیچے فرش پر پنجوں کے بل اسکے قریب ہو کر بیٹھ گئی۔اتنا قریب کہ اسکی سانسوں کی آواز بھی معاذ کو سنائی دینے لگی۔اسے عجیب سے احساس نے گھیر لیا۔۔وہ وہاں سے جانے لگا۔۔لیکن اس نے معاذ کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔۔

"بولیں پلیز!آپ نے مجھے معاف کیا؟"وہ آس بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"دعا مجھے بہت افسوس ہوتا تھا جب میں سب بھلا کر تمہاری طرف پیش قدمی کرتا تم نے ہر بار میری حوصلہ شکنی کی۔۔مجھے دھتکارا۔۔۔میں بھی انسان ہوں مجھے بھی دھتکارے جانے کا دکھ ہوتا ہے۔۔تم نے ہر موقع پر مجھے ہرٹ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔آپ انتہائی سیلفش ہو۔۔تم صرف اپنے بارے میں سوچتی ہو۔بس

اپنی فیلنگز کی پرواہ ہے اور کسی کی نہیں۔۔۔" وہ ہذیانی انداز میں بولا۔

"ٹھیک ہے میں کہ میں چپ تھی۔۔۔ایک لڑکی کیسے اتنی بے باکی سے اپنے جذبات کا اظہار کر دیتی؟؟؟ آپکو میرے انداز میں بدلاؤ نظر نہیں آیا۔۔۔کہ میں آپکے ساتھ رہنا چاہتی ہوں واپس کہیں نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔بجائے اسکے کہ آپ مجھے مناتے، مجھ سے بات کرتے۔۔آپ نے تو الٹا مجھے اپنی زندگی سے ہی نکال دیا۔۔ لیکن اب ایک بات میری بھی کان کھول کر سن لیں آپ۔۔میں یہاں سے چلی تو جاؤں گی، لیکن آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی اور نہ ہی اب آپ میرے سامنے آنا۔۔۔کیونکہ اب آپ سے بات کرنا تو دور کی بات۔۔میں آپ کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔" اس نے ہچکیوں سے روتے ہوئے انتہائی غصے میں اسے دھمکی دی۔

اور واپس باہر نکلنے لگی کہ یکدم پاؤں میں چبھن جو کافی دیر سے محسوس ہو رہی تھی اب تو شدید قسم کا درد اٹھا۔۔۔وہ پاؤں پکڑ کر کراہنے لگی۔۔۔

"آہ۔۔۔" اس کی منہ سے سسکی نکلی۔۔

"یہ سب کیسے ہوا؟" اس نے پاؤں کی طرف اشارہ کیا اور اسکے پاس ہی دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔۔

"پپ۔۔۔پتا نہیں۔" درد سے اسکی آواز بھی نہیں نکل کر رہی تھی۔

"اِدھر دکھاؤ مجھے۔۔"

"نن۔۔۔نہیں۔"اس نے پاؤں فوراً پیچھے کھینچا۔

"آہ۔۔۔"پھر سے درد کی اک لہر اس پورے جسم میں سرایت کر گئی۔۔

"ادھر دکھاؤ۔۔۔اور خبردار جواب تمہاری ذرا سی آواز بھی نکلی تو۔۔۔"اس نے غصے سے تنبیہ کی۔۔

دعا نے آنسو بھری آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔معاذ کی آنکھوں میں اپنے لیے جذبات دیکھ کر وہ شرمندہ ہوئی۔۔۔

"آپکی مسیحائی میرے لیے انمول ہے معاذ۔"اس نے معصومیت سے کہا اور آنکھیں بند کر کے اپنا پاؤں آہستہ سے اس کے آگے کر دیا۔۔

معاذ نے ایک نظر اسکی طرف دیکھا وہ آنکھیں بند کیے ہونٹ بھینچے درد کو کنٹرول کرنے کی سعی کر رہی تھی۔۔

اس نے پاؤں کو دیکھا اور پھر آہستہ سے کانچ کو پکڑ کر کھینچ دیا، سڑک پہ شاید ننگے پاؤں بھاگنے کی وجہ سے کچھ پاؤں میں چبھ گیا تھا۔۔اور اٹھ کر کھڑا ہوا۔۔۔وہ درد کی شدت کو کنٹرول کرتے کرتے وہ بالآخر سہارا دیکھ کر معاذ کے گلے لگ گئی۔۔معاذ نے اسکے گرد اپنی دونوں بانہوں کا حصار کھینچا۔۔۔

آج برستی بارش ان دونوں کے درمیان تمام رنجشوں کو اپنے ساتھ بہا کر لے گئی ۔۔ تمام کدورتیں دھل گئیں ۔۔۔ آگے کا منظر بہت شفاف ہونے والا تھا۔ جیسے بارش کے بعد قوس قزح اپنے خوبصورت رنگ بکھیرتی ہے۔ ویسے ان دونوں کی زندگی میں بھی خوشیوں کے دلفریب رنگ بکھرنے والے تھے۔ وہ دونوں دنیا و جہاں سے غافل ایک دوسرے میں مدغم ہو چکے تھے۔۔۔

رات کا تیسرا پہر تھا جب سبرینہ بیگم کی آنکھ کسی کھٹکے کی آواز سن کر کھلی۔ انہوں نے کسی احساس کے تحت اپنی نیند سے بوجھل آنکھیں کھول کر بمشکل اپنے ارد گرد نظریں دوڑائی لیکن کمرے میں اندھیرا ہونے کے باعث کچھ ٹھیک سے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔ ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر موجود لیمپ روشن کرنا چاہا مگر یہ کیا لائٹ ندارد ؟؟؟

انہوں نے اس گہرے چھائے ہوئے اندھیرے کو دور کرنے کے لیے ٹٹول کر سائیڈ ڈراور سے موم بتی نکالی اور جلائی ۔۔۔ باہر سے کھیتوں سے جانوروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جو رات کے اس پہر سننے میں بھیانک لگیں۔۔

سبرینہ بیگم نے اپنے ساتھ کی جگہ کو دیکھا جو خالی تھی آج سردار حماد شاید ڈیرے سے ابھی تک واپس نہیں آئے تھے۔ اس خوفناک ماحول میں انہیں اپنا حلق خشک ہوتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

انہوں نے پانی کا جگ دیکھا جو خالی تھا۔وہ پانی لینے کی غرض سے باہر نکلیں ہاتھ میں موم بتی اٹھا رکھی تھی۔۔حویلی میں لگے ہوئے سفید ریشمی پردے تیز ہوا کے دوش پر پھڑ پھڑا رہے تھے۔۔انکے ہاتھ میں موجود موم بتی کی لو بھی تیز ہوا کے باعث بل کھا رہی تھی۔ کبھی مدھم ہو کر بجھنے کے قریب ہوتی تو کبھی روشنی بڑھ جاتی۔۔۔

یکلخت ہوا کے ایک تیز جھونکے نے اس موم بتی کی روشنی کو بجھاتے ہوئے ماحول کو اندھیرے میں بدل دیا۔۔۔

کھلی ہوئی کھڑکیوں سے آتی چاند کی روشنی میں بجھی ہوئی موم بتی کا دھواں ہوا میں تحلیل ہوتا ہوا نظر آیا۔

انہوں نے سفید لباس میں ملبوس کسی ہیولے کو اپنے پاس سے گزرتے ہوئے دیکھا۔ انہیں لگا کہ یہ انکی آنکھوں کا دھوکہ تھا مگر پھر سے کوئی اسکے بہت قریب سے گزرا۔۔ اب کی بار انکا جسم خوف کے باعث اس ٹھنڈے موسم میں بھی پسینے سے شرابور ہو گیا۔

اس ہیبت ناک خاموشی میں انکی ٹانگیں کپکپانے لگیں اور اپنی جگہ سے ہلنے سے انکاری ہوئیں۔۔اس بار وہ اپنے آپکو مضبوط ظاہر کر رہی تھی اور ارد گرد نظریں دوڑا رہی تھیں کہ اچانک سامنے اذلان کو دیکھ انکی پیشانی عرق آلود ہو گئی اور گلے کی گلٹی ابھر کر

معدوم ہوئی۔۔۔

"ہاہاہا۔۔۔"اسکے ہنسنے کی آواز سن کر وہ لرز کر رہ گئیں۔۔۔

"تت۔۔۔تم؟؟؟ت۔۔تم کیسے۔۔؟؟؟تم۔۔۔تو۔۔۔مر۔۔۔چکے۔۔۔ہو۔۔۔" ان کے گلے سے ٹوٹے ہوئے الفاظ بر آمد ہوئے۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے چھو کر دیکھتی ایک بار وہ پھر سے انکی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔۔۔۔

"اذلان۔۔۔اذلان!!!"وہ اسے زور زور سے آوازیں دینے لگیں۔انکی آواز حویلی میں گونجنے لگی۔۔۔دیکھتے ہی دیکھتے ساری حویلی روشنی سے چکا چوند ہو گئی۔۔سب شور کی آواز سن کر اپنے اپنے کمروں میں سے باہر نکل آئے۔۔۔۔

"کیا ہوا بھابھی؟؟؟"سردار واجد نے پوچھا۔

"واجد وہ اذلان۔۔میں نے ابھی اذلان کو دیکھا۔۔"وہ پھولی ہوئی سانسوں پر قابو پانے کی سعی کرتے ہوئے بولیں۔۔۔

"بھابھی کسی باتیں کر رہی ہیں؟لگتا ہے اذلان کی موت کا صدمہ پہنچا ہے۔آپ ابھی تک بھلا نہیں پا رہی۔۔مجھے پتہ ہے آپکو اذلان ارحام سے بھی زیادہ پیارا تھا۔۔مگر اب وہ اس دنیا سے جا چکا ہے۔بھابھی پلیز خود کو سنبھالیں۔۔"واجد نے کہا۔

"واجد ممم۔۔۔میں سچ کہہ رہی ہوں میں نے اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا ہے۔"

"بھابھی فی الحال آپکو آرام کی ضرورت ہے۔آپ اپنے کمرے میں جاکر آرام کریں۔"

"کتنا ارمان تھا میرا چاندنی رات میں سمندر کنارے بہتی ہوئی لہروں پہ ننگے پاؤں چہل قدمی کرنے کا آج پہلی بار موقع ملا ہے اور وہ بھی صرف آپکی وجہ سے۔۔آپکو کیسے پتہ چل جاتا ہے،میرے دل کی باتیں،میری خواہشات،میری چاہتیں۔۔"وہ محبت سے چور آواز میں بولی۔۔۔۔

وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے پتھروں سے ہو کر اب گیلی ریت پہ اتر گئے۔۔سنہری سفید ریشمی دوپٹے کو سنبھال رہی تھی جو ہوا سے بار بار اڑ رہا تھا۔اس نے دوپٹے کو جکڑتے ہوئے اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔

چاند کی چاندنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔۔

یہ چمک سحر انگیز کسی طلسماتی دنیا کا ناآشنا سا اسرار معلوم ہو رہی تھی۔چاند کی کرنیں سمندر کی آتی جاتی ہوئی لہروں پہ پڑتے ہوئے انہیں مزید جاذب نظر بنا رہی تھیں۔

وہ سفید دوپٹے کے ہالے میں اس چمکتی ہوئی چاندنی کا ہی کوئی حصہ معلوم ہو رہی تھی۔

شفاف گلاب کے مانند تر و تازہ کھلے ہوئے چہرے پہ سادگی میں بھی عجیب دلکش و ملکوتی حسن جھلک رہا تھا۔ بہتی ہوئی لہروں کے مدھم شور نے اک طلسم کدے کا روپ دھارا ہوا تھا۔۔۔

"آپ ایسے کیوں دیکھ رہے ؟؟" وہ شماس کو یک ٹک اپنی جانب تکتا پا کر بولی۔۔۔

"آپ میری محرم بن چکی ہیں۔۔اب کیسی پابندی دیکھنے کی؟"

"پابندی تو کوئی نہیں۔۔ مگر ہم کونسا دیکھنے کی چیز ہیں۔عام سی شکل و صورت ہے اور رنگت بھی سانولی بھی۔۔۔"

شماس نے چاندنی کے پھیلے ہوئے غبار میں اسکے حسین سراپے کو اپنی آنکھوں میں قید کیا گلابوں کی سی رنگت والا چہرہ، ستواں ناک، تیکھے دل موہ لینے والے نقوش، باہم پیوست یاقوتی لب، اسے لگا جیسے چاند کی ساری جگمگاہٹ ستاروں کی چمک اس ساحرہ کی انکھوں میں اتر آئی ہو، اس چاندنی کا سارا حسن اسکے چہرے پہ سمٹ آیا ہو۔

سنہری کی خوبصورتی اسکے سراپے کی رعنائیاں اسے اپنا اسیر بنا رہے تھے۔ جس طرح سمندر کی لہروں نے شور مچا رکھا تھا۔اسے سامنے دیکھ اسکے جذبات نے بھی دل میں عجب طلاطم برپا کر رکھا تھا۔

شماس بن ضماد خاموش تھا۔ صرف اسے محسوس کر رہا تھا کیونکہ جذبات کی زبان نہیں

ہوتی اسے صرف محسوس کیا جاتا ہے۔

"مجھ سے پوچھیے ملکہ! آپ اپنے حسن و جمال میں ایک ساحرہ کی سی حیثیت رکھتی ہیں۔ جو اپنے حسن کے جلوؤں سے خود کو دیکھنے والوں کو پتھر کا بنا دے۔"

وہ فسوں خیز آواز میں بولا۔

پہلی بار اپنے لیے اتنے خوبصورت ترین الفاظ سن کر سنہری کے لبوں کو دھیمی سی مسکراہٹ نے چھو لیا۔۔۔

سمندر کی لہریں جو دن کے وقت نگاہوں کو سرور اور تراوٹ بخشتی تھیں۔رات کی اس مہیب تاریکی میں وہ از حد ہیبت ناک لگ رہی تھیں۔

ٹھنڈی ہوا کے تیز جھونکے سے اسکے بال اڑ اڑ کر اسکے گالوں سے اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔

شماس نے ہاتھ بڑھا کر اسکے گستاخ بالوں کو اسکے کان کے پیچھے اڑسا۔۔۔

"شکر ہے گھر میں سب سو رہے تھے ورنہ کیا کہتے سب کو؟" وہ شماس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھ کر پریشانی سے بولی۔

"ملکہ۔۔آپ میری محرم بن چکی ہیں۔آپ پہ صرف میرا حق ہے۔میں آپ کو کہیں

بھی لے جانے کا حق رکھتا ہوں، مگر میرے لیے آپکی مرضی سے زیادہ کچھ اہم نہیں۔ آپ میرے ساتھ نہیں آنا چاہتی تھیں؟" وہ ابرو اچکا کر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"ن۔۔ نہیں۔۔ ایسی۔۔ بات نہیں۔۔" وہ دفعتاً گھبرا کر بولی معا کہیں وہ اسکی بات کا غلط مطلب لے کر ناراض نا ہو جائے۔

شماس بن ضماد اسکی حالت دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

"ملکہ ایک بات کہوں؟؟"

"بولیں نا۔۔ میں سن رہی ہوں۔"

"میں وہ سب دیکھ رہا تھا جو آپکی سوتیلی بہنیں آپکے ساتھ سلوک کر رہی تھیں۔ مگر میں خاموش رہا کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا۔۔ کیونکہ بدلہ لینا اور حسد رکھنا میری سرشت میں شامل نہیں۔۔" سنہری کی آنکھوں میں حیرت اتری۔

"مجھے پتہ ہے کہ آپ کیا سوچ رہی ہیں۔۔ یہی نا کہ پھر اس صائم کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟؟ ہیں نا؟؟؟"

سنہری اسکے سو فیصد درست اندازے پہ تحیر آمیز نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"اس نے آپکی عزت پہ حملہ کیا تھا اور آپکی عزت میری عزت ۔۔اور اپنی عزت پہ آنچ میں کیسے برداشت کرتا؟؟؟؟بس اسی لیے۔۔۔خدا خود ان حاسدوں اور گنہگاروں کو سزا دے گا۔۔ہم تو خود گناہ کے پتلے ہیں۔۔۔کسی کو اسکے گناہوں کی سزا دینے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔۔۔میں چاہتا ہوں کہ ہم یہاں سے کہیں دور چلے جائیں۔۔جہاں حسد، جلن، مکاری، جھوٹ، اور گندی ذہنیت کا کوئی واسطہ نہ ہو۔۔ملکہ !!!آپ چلیں گی میری دنیا میں میرے ساتھ ؟؟؟"

وہ اپنا ہاتھ اسکے آگے پھیلائے فسوں خیز آواز میں بولا۔۔سنہری نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں رکھ دیا تو شماس بن ضماد نے اپنے ہاتھ کی مٹھی میں اسکے نازک ہاتھ کو نرمی سے قید کر لیا۔۔۔سنہری کے پیٹ پہ بنے شعلے کے نشان پہ آگ بھڑکنے لگی۔۔۔

اس نے فوراً اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکالتے ہوئے پیٹ پہ رکھا جہاں جلن برداشت کرنا اب دوبھر ہونے لگا۔۔۔

"ایسا کیوں ہوتا ہے میرے ساتھ جب بھی آپکو محسوس کرتی ہوں؟" بالآخر اس نے من میں آیا سوال پوچھا۔

"آج آپ نے پوچھ ہی لیا ہے تو میں آپکو ضرور بتاؤں گا۔" وہ سوچنے کے انداز میں گھمبیر آواز سے بولا۔

اسکی نظریں سمندر کی لہروں پہ جمیں تھیں۔۔۔

"جب آپ پیدا ہونے والی تھیں۔تب شاید آپ زندہ نہ رہتیں۔میں نے اپنی ساری ریاضت اور طاقت دے دی تھی۔میری طاقتیں آپ میں منتقل ہو گئیں اور آپ اس دنیا میں آئیں۔آپ پہ جو نشان ہے۔وہ آگ کا ہے اور ہم جن زاد آگ سے بنے ہیں۔ آپ بھی میری وجہ سے جن زادوں میں سے ہو گئی۔۔۔میرے والدین میرے اس عمل سے مجھ سے ناراض ہیں۔اسی لیے میں یہیں زمین پہ رہتا ہوں۔آپکو ساتھ لے کر جاؤں گا تو انکی ناراضگی ضرور ختم ہو جائے گی۔۔میں اپنی ریاست کا شہزادہ ہوں۔میری ریاست کو میری طاقتوں کی ضرورت ہے کیونکہ جس طرح زمین پہ اچھے اور برے لوگ موجود ہیں۔اسی طرح ہماری دنیا میں بھی اچھے اور برے جنات موجود ہیں۔جو ہماری ریاست کو نقصان پہچانا چاہتے ہیں۔ہم دونوں مل کر اپنی طاقتوں سے ان شر پسندوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔۔۔جب ہم ایک ہو جائیں گے۔"

یہ کہتے ہوئے شاس نے نظر اٹھا کر سنہری کی طرف دیکھا۔۔۔

وہ جو خاموشی اور دھیان سے اسکی باتیں سن رہی تھی آخری بات پہ اسکے چمکتے چہرے پر گلال ٹوٹ کر بکھرا۔۔اسکے گال دہک کر اناری ہوئے۔۔۔ایسے جیسے سارا خون چہرے پر سمٹ آیا تھا۔

"میرا مطلب جب ہم اپنے حلال رشتے کی شروعات کریں گے تو مجھے میری طاقتیں آپ سے واپس مل جائیں گی۔۔اور آپ بھی پوری طرح جن زادی بن جائیں گی۔ پھر آپکے پاس بھی طاقتیں ہوگی۔۔اور آپکو درد بھی نہیں ہوگا مگر۔۔۔" وہ ایک دم بولتے ہوئے تھوڑی دیر کے لیے رکا۔۔۔پھر بولا۔۔

"اس دنیا میں ہمارا ملن نہیں ہو سکتا۔۔کیونکہ آگ جب آپ سے ٹکرائے گی تو بہت تباہی ہوگی اور آپکو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔اس لیے آپکو ہمارے ساتھ جانا ہوگا۔ بولیے آپ ہمارے ساتھ اپنی نئی زندگی شروع کرنے کے لیے تیار ہیں؟؟؟"

وہ سوالیہ انداز میں بولا۔۔۔

"فیروز بھائی!!! اذلان زندہ ہے۔۔" سبرینہ بیگم نے رازدارنہ انداز میں کہا۔

"ایسے کیسے ہو سکتا ہے بہنا۔ لگتا ہے پی میں نے ہے اور سر پہ تمہارے چڑھ گئی ہے۔" فیروز مے کا گلاس ایک ہی سانس میں پورا حلق میں انڈیلتے ہوئے بولا۔۔۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔اتنے سالوں تک ہم اس گدی پر ارحام کو بیٹھانے کے لیے کوششیں کرتے رہے اور وہ اذلان واپس آکر سب لے جائے گا۔۔ایسا میں کبھی ہونے نہیں دوں گی۔۔" وہ دانت پیس کر غصے میں بولی۔

"بہنا اگر اسے بچپن میں ہی مار دیا ہوتا تو یہ دن نا دیکھنا پڑتا۔۔۔" وہ گلاس ٹیبل پر رکھ کر سبرینہ بیگم کو اسکی غلطی یاد دلاتے ہوئے بولا۔

"ویسے تجھے کیوں لگتا ہے کہ اذلان زندہ ہے؟؟"

"کیونکہ ہم نے کونسا اسکی شکل دیکھی تھی دفنانے سے پہلے۔۔۔ارحام نے آکر بتایا تھا کہ اسکے دماغ کا آپریشن ہو رہا تھا جو ناکام ہو گیا اور اسی آپریشن کے دوران وہ مر گیا۔اس ہسپتال میں کرونا وائرس کے بہت زیادہ مریض تھے۔اس لیے ڈاکٹر نے مردے سے دور رہنے کا کہا ہے کہ کوئی بھی اسکے قریب گیا یا اسے چھوا تو اسے وہ وائرس لگ جائے گا اور ہم اپنی جان سے جائیں گے۔۔اسی ڈر سے کسی نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔۔۔اور آپ سب لوگ اسے جلدی دفنا آئے تھے۔۔۔"

"ہاں کہہ تو ٹھیک رہی ہے تو۔۔" فیروز نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔

"ویسے تو تم بڑی سیانی بنتی ہو لیکن اگر وہ زندہ ہے تو بہت بڑی گیم کھیل گیا ہم سے۔"

"چپ کر جاؤ فیروز میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں میرے جلے پر نمک مت چھڑک۔" وہ تلملاتے ہوئے بولی۔

"ریلیکس بہنا ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ابھی تیرا بھائی سلامت ہے۔یاد ہے نا تیرے لیے کیا کیا کانڈ کیے؟" وہ اپنے احسانات یاد کرواتے ہوئے بولا۔

سبرینہ بیگم نے ابرو اچکا کر سپاٹ انداز میں اسے دیکھا۔

"تیرے کہنے پہ اذلان کو بچپن میں کتنا ڈرایا دھمکایا۔۔مارا پیٹا۔۔یہاں تک کہ اسکی یاداشت چلی گئی۔۔پھر اسے وہ موذی ادوایات دیں۔۔۔اور تو اور تیرے کہنے پہ میں نے سردار جعفری پر گولی چلائی اور نام اس واجد پہ لگا دیا تاکہ شہرام پھنس جائے اور جرگے میں غلط فیصلہ لے۔۔۔معاذ سے اسکی ہاتھا پائی ہو اور شہرام کو بھی جعفری کی طرح ہمیشہ کی نیند سلا دیتے۔۔مگر اسکی قسمت اچھی تھی شہرام بچ گیا۔۔اور بہنا تیرے کہنے پر اس شہرام کی گاڑی کا ایکسیڈینٹ بھی کروایا شہر میں۔۔۔مگر سالے کی قسمت وہاں بھی اسے بچا گئی۔۔۔اور تیرے دیور وہ کیا نام تھا اسکا ماجد۔۔اس بیچارے کی موت تو صائم کے ہاتھوں ہو گئی۔۔۔۔"

وہ تمسخرانہ انداز میں ہنس کر بولا۔۔۔

"اسے وہ لڑکی پسند آگئی تھی۔۔اور ماجد نے اسکے ساتھ وقت گزارنا چاہا۔۔۔اسکے اور معاذ کے بیچ لڑائی ہو گئی اس لڑکی کی وجہ سے۔۔سب سمجھے معاذ نے مارا ماجد کو اور فجر ونی بن کر حویلی آگئی۔۔۔جبکہ ماجد کو تو صائم نے غصے میں آکر مارا تھا۔۔۔اور الزام بے قصور معاذ پہ لگا۔۔۔۔"

"فیروز بھائی بس کر۔۔۔دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔" وہ محتاط انداز میں بولی۔

"اگر اذلان زندہ ہے تو وہ ضرور ہم سے بدلہ لے گا۔"

"تو پھر کیا کرنا ہے؟؟؟"

"تو بتا بہنا۔ایسے کاموں میں تیرا دماغ ہی کام کرتا ہے۔"وہ استہزا یہ انداز سے ہنسا۔

"اسکی جان اسکی بیوی میں قید ہے مگر ارحام نے تو اسکی بیوی سے نکاح کر لیا۔۔"وہ گال پہ انگلی رکھ کر سوچنے کے انداز میں بولی۔

"تو نے کونسا ان کا نکاح ہوتے دیکھا؟مجھے تو لگتا ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔"وہ خباثت سے مسکراتے ہوئے سبرینہ کو ٹونٹ مار رہا تھا۔

"فیروز۔۔۔ارحام میرا بیٹا ہے وہ دشمنوں کا ساتھ کبھی نہیں دے گا۔"سبرینہ بیگم نے مان بھرے انداز میں کہا۔

"چل وہ تو بعد میں دیکھ لینا۔۔۔یہ بتا اب کرنا کیا ہے؟؟"

"ایسا کر صائم کو کہہ کہ اس فجر کو اٹھوا لو۔۔دیکھنا اسکو بچانے کے لیے چوہا خود بل سے باہر نکل آئے گا۔"وہ تمسخرانہ انداز میں بولی۔۔۔

"جی بابا سائیں۔۔۔"فیروز نے صائم کو کال ملائی تو اس نے جوابا کہا۔

"فجر کو اٹھوا لو۔۔"

"مگر بابا سائیں مجھے کیا پتہ کہ وہ کہاں ہے؟"

"تو پتہ لگاؤ نا!! ارحام غلامو کے ساتھ اسے لے کر گیا تھا۔اس سے پوچھو کہ اس نے آخری بار فجر کو کہاں دیکھا تھا۔"

"مگر بابا سائیں وہ غلامو کا بچہ مجھے کیوں بتائے گا سب؟؟؟"

"بس کچھ پیسے دو اور کام پورا آج کل ایمان بکتے دیر نہیں لگتی۔"فیروز نے اسے آزمودہ طریقہ کار بتایا۔۔۔

"بس کچھ وقت تک انتظار۔۔پھر سب ہمارے ہاتھ میں ہو گا۔"وہ سوچنے کے انداز میں بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسے اپنے سر اور آنکھوں پر ایک نا محسوس سا بوجھ محسوس ہو رہا تھا۔اپنی تمام تر ہمت مجتمع کرتے اس نے نہایت دقت سے آنکھیں وا کیں۔۔کچھ پل لگے تھے اسے ماحول سے مانوس ہوتے۔۔۔لیکن سب یاد آتے ہی وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔کچھ دیر پہلے ہی اذلان اسے اس گھر میں چھوڑے کسی ضروری کام سے باہر باہر نکلا تھا۔۔۔وہ گھر میں اکیلی تھی کہ کسی نے پیچھے سے آکر اسکے سر پہ وار کیا۔۔۔وہ وار اتنا جاندار تھا کہ وہ خود کو سنبھال نا سکی اور اپنے سر پہ ہاتھ رکھے ہوئے ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی۔۔

اور اب جب اسے ہوش آیا تو اس نے ہراساں نگاہوں سے ارد گرد دیکھا وہ ایک ویران جگہ تھی جس میں ایک خستہ حال اور سیلن زردہ دیواروں کے حامل کمرے میں وہ سخت پتھریلی زمین پر موجود تھی ساتھ ہی کچھ لکڑیوں کے گٹھے پڑے ہوئے تھے۔۔۔

وہ خوفزدہ نگاہوں سے کسی سہمی ہوئی ہرنی کی مانند ارد گرد دیکھ رہی تھی جب اپنے پیچھے پڑنے والے قہقے کی آواز پر اس نے جھٹکے سے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

"صا۔۔۔صائم۔۔۔۔"سامنے موجود کرسی پر کروفر سے بیٹھے شخص کو دیکھتے اسکی آنکھیں حیرت سے وا ہوئی تھیں۔

"ہاں میں۔۔۔کیسا محسوس ہو رہا ہے تمہیں میری قید میں آ کر جان من۔ تمہیں کیا لگا تھا کہ میں اتنی جلدی تمہارا انکار اور اپنی بے عزتی بھول جاؤں گا۔۔۔۔تم سے آج تمہاری ذات کا غرور نہ چھین لیا نہ تو میرا نام بھی صائم نہیں۔۔۔آج یہاں سے تم نکلو گی تو تمہارے وجود پر وہ سیاہی مل دوں گا کہ تم خود سے بھی نظریں ملانے کے قابل بھی نہیں رہو گی۔۔۔تم جیسی لڑکی کے کرتوتوں پہ سب لوگ تھو تھو کریں گے۔۔تم نے مجھے انکار کیا تھا نا۔۔۔آج میں تمہیں ذلیل و خوار کر کے اپنا بدلہ لوں گا۔"

صائم متکبرانہ انداز سے کہتے ہوئے اسکی جانب پیش قدمی کرنے لگا۔۔فجر نے اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھا وہ سہمی ہوئی ہرنی سرعت سے اٹھی تھی۔۔ لمحوں میں اسکی آنکھیں

پانیوں سے بھری تھی۔۔۔

اپنی عزت گنوانے سے بہتر اسے اپنی جان گنوا دینا زیادہ بہتر آپشن لگا۔۔اور جب مرنا طے تھا تو لڑ کر مرنے کو ترجیح دی۔۔۔فجر کے اندر کی عورت میں عزت نفس نے انگرائی لی تھی۔۔اس سے پہلے کہ وہ اس پر جھپٹتا فجر نے اپنی پوری قوت سے ٹانگ اس شخص کے پیٹ کے نچلے حصے پر ماری تھی وہ شخص درد سے بلبلاتا جھک کر دونوں ہاتھ مخصوص جگہ پر رکھتا کچھ قدم پیچھے ہٹا تھا وہ اس دھان پان سی لڑکی سے اتنی جرات کی امید نہیں رکھتا تھا۔۔۔

"تجھ جیسے گھٹیا انسان سے اور امید بھی کیا کی جا سکتی ہے۔۔تو کون ہوتا ہے مجھے عزت اور ذلت دینے والا؟؟؟ کیا تو فرعون ہے۔۔جو اللہ کی واحدنیت سے انکاری ہے۔اسکے احکامات سے انکاری؟ جو ایک مسلمان نامحرم عورت کی عزت کو روندنا چاہتا ہے۔۔کیا تو جانتا نہیں کہ وہی اللہ ہے جو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے اسے ذلت دے۔۔خدا سے ڈرو۔۔۔"

وہ خون آشام نگاہوں سے اسے دیکھتی۔۔تنبیہی انداز میں دھاڑی۔۔۔۔

تبھی کوئی تیزی سے اس بوسیدہ دروازے کو ایک ہی وار میں توڑتے ہوئے اندر داخل ہوا۔۔اور صائم کو اسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر سامنے پڑی لکڑیوں میں سے ایک

مضبوط لکڑی اٹھا کر پوری قوت سے اس پہ وار کرنا چاہا۔۔۔

صائم نے کمرے میں سے ہی اوپر جاتی ہوئی ٹوٹی پھوٹی سیڑھیوں کو عبور کرتے ہوئے اوپری منزل پر جانے لگا۔۔۔ وہ اسکے پیچھے پیچھے اوپر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔۔۔

فجر کا سانس بری طرح پھولنے لگا تھا ماتھے پر پسینے کے ننھے قطرے چمک اٹھے تھے۔۔ جسم سوکھے پتے کی مانند تھر تھر کانپ رہا تھا بظاہر تو وہ بہادری کا مظاہرہ کر رہی تھی مگر دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

"یہ باباسائیں کیا ہوتا ہے؟؟ ڈیڈ بولو نا۔۔" آریان شیر نے سنہری کو کہا۔

"مجھے یہی بولنے کی عادت ہے۔ اتنی آسانی سے نہیں جائے گی۔" وہ ناک سکوڑ کر بولی۔

"ڈیڈ جب مجھے پتہ چلا تھا کہ میں باباسائیں کی اصل بیٹی نہیں تو مجھے بہت برا لگا تھا۔ میں نے کبھی بھی کسی سے نہیں کہا کہ میرا دل کرتا ہے۔ کاش میرے والدین میرے ساتھ ہوتے تو وہ مجھے بھی پیار کرتے بہت زیادہ اور میں انکے ساتھ کھیلتی۔۔۔ میں نے اپنے بچپن میں آپ کو بہت مِس کیا۔۔" وہ حسرت بھرے لہجے میں بولی۔

"تو کیا ہوا ہم اپنی بیٹی کے ساتھ اس عمر میں نہیں کھیل سکتے؟" شیر زمان نے اسے پیار

سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈ یہ نا انصافی ہے۔"شیر زمان کے ٹرپلز نے بیک وقت احتجاج بلند کیا۔۔۔

"ہمارے ساتھ تو آپ کبھی بھی نہیں کھیلے۔۔۔"وہ تینوں یک زبان ہو کر چلائے۔۔
حویلی کے سب مکین ان کی محبت بھری جنگ سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔

"اچھا بتاؤ کیا کھیلیں؟؟"شیر زمان نے پوچھا۔۔۔

"اممم۔۔۔"سنہری گال پہ انگلی پہ رکھ کر سوچنے کے انداز میں بولہ کہ ایسی کون سی کھیل ہے جو وہ اسکے ڈیڈ اور تینوں بھائی بھی کھیل سکیں۔۔

"ڈیڈ وہ کھیلیں۔۔یسو۔۔پنجو۔۔ہار۔۔کبوتر۔۔ڈولی۔۔ہم پانچ ہیں۔۔اور اس گیم میں بھی پانچ لوگ درکار ہیں۔"

"یہ کونسی گیم ہے؟میں نے تو پہلے کبھی نہیں سنا اسکے بارے میں؟"شیر زمان نے ہیر کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ہیر نے جواباً نفی میں سر ہلاتے ہوئے شانے اچکائے۔۔۔جیسے وہ بھی نہیں جانتی تھی اس بارے میں۔۔

"ڈیڈ ہمارے گوٹھ میں سب بچے کھیلتے تھے۔میں بتاتی ہوں آپ کو۔۔۔سب اپنی مرضی کی انگلیاں درمیان میں رکھتے ہیں۔۔۔اور کاؤنٹ کرتے ہیں۔جس کا نام آئے وہ جیت گیا اور سائیڈ پہ ہو گیا۔۔آخر میں جن دو لوگوں میں مقابلہ ہو گا۔جو ہارے گا

اسے اپنے ہاتھ جوڑنے ہوں گے اور پھر سب اس کے دونوں ہاتھوں پہ زور سے تھپڑ لگائے گے۔۔ کیسا؟؟؟؟ ہے نا انٹرسٹنگ؟؟" وہ پرجوش انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"Let's start boys."

شیر زمان نے ان تینوں کو اشارہ کیا اور کھیل شروع ہوا۔

پہلے راؤنڈ میں سب جیت گئے اور آخر پہ آریان رہ گیا۔۔۔

کبھی تو وہ پھرتی دکھا کر سامنے والے کے تھپڑ سے بچ جاتا اور کبھی اسکے ہاتھ پہ لگ جاتا۔

شیر زمان نے اسکو مارتے ہوئے ہاتھ زرا ہلکا رکھا۔۔۔

"یہ چیٹنگ ہے ڈیڈ۔۔" منان شیر اسے دیکھ کر چلایا۔۔۔

"ڈیڈ ماریں اسے زور سے۔۔" شیر زمان نے آریان کو آنکھ ونگ کی تو اس نے فوراً ہاتھ پیچھے کھینچ لیے۔اس طرح شیر زمان کا نشانہ چوک گیا اور آریان کی جان خلاصی ہوئی۔۔

دوسرے راؤنڈ میں آخر پہ سنہری اور شیر زمان رہ گئے۔۔۔

سنہری نے دو انگلیاں رکھ کر جیت اپنے نام کی۔

تو شیر زمان نے ہاتھ آگے جوڑے کیونکہ اس بار مار کھانے کی باری شیر زمان کی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ پوری طرح سنہری کے آگے ہاتھ جوڑتا۔۔۔ سنہری نے اپنے ڈیڈ

کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے ان پر جھک کر اپنی آنکھوں کا عقیدت بھرا بوسہ دیا۔۔۔

"میرے ڈیڈ کے ہاتھ کسی کے سامنے جوڑنے کے لیے نہیں بنے۔۔آئی لو یو ڈیڈ۔"

وہ محبت بھرے انداز میں بولی۔۔۔ان چند دنوں میں اس گھر کے تمام لوگوں نے اسے بہت پیار دیا۔۔۔جسے پا کر وہ سرشار تھی۔۔۔

شیر زمان نے اسکے شانے کے گرد بازو پھیلا کر اسے اپنے ساتھ لگایا اور اسکے سر پہ پیارا بھرا بوسہ دیا۔۔۔۔

"My little princess."

یہ منظر دیکھتے ہوئے ہیر کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

"اسلام و علیکم۔۔" تبھی لاونج میں کسی کی آمد پہ سب نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔۔۔

"آؤ بیٹا!" ہیر نے شماس بن ضماد کو سامنے سے آتے دیکھ کر صوفے پہ بیٹھنے کے لیے کہا۔

سنہری نے اسے نظر بھر کر دیکھا گرے کلر کے کھدر کے شلوار قمیض میں ملبوس، شانوں پہ سیاہ شال اوڑھے، چہرے پہ دلکش دھیمی سی مسکراہٹ سجائے وہ سبک رفتار قدموں سے چلتے ہوئے اسکے ساتھ والے صوفے پہ بیٹھا۔۔۔کچھ دیر رسمی سی گفتگو

کے بعد وہ مدعے کی طرف آیا۔

"دراصل میں اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔"اس نے ادب کے دائرے میں رہ کر اپنی بات سامنے رکھی۔

"ابھی ہم اور وقت گزارنا چاہتے ہیں اپنی بیٹی کے ساتھ۔۔"شیر زمان اسکی بات سن کر سپاٹ انداز میں بولا۔

"جس طرح آپکو اپنی بیٹی سے ملنے کا انتظار تھا ویسے میرے والدین کو بھی اپنی بہو سے ملنے کا انتظار ہے۔"وہ باوقار انداز میں اپنی بات مکمل کر گیا۔۔۔

شیر زمان اسکی بات پر کچھ لمحے خاموش ہو گیا۔۔۔اور سوچنے لگا۔۔۔

"میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں سنہری کو آپ سے ملوانے لاتا رہوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔"شیر زمان فیصلہ کن انداز میں بولا۔

کیونکہ وہ اپنی بیٹی کی آنکھوں میں جلتے ہوئے دیئے دیکھ چکا تھا جو شماس بن ضماد کو سامنے دیکھ کر روشن ہوئے تھے۔۔۔

ازلان نے تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اسے شرٹ سے دبوچ کر اپنی طرف

کھینچ لیا۔۔۔اسے فجر کے ساتھ دیکھ کر اس کے غصے کا گراف مزید ہائی ہوا تھا۔وہ مزید آگے بڑھا تھا اور صائم دو قدم پیچھے ہٹا۔۔۔۔

صائم کو اندازہ نہیں تھا کہ اذلان وہاں سچ میں پہنچ جائے گا وہ اسے اچانک سامنے دیکھ کر بوکھلا گیا۔۔۔اور ہولڈر سے اپنی گن نکال کر اذلان پہ تانی۔۔استہزائیہ انداز میں اس کا مذاق اڑایا۔۔۔اذلان نے چندپل خاموش رہ کر اس کے غرور کو اور بڑھنے دیا۔۔۔اب اسکے پیچھے دیوار تھی اور صائم اسے تمسخر سے دیکھ رہا تھا۔اسکے خیال میں اذلان پوری طرح اس کے نرغے میں آچکا تھا۔۔

"تم نے خود یہاں آکر اپنی موت کو دعوت دی ہے۔اب یہاں سے تمہارا بچ کر نکلنا ناممکن ہے۔"وہ طاقت کے نشے میں چور رعونت آمیز انداز میں کہتے ہوئے آگے بڑھا تھا۔

جبکہ اذلان ایک جست میں چھلانگ لگا کر اچھلا پھر ایک قدم دیوار پر رکھ کے پلٹ کر گھومتے ہوئے دونوں پاؤں صائم کے سینے پر مارے۔وہ زور سے پیٹھ کے بل نیچے گرا تھا اور گن اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری۔۔۔

اذلان نے ایک پاؤں اس کے سینے پر مارا۔۔وہ اپنی جگہ سے اچھلا اور تڑپ کر رہ گیا۔۔۔

اور دونوں ہاتھ زمین پہ رکھ کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔تاکہ دور پڑی ہوئی گن

پکڑ سکے۔۔۔ مگر۔۔۔

اذلان نے اسے کوئی موقع دیے بنا بازو فولڈ کیے کہنی سے اس کی کمر پر ایک ایسا وار کیا کہ وہ کئی لمحے اپنی جگہ سے ہل نہ سکا۔ بے یقینی سی بے یقینی تھی۔ ایک پاگل یہ کیسے کر سکتا تھا۔ وہ اتنا طاقتور تھا کہ مقابل کو ایک منٹ میں اپنے سامنے ڈھیر کر دیتا تھا۔۔۔ صائم حیرت انگیز نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔ کیا چیز تھا وہ۔۔ اسے شکست پر شکست دے رہا تھا۔

جبکہ اذلان اسکے چہرے کے حیرت زدہ تاثرات دیکھ کر محظوظ ہوتے ہوئے سینے پر بازو باندھے تمسخرانہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔ وہ جان چکا تھا کہ صائم اسے ابھی بھی پاگل سمجھ رہا ہے۔ وہ کچھ دیر تو زمین پر پڑا رہا اور پھر ایک دم سے اٹھا اور طیش میں آتے ہوئے ہاتھ کا مکا بنا کر اذلان کے چہرے کا نشانہ لیا لیکن اذلان پہلے ہی اسکے وار کے لیے تیار کھڑا تھا وہ آگے کی جانب نیچے جھکا اور صائم کا وار خالی گیا۔

اب کی بار وہ حیران نہیں ہوا تھا۔ اسے پتہ چل گیا تھا مقابل بھی ٹکر کا ہے اور پاگل نہیں تھا۔۔۔

اذلان نے سیدھے ہوتے ہوئے اسکا دوسرا مکا اپنی کلائی پہ روکا۔۔۔ پہلی دفعہ تو وہ جھک کر بچ گیا تھا۔۔۔

اب کی بار صائم کے وار کرنے سے پہلے اس نے صائم کے سینے پہ ایک لات ماری اور زوردار پنچ اسکے منہ پہ۔صائم کو سینے پر تو اتنا درد نہ ہوا لیکن اس کا منہ جھنجھنا کر رہ گیا اور سر چھت کی زمین سے ٹکرا گیا۔

اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ مقابل بھی ٹکر ہے اور اب اس میں مزید لڑائی کرنے کی سکت نہیں بچی تھی۔اس نے اپنی جان بچا کر وہاں سے بھاگ جانے کا سوچا۔۔اور وہ تیزی میں چھت پھیلا نگنے لگا۔۔مگر۔۔۔۔

جیسے ہی اس نے دوسری چھت پھیلا نگنے کی کوشش کی اس کا دوسرا پاؤں ہوا میں معلق ہوا۔۔اور وہ ہوا میں لہراتا ہوا چھت سے نیچے گرا۔۔۔۔

نیچے شاید گھر کی تعمیر کے لیے تعمیراتی اوزار پڑے ہوئے تھے۔۔صائم ان سے رگڑ کھاتا ہوا۔۔پہلے ایک ٹرالی پر اور پھر اس سے بل کھا کر زمین پہ گرا۔۔وہاں گرتے ہی اس کے سر اور منہ سے خون کا فوارہ چھوٹا۔۔اور اسکی کھلی ہوئی آنکھوں کی پتلیاں پہلے تو پھیلیں پھر ساکت ہوتے ہوئے آہستہ آہستہ بند ہو گئیں۔۔۔۔

اذلان نیچے آیا تو فجر اپنی چادر درست کرتی ہوئی ایک طرف کھڑی تھی ۔۔وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ سے چلتا ہوا باہر نکل گیا۔۔۔۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟" فجر نے اذلان کے سپاٹ چہرے کو دیکھ کر سوال کیا۔۔

"ہم حویلی میں جا رہے ہیں۔"

"مگر آپ نے تو کہا تھا کہ ہم اب کبھی حویلی نہیں جائیں گے۔" فجر نے اسکی بات کی اس کو یاد دہانی کروائی جو کل رات اس نے کی تھی۔

"ہاں کہا تھا۔۔۔ مگر اب پانی سر کے اوپر ہو چکا ہے۔اب میں مزید خاموش نہیں رہوں گا۔" وہ اٹل انداز میں کہتے ہوئے اپنے قدم حویلی کے راستے پر بڑھانے لگا۔۔۔

"اماں سائیں!!!!!"

وہ جیسے ہی حویلی میں داخل ہوا وہ بلند آواز میں چلایا۔۔اذلان کی آواز سن کر سب اپنے اپنے کمروں میں سے باہر نکل آئے۔۔۔۔

"اذلان۔۔۔م۔۔۔میرا بچہ۔۔۔۔ت۔۔۔تو۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔تو۔۔۔زن۔۔زندہ ہے۔۔"

سب سے پہلے جلال الدین اذلان کو اپنی آنکھوں کے سامنے زندہ سلامت دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے اور ٹوٹے بکھرے انداز میں بولے۔۔۔

اپنے لاڈلے پوتے کو زندہ دیکھ کر انکی بوڑھی ہڈیوں میں طاقت سی بڑھ گئی اور چہرے کی زردی میں خوشی کی چمک بھر گئی۔۔۔۔

وہ بے اختیار اسکے قریب آئے اور اسے اپنے ساتھ لگا یا۔۔اذلان نے انکے گرد اپنی بازو باندھ دیں۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں دادا سائیں۔۔"اس نے تسلی آمیز انداز میں کہا تو وہ مسرت سے لبریز انداز میں مسکرانے لگے اور اذلان کی پشت اپنے ہاتھ سے تھپتھپانے لگے۔۔

فیروزہ اور سبرینہ اکٹھے سبرینہ بیگم کے کمرے سے باہر نکلے۔۔تو سردار واجد اور ارحام بھی دونوں ہی آ گئے۔۔سب کی آنکھوں میں حیرت تھی اذلان کو سامنے دیکھ کر۔۔۔

"دیکھا میں نے سچ کہا تھا نا۔۔۔کہ اذلان زندہ ہے مگر کسی نے میری بات پہ بھروسہ نہیں کیا۔۔۔"وہ سب کو مخاطب کیے اونچی آواز میں بولیں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اذلان میرے بچے تو ٹھیک ہے نا؟"وہ فکر مندی سے اذلان کی طرف بڑھیں۔

"بس کر دیں یہ پیار محبت دکھانے کے جھوٹے ڈرامے کرنا۔۔۔میں آپکی اصلیت سے بخوبی واقف ہوں۔۔۔میں اتنا عرصہ چپ رہا تو اسے میرا احسان سمجھیے۔۔۔شرم آتی ہے مجھے آپکو اپنی ماں کہتے ہوئے۔۔۔کیسا رشتہ نبھایا آپ نے ماں کا؟آپ لوگ صرف گدی کے لالچ میں اس قدر گر جائیں گے کہ مجھ سے میری بیوی کو بھی۔۔۔"

اذلان کی دماغی حالت کے باعث اسکی صحت کے لیے اتنا غصہ کرنا ٹھیک نہیں تھا مگر ان لوگوں کی حرکت دیکھ کر اس کا پارہ چڑھ گیا تھا۔

"اذلان۔۔" سردار حماد جو کل رات سے ڈیرے پر گئے ہوئے تھے اور آج ہی لوٹے تھے۔۔۔وہ دہلیز پہ حیران اور ساکت کھڑے تھے۔۔۔۔

اذلان کو صحیح سلامت دیکھ کر اور اسکا لب ولہجہ انہیں حیران کر گیا اور پھر اسکا یوں سبرینہ پہ غصہ کرنا اُنہیں پریشان کر گیا تھا۔

"ہوا کیا ہے؟؟؟" سردار حماد نے تشویش بھرے انداز میں پوچھا۔

"کیا ہوا ہے؟ پچھلے پندرہ سال سے یہ مجھے ایسی دوائیں کھلا رہیں تھی جس سے میں دماغی طور پر کبھی صحت یاب نہ ہو سکوں۔۔اور مزید اپنے حواس کھو دوں۔"

"یہ کیا بکواس کر رہے؟؟اور کس کے بارے میں کر رہے ہو؟؟سوچ سمجھ کر بولو اذلان؟؟؟" سردار حماد نے اسے کڑے تیوروں سے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"آپکو میری بات پہ یقین نہیں نا تو یہ لیں اپنے کانوں سے سنیں سب۔۔" اذلان نے ارحام کی طرف دیکھا تو ارحام نے اپنا موبائل اذلان کی طرف اچھال دیا۔۔جسے اذلان نے بر وقت کیچ کر کی اس میں سے ریکارڈنگ والا بٹن پریس کیا۔۔۔۔

"فیروز بھائی!!!!!!اذلان زندہ ہے۔۔" سبرینہ بیگم نے رازدارنہ انداز میں کہا۔

"ایسے کیسے ہو سکتا ہے بہنا۔لگتا ہے پی میں نے ہے اور سر پہ تمہارے چڑھ گئی ہے۔"

"ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔اتنے سالوں تک ہم اس گدی پر ارحام کو بیٹھانے کے لیے کوششیں کرتے رہے اور وہ اذلان واپس آکر سب لے جائے گا۔۔ایسا میں کبھی ہونے نہیں دوں گی۔۔"

"بہنا اگر اسے بچپن میں ہی مار دیا ہوتا تو یہ دن نا دیکھنا پڑتا۔۔۔ویسے تجھے کیوں لگتا ہے کہ اذلان زندہ ہے؟؟؟؟"

"کیونکہ ہم نے کونسا اسکی شکل دیکھی تھی دفنانے سے پہلے۔۔۔ارحام نے آکر بتایا تھا کہ اسکے دماغ کا آپریشن ہو رہا تھا جو ناکام ہو گیا اور اسی آپریشن کے دوران وہ مر گیا۔ اس ہسپتال میں کرونا وائرس کے بہت زیادہ مریض تھے۔اس لیے ڈاکٹر نے مردے سے دور رہنے کا کہا ہے کہ کوئی بھی اسکے قریب گیا یا اسے چھوا تو اسے وہ وائرس لگ جائے گا۔۔۔اور ہم اپنی جان سے جائیں گے۔۔۔اسی ڈر سے کسی نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔۔۔اور آپ سب لوگ اسے جلدی دفنا آئے تھے۔۔۔"

"ہاں کہہ تو ٹھیک رہی ہے تو۔" فیروز نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔

"ویسے تو تم بڑی سیانی بنتی ہو لیکن اگر وہ زندہ ہے تو بہت بڑی گیم کھیل گیا ہم سے۔"

"چپ کر جاؤ فیروز میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں میرے جلے پر نمک مت چھڑک۔" وہ تلملاتے ہوئے بولی۔

"ریلیکس بہنا ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ابھی تیرا بھائی سلامت ہے۔یاد ہے نا تیرے لیے کیا کیا کانڈ کیے؟؟؟"وہ اپنے احسانات یاد کرواتے ہوئے بولا۔۔۔

سبرینہ بیگم نے ابرو اچکا کر سپاٹ انداز میں اسے دیکھا۔۔۔

"تیرے کہنے پہ اذلان کو بچپن میں کتنا ڈرایا دھمکایا۔۔مارا پیٹا۔۔یہاں تک کہ اسکی یاداشت چلی گئی۔۔۔"

سب نے دھیان سے ریکارڈنگ سنتے ہوئے سبرینہ بیگم اور فیروز پہ نظر ڈالی۔۔۔

"پھر اسے وہ موذی ادوایات دیں۔۔اور تو اور تیرے کہنے پہ میں نے سردار جعفری پر گولی چلائی اور نام اس واجد پہ لگا دیا تاکہ شہرام پھنس جائے اور جرگے میں غلط فیصلہ لے۔۔۔معاذ سے اسکی ہاتھا پائی ہو اور شہرام کو بھی جعفری کی طرح ہمیشہ کی نیند سلا دیتے۔۔۔مگر اسکی قسمت اچھی تھی شہرام بچ گیا۔۔اور بہنا تیرے کہنے پر اس شہرام کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ بھی کروایا شہر میں۔۔مگر سالے کی قسمت وہاں بھی اسے بچا گئی۔ اور وہ کیا نام تھا تیرے دیور کا۔۔ہاں ماجد اس کو بھی معاذ نے نہیں صائم نے مارا۔۔"

"فیروز بھائی بس کر۔۔دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"وہ محتاط انداز میں بولی۔

"اگر اذلان زندہ ہے تو وہ ضرور ہم سے بدلہ لے گا۔"

"تو پھر کیا کرنا ہے؟؟؟"

"تو بتا بہنا۔۔۔ایسے کاموں میں تیرا دماغ ہی کام کرتا ہے۔" وہ استہزا ئیہ انداز سے ہنسا۔

"اسکی جان اسکی بیوی میں قید ہے۔۔۔ مگر ارحام نے تو اسکی بیوی سے نکاح کر لیا۔۔"

"تو نے کونسا ان کا نکاح ہوتے دیکھا؟ مجھے تو لگتا ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔" وہ خباثت سے مسکراتے ہوئے سبرینہ کو ٹونٹ مار رہا تھا۔

"فیروز۔۔۔ارحام میرا بیٹا ہے وہ دشمنوں کا ساتھ کبھی نہیں دے گا۔" سبرینہ بیگم نے مان بھرے انداز میں کہا۔

"چل وہ تو بعد میں دیکھ لینا۔۔یہ بتا اب کرنا کیا ہے؟؟؟"

"ایسا کر صائم کو کہہ کہ اس فجر کو اٹھوا لو۔۔۔دیکھنا اس کو بچانے کے لیے چوہا خود بل سے باہر نکل آئے گا۔" وہ تمسخرانہ انداز میں بولی۔۔۔

جلال الدین تو وہ گفتگو سن کر اور خاص کر اپنے تیسرے بیٹے کی موت کا سن کر غم سے نڈھال ہوتے ہوئے قریبی صوفے پہ گر سے گئے۔۔۔۔

"یہ سب کس نے کیا ہے؟ اب آپ سب کو پتہ تو چل گیا ہو گا ان دونوں نے کیا ہے۔" اذلان نے انکی سازشوں کو بے نقاب کیے سب کو حقیقت کے پہلو سے روشناس کرایا۔

سچ سامنے آنے پر مصنوعی ندامت کے احساس سے اُن دونوں کی نظریں جھکی تھیں۔ وہ

دونوں کسی کے سامنے کچھ بھی کہنے کے قابل نہ رہے۔۔۔

وہیں باقی سب بھی شاک ہوئے یہ سب سننے کے بعد۔۔

"اذلان بیٹا ایک بار میری۔۔۔"

سبرینہ بیگم نے ایک نظر اپنے شوہر سردار حماد پر ڈالی تھی۔ جو افسوس بھری نظروں سے اپنی بیوی کی اپنے بیٹے کے لیے نفرت دیکھ رہے تھے۔ اُنہیں تو شروع سے یہی لگتا آیا تھا کہ سبرینہ بیگم انکی پہلی بیوی سے بچوں کو اپنا مانتی ہیں۔۔ مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ غلط تھے۔۔ اُن کی بیوی اُن کے بیٹے کی بربادی کا سبب بنیں گی۔۔

تبھی پولیس حویلی میں داخل ہوئی۔۔۔۔

“Arrest him.”

شہرام اور دلنشین جو پولیس کو اپنے ساتھ لے کر اندر آئے تھے۔۔ شہرام نے انسپکٹر کو فیروز کو اریسٹ کرنے کا کہا۔۔۔

"آپکے منہ سے بیٹا لفظ کچھ جچتا نہیں۔۔۔ میں صرف اور صرف بابا سائیں کا لحاظ کر رہا ہوں۔۔ ورنہ اب تک انکے ساتھ آپکو بھی جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیا ہوتا۔"

اذلان سبرینہ بیگم کی بات بیچ میں ہی کاٹتے غصے سے دھاڑا تھا۔ اپنے قریبی لوگوں کا ایسا

رُوپ دیکھ کر اُس کا دماغ آؤٹ آف کنٹرول ہو چکا تھا۔

اُس نے اپنی ساتھ تو کی گئی زیادتیاں انہیں معاف کر دیں تھیں۔۔ مگر جب ان کی باقی سازشوں کے بارے میں سنا کہ کس طرح سبرینہ بیگم نے فیروز کے ساتھ مل کر ان کے گھر کو برباد کر ڈالا۔ وہ اس لیے فی الحال چپ تھا کیونکہ وہ بنا تصدیق کے کوئی قدم نہیں اُٹھانا چاہتا تھا۔۔۔ اُس ریکارڈنگ نے اذلان کا خون کھولا کر رکھ دیا تھا۔ سبرینہ بیگم کے ساتھ ساتھ فیروز بھی پورا پورا شریک تھا۔ جس کا مقصد تھا صرف گدی حاصل کرنا۔۔ حسد کی آگ انسان کو کہاں سے کہاں تک پہنچا جاتی ہے یہ بات آج سبرینہ بیگم اور فیروز کے ندامت بھرے انداز دیکھ کر سمجھ آ رہی تھی۔۔

"میری طرف سے مکمل اجازت ہے تمہیں اذلان۔۔ انکے ساتھ جو مرضی سلوک کرنا چاہتے ہو کر لو۔ اِس عورت نے مجھے برباد کر دیا کہیں منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا۔" سردار حماد ندامت بھرے لہجے میں اذلان کو مخاطب کرتے وہاں سے نکل گئے تھے۔

اذلان کا غصہ اِس وقت آسمانوں کو چھو رہا تھا۔۔

ہمیشہ اُسکے سامنے اتنا مسکرانے والا معصوم دکھائی دینے والا اندر سے اتنی تکلیف کے زیرِ اثر تھا۔۔ فجر نے سوچا۔۔۔

"ارحام بھائی آپ روکیں نا اذلان کو۔۔"فجر نے ارحام کے پاس آتے بولی جو خود بھی اذلان کا غصہ دیکھ کر کافی پریشان لگ رہا تھا۔

"اذلان کو اِس وقت میرا روکنا مزید غصہ دلا جائے گا اور اُس کا اِس وقت مزید غصہ کرنا اُس کی ذہنی کنڈیشن کے لیے بہت نقصان دہ ثابت ہو گا۔"ارحام کو خود سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے۔۔

جب فیروز کی ریکارڈنگ پر بکواس سن کر مزید برداشت نہ کر پاتے اذلان نے ایک زور دار مکہ اُس کے منہ پر مارتے اُس کا جبڑا ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔

"اذلان یہ کیا کر رہے ہو۔۔ چھوڑو اُسے۔۔۔"ارحام اور شہرام بھاگ کر اذلان کو روکنے کے لیے آگے بڑھے تھے مگر اذلان تو بپھرا ہوا شیر بنا اُن کے قابو میں ہی نہیں آرہا تھا۔

آج اتنے سالوں بعد سب اذلان کا یہ غصے سے بھرا غضبناک رُوپ دیکھ رہے تھے۔

اس سے پہلے کہ فیروز کو انسپکٹر ہتھکڑیاں لگاتا۔۔اس نے کمال پُھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی گن نکالی خود کے بچاؤ کے لیے۔۔

"فیروز مرنا تو ہے ہی ہم نے مگر مرنے سے پہلے میں اپنے دشمن کو ختم کر کے مروں گی لا ادھر دے مجھے یہ گن۔۔"سبرینہ بیگم نے فیروز کے ہاتھ سے گن کھینچ لی۔۔۔

"سچ کہا تھا فیروز نے تجھے بچپن میں ہی مار دیا ہوتا تو آج مجھے یہ دن نا دیکھنا پڑتا۔۔ دیکھ آج تیری وجہ سے میرے شوہر اور میرے بیٹے کی نظروں میں میرے لیے نفرت اور حقارت ہے۔۔ صرف تیری وجہ سے۔۔ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔" وہ گن کا رخ اذلان کی طرف کرتے ہوئے زور سے چلا کر بولیں۔

فجر نے تاسف بھری نظروں سے فیروزا اور سبرینہ بیگم کی جانب دیکھا تھا۔ جن پر ابھی بھی اپنی غلطی کا کوئی خاص اثر نہیں لگ رہا تھا۔

"نہیں سبرینہ تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔" سردار حماد نے اسے ایسا کچھ بھی غلط کرنے سے منع کیا مگر وہ بولٹ چڑھاتے ہوئے استہزایہ انداز سے ہنسنے لگیں۔۔۔

"نہیں اماں سائیں آپ کچھ نہیں کریں گی۔۔" ارحام نے آگے ہو کر کہا۔۔۔

"ارحام تم نے میرا مان توڑ دیا۔۔۔ان دشمنوں کا ساتھ دے کر۔۔۔"

"اماں سائیں۔ وہ میرا دشمن نہیں میرا بھائی ہے۔"

"نہیں ہے وہ تمہارا کچھ بھی۔۔۔۔ تم صرف میرے بیٹے ہو۔۔۔ وہ نہیں۔۔۔"

"مگر میرے اندر میرے باپ سردار حماد کا خون دوڑتا ہے اور وہی خون اذلان بھائی میں بھی۔۔۔ میں صرف سچائی کا ساتھ دوں گا۔۔۔ اور سچ یہی ہے کہ آپ نے ظلم کیا ہے۔۔ اور ظلم کی سزا اس دنیا میں بھگتنی پڑے گی۔۔۔"

"ارحام نادان ہو تم میرے راستے میں مت آؤ۔۔۔"

کہتے ہوئے انہوں نے سیدھا نشانہ اذلان کے دل کا لیا۔۔اس سے پہلے کہ گولی اذلان کو لگتی ارحام اذلان کے سامنے آ کھڑا ہوا اور گولی سیدھی ارحام کے سینے میں لگی۔۔یہ سب بس لمحوں میں ہوا کہ کسی کو کچھ بھی پتہ نا چلا۔۔

ارحام کے سینے سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ لہراتے ہوئے زمین بوس ہوتا پیچھے کھڑے اذلان نے اسکی کاروائی پہ حیرت زدہ ہوتے ہوئے اسے بازووں سے تھام لیا اور گرنے سے روکا۔۔

"ارحام تم نے ایسا کیوں کیا؟" اذلان نے اسکا گال تھپتھپا کر کر کہا جس کی آنکھیں بند ہونے کی کاگار پہ تھیں۔۔۔

"اللہ اکبر۔۔" یہ آخری الفاظ تھے جو اسکے منہ سے نکلے اور اسکی آنکھیں بند ہونے لگیں۔۔گولی اس کے سینے پہ لگی تھی۔۔۔سبرینہ بیگم کے ہاتھوں سے گن چھوٹ کر نیچے گری۔۔۔وہ اپنی جگہ ساکت کھڑی رہ گئی۔۔۔۔

جس بیٹے کے لیے وہ اتنی برائیوں کی گناہوں کی مرتکب ہوئی آج وہی ان کے اپنے ہاتھوں سے۔۔۔۔۔

انکی تو دنیا ہی لٹ گئی تھی۔۔۔۔وہ شکستہ وجود لیے ارحام کے بے ہوش وجود کے پاس

آئیں اور اسے گلے لگاتے ہوئے پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔۔۔

وہ اپنے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے کھینچنے لگیں۔۔۔۔

کبھی زمین پہ سر پٹخ کر رونے لگتی تو کبھی ہنسنے لگتی۔۔۔اس وقت ان کی حالت کسی پاگل دیوانی کی سی تھی۔۔۔۔

پولیس فیروزا اور سبرینہ دونوں کو اریسٹ کیے اپنے ساتھ لے جا چکی تھی۔۔۔۔

ازلان اور شہرام دونوں ارحام کو اٹھائے باہر نکلے اسے ہسپتال لے جانے کے لیے۔۔
ادھر صائم کی لاش کو بھی پوسٹ مارٹم کے لیے لے جایا جا چکا تھا۔۔۔

شہرام بھی آج ہی واپس آیا تھا بھی وہ راستے میں تھا جب اسے غلامو زخمی حالت میں ملا غلامو نے اسے بتایا کہ صائم فجر کو اغواء کر کے اپنے ساتھ لے گیا ہے۔۔۔

شہرام نے فوراً ارحام کو کال کر کے سارا معاملہ جانا۔۔۔

اور صائم نے جس جگہ فجر کو رکھا غلامو جانتا تھا۔۔۔اس نے غلامو سے جگہ کا پوچھ کر ارحام کو بتا دیا۔۔۔۔

ارحام اس دوران گھر پہ ہی رہا تاکہ سبرینہ اور فیروزہ پہ نظر رکھ سکے اس نے ازلان کو ساری اطلاع بھیجی۔۔۔تو ازلان فجر کو صائم کے چُنگل سے آزاد کروانے کے لیے پہنچ

گیا۔۔۔۔

شہرام وہاں آچکا تھا۔۔اور ارحام سے اتنی بڑی خبر سن کر وہ بُری طرح شاک میں آچکا تھا۔دلنشین سے کیا گلا کرتا جب اُسکے گھر کے اپنے لوگ ہی اُسکے خلاف تھے۔

"دادا سائیں آپ روئیں مت پلیز۔۔"

جلال الدین کو پہلی مرتبہ روتے دیکھ شہرام اُنکے قریب آتے ہوئے دلگرفتگی سے بولا۔

دلنشین خود اپنی جگہ سہم چکی تھی۔۔اُس نے اپنے بھائی ازلان کا غصہ دیکھا تو تھا مگر آج یہ کونسا رُوپ تھا۔۔

"میرے بچے نے آج تک کبھی کسی کا کچھ نہیں بگاڑا۔۔تو سب لوگ اِن کے دشمن کیوں بنے ہوئے تھے۔۔پہلے ہی ازلان نے بہت تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ہم سب جب اُسکے ٹھیک ہونے کی دعائیں کر رہے تھے۔میری ہی بہو میرے بچے کو مارنے کی کوششیں کر رہی تھی۔میرا بچہ پہلے اپنی سگی ماں کی جدائی کی وجہ سے اندر سے ٹوٹا ہوا ہے۔۔اب اپنوں کے ایسے دھوکے پر یہ مزید بکھر جائے گا۔۔آج میں نے اپنے ایک اور پوتے کو اپنی آنکھوں کے سامنے کھو دیا اور میں کچھ نا کر سکا۔۔۔۔"وہ کرب زدہ آواز میں بولے تو سب ٹوٹ کر رونے لگے۔۔۔ایک ارحام کی حالت پہ اور دوسرا

جلال الدین کے غمناک آواز میں بین کرنے پہ۔۔

جلال الدین کی جھریوں زدہ چہرے پر کرب تھا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔ان کی یہ حالت دیکھ سب کا دل بھی دکھ سے بھر گیا۔

🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷

"اسلام و علیکم۔۔"شماس بن ضماد نے مؤدب انداز میں تھوڑا سا جھک کر اپنے والدین کو سلام پیش کیا۔

"وعلیکم السلام۔۔"دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔۔۔

ان دونوں نے شماس کے چہرے پہ الوہی چمک دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ آج واپس لوٹ آیا ہے اور ساتھ انکی ناراضگی دور کرنے کی وجہ کو بھی ساتھ لایا ہے۔

"آپ سے معافی کا خواستگار ہوں۔"

"ہم آپ سے ناراض نہیں۔۔"

سنہری نے بھی انہیں سلام کیا تو جواباً انہوں نے بھی اسے ڈھیروں ڈھیر دعاؤں اور بیش قیمتی تحائف سے نوازا۔۔۔۔کچھ دیر آپسی گفتگو کے بعد۔۔۔۔

"آپ جایئے اور آرام کیجیے کل ملاقات ہو گی۔"

NEW ERA MAGAZINE .com

"جی۔"شماس کہتے ہوئے سنہری کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لیے آگے بڑھ رہا تھا۔

"آپ جانتی ہیں ملکہ آج ہمارے ایک ہونے کی رات ہے۔"

"کیا؟؟؟کیا کہہ رہے ہیں آپ؟"وہ اپنی جگہ پہ رک کر بولی۔

شماس نے اس کے گال بہت پیار سے سہلائے۔

"آپ نے اس رات کے بارے میں سنا تو ہوگا جس رات دو اجنبی ہمیشہ کے لیے پاکیزہ بندھن میں بندھ کر ایک ہو جاتے ہیں۔۔انکے درمیان پیار، محبت، مان، بھروسہ اور سب سے بڑھ کر عزت کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔وہ ایک دوسرے کے اتنے قریب آ جاتے ہیں۔۔کہ انکے بیچ کوئی پردہ حائل نہیں رہتا۔آج کی رات ہماری زندگی کے لیے بہت اہم رات ہو گی۔میں نے کئی سالوں سے اس رات کا انتظار کیا ہے ملکہ!!آج تو ہمارے والدین بھی ہم سے راضی ہو گئے ہیں۔آپ سے مل کر پھر اسی خوشی میں دیری کیسی۔۔۔؟"

وہ کہہ کر مبہم سا مسکرایا اور سنہری کی شرم سے دوہری ہوئی حالت پہ صدقے واری جا رہا تھا۔

"آ۔۔۔آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ میری قدر کریں گے۔میرا فیصلہ آپکے لیے اہم ہوگا۔۔۔اور آپ میری اجازت کے بغیر کچھ بھی نہیں کریں گے۔"سنہری

نے سر جھکائے اس کا وعدہ یاد دلوانے کی کوشش کی۔۔۔

"مجھے یاد ہے سب مگر میں آپ سے بے پناہ محبت کرتا ہوں۔ سالوں سے میں نے آپکا انتظار کیا ہے اب آپکو سامنے پا کر مزید انتظار کرنے کی سکت ختم ہونے والی ہے مجھ میں ملکہ!! آپ ایک بار ہماری پناہوں میں آکر تو دیکھیے۔۔ آپ خود کو بہت محفوظ پائیں گی۔"

وہ طلسم کدہ اس پہ اپنی سحر انگیز آواز کا فسوں پھونک کر اسے اپنی چاہت پہ عمل پیرا ہونے کے لیے مائل کر رہا تھا۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

سمندر کی سطح سورج کی کرنوں سے چمک رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا لہروں سے کھیلتی ٹورنٹو میں داخل ہو رہی تھی۔ ہوا میں خنکی نے سردی کو مزید بڑھا دیا تھا۔۔

وہ سب لوگ کل شام ہی یہاں پہنچے تھے۔ پیرس کے ایک مشہور ہوٹل میں پہلے سے ہی بکنگ کروا چکے تھے۔

اس نے ہوٹل کے کمرے میں داخل ہوتے ہی سارے کمرے میں تفصیلی نگاہ دوڑائی اور حیرت بھری نگاہوں سے یہ سجا سنورا کمرہ دیکھا جو انتہائی نفاست سے قدرتی پھولوں سے سجایا گیا تھا۔

اسکا چہرہ بے ساختہ سرخی مائل دکھائی دینے لگا۔لرزیدہ پلکوں کی چلمن سرخ عارض پہ سایہ فگن ہوئیں۔

"معاذ نہیں پلیز۔۔"اس نے معاذ کے اپنی طرف بڑھتے ہوئے قدم دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"ڈیئر وائف ہم ہنی مون پہ آئے ہیں۔۔اور ہنی مون کا مطلب ہی آپکو پتہ نہیں۔۔۔ جہاں نہ کا نہیں صرف ہاں کا تصور پایا جاتا ہے۔"وہ ذو معنی انداز میں بولا اور دعا کو اپنے حصار میں لیا۔۔۔وہ شرم سے سمٹ کر رہ گئی۔۔۔

دعا کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس سحر انگیز ماحول میں معاذ کے بڑھتے ہوئے جذبات پہ کیسے بندھ باندھے۔۔وہ اسکی شال اتار کر دور پھینک چکا تھا اور ذو معنی نظریں جمائے ہوئے تھا۔وہ یہ سب کرنے کا حق رکھتا تھا لیکن اُسکی بڑھتی جسارتیں دعا کے لیے قیامت کی طرح تھیں۔۔

جبکہ دوسری جانب معاذ دعا کو آج اپنے ہر عمل سے بتا دینا چاہتا تھا کہ دعا کا لمس محسوس کرنا اُسکے لیے کس قدر اہم ہے۔

"معاذ پلیز۔۔"وہ بہت حوصلہ پیدا کرتے وہ بہت آرام سے بولی تھی مگر اُسکا ہر انداز ہی معاذ جعفری کے دل پر بجلیاں گرانے کے لیے کافی تھا۔

جیسے ابھی دعا کے نرم الفاظ معاذ کے دل کو مزید اپیل کر گئے تھے۔۔

معاذ نے جھکتے دعا کو اپنی بازوؤں میں اُٹھا لیا تھا۔ دعا کا دل اُسکی اِس حرکت پر اُچھل کر حلق میں آن پہنچا تھا۔ اُس نے گرنے کے ڈر سے معاذ کا گریبان مٹھی میں دبوچ لیا تھا۔

اس نے آرام سے دعا کو بیڈ پہ لٹا کر اسکے چہرے پر مسکان بھری نگاہیں جمائیں۔۔۔

دعا اسکی ہوشربا قربت پہ پگھلتے ہوئے آنکھیں موند گئی اُسکی سانسوں کے ساتھ ساتھ دھڑکن بھی بے قابو اور تیز ہو رہی تھی کہ اسے وہ خود بھی بخوبی سن سکتی تھی اور اسے لگ رہا تھا اسکے دل کی تیز آواز کو معاذ بھی بخوبی سن پا رہا ہے۔۔

اسے بیڈ پہ لٹا کر معاذ اسکے اوپر جھکا۔۔ سب سے پہلے اسکے ماتھے پہ اس نے اپنی محبت کی مہر ثبت کی اور پھر آنکھوں اور گالوں سے ہوتا ہوا اسکے ہونٹوں پہ رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"اجازت ہے؟" اسکے ہونٹوں کو اپنی پوروں سے سہلاتے ہوئے وہ اس سے اجازت مانگ رہا تھا۔۔ تمام حقوق ہونے کے باوجود وہ اسکی مرضی جاننے کا خواہاں تھا کیونکہ زور زبردستی کرنا اسکے سرشت میں شامل نہیں تھی۔۔۔

جبکہ دوسری طرف دعا خود اپنے جزبات سمجھنے سے قاصر تھی۔

دل ودماغ دونوں ہی رضامند تھے پر شرم وحیا اور جھجک ایسی تھی کہ اس نے دعا کے منہ پہ قفل لگا دیے تھے۔۔

اسکے سوال پہ اس نے اپنی نظریں جھکا لی۔۔ ہونٹوں سے اقرار مشکل تھا۔۔ جبکہ اگلی طرف شاید ہونٹوں سے سننے کی ہی خواہش ہی ٹھاٹھیں مار رہی تھی۔۔

"کیا یہ جھجک ہے یا انکار؟؟" اسکے خاموشی سے آنکھیں جھکانے پہ معاذ نے اسکے گال پہ ہاتھ رکھ کر اس سے استفسار کیا۔۔

دعا شرم سے لرزتے ہوئے ابھی بھی خاموش تھی۔۔ اس سے کچھ بولا ہی نہیں جا رہا تھا دھڑکنوں نے الگ کھلبلی مچا رکھی تھی۔۔ ایسے میں وہ کیسے بولتی اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔ شادی کے بعد پہلی بار وہ اس کے اتنے قریب آیا تھا۔۔۔

دل کی دھڑکنوں کی رفتار نے بھی تیزی پکڑی ہوئی تھی ایسے لگ رہا تھا اسکی اتنی قربت پر ابھی سینے سے باہر نکل آئے گا۔۔۔۔

دعا کی خاموشی کو دیکھتے ہوئے وہ اوپر سے اٹھ گیا۔۔

"ٹھیک ہے اگر تم نہیں چاہتی تو میں تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔۔ تم پہ بے شک میرا حق ہے۔۔۔ بے شک اللہ نے تمہیں میرے لیے حلال کیا ہے لیکن تمہاری مرضی کے

بغیر میں تمھیں نہیں چھوؤں گا۔"اسکا ہاتھ پکڑ کر وہ پیار سے مسکرایا۔

"جب تک تمہاری دلی آمادگی ظاہر نہیں ہو جاتی۔میں انتظار کروں گا۔"

"م۔۔می۔۔میں نے ایسا کب کہا؟؟"اسکی بات پہ بے اختیار دعا کے منہ سے نکلا۔معا کہیں وہ پھر سے ناراض نا ہو جائے۔۔۔

لیکن پھر فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی اس نے اپنی زبان دانتوں تلے دبالی۔۔اور آنکھیں میچ لیں۔۔۔جانے وہ اسے کیا سمجھے۔۔۔

جبکہ اسکی بات پہ معاذ کے چہرے پہ جاندار مسکراہٹ ابھری۔۔وہ جانتا تھا وہ شرما رہی ہے۔۔لیکن وہ بھی معاذ تھا جو عشق کے گروں سے بخوبی واقف تھا۔۔۔۔اسے اچھی طرح آتا تھا کہ اپنی نازک سی بیوی کے منہ سے اقرار کیسے نکلوانا ہے۔

"واقعی تو پھر میری بیوی راضی ہے؟؟تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔"وہ دھیرے سے سرگوشی نما آواز میں بولا۔۔۔

دعا نے جھکی ہوئی پلکوں کو اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔۔

"میں نے اتنے دن تمھیں تمہارے حق سے دور رکھا۔۔کیا میری وہ خطا معاف سمجھوں؟؟"

اسکے اوپر دوبارہ جھکتے وہ اس سے پوچھ رہا تھا جبکہ وہ چاہ کر بھی اسکی کسی بات کا جواب نہیں دے پا رہی تھی۔۔اور آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔۔۔

"بولیں محترمہ!" وہ تھوڑی کو اپنی پور سے ہلکا سا اٹھا کر پوچھ رہا تھا۔۔۔

دعا نے ہلکی سی پلکوں کی باڑ اٹھا کر اس نے کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں جذبوں کا جہان آباد تھا پھر اسکی نظروں کی تاب نہ لا کر اپنی نظریں جھکا گئی۔

اسکی اٹھتی گرتی پلکوں کا رقص دیکھتے معاذ کے لب اپنے آپ مسکرا اٹھے۔اسکے ہونٹوں کے دیکھتے اب ساری سوچیں خود بخود دم توڑ گئیں۔۔اور وہ اس کے لبوں پہ جھک گیا۔۔

اسکی جذبات کی شدت کو اسکے ہونٹوں سے محسوس کرتے دعا نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی۔۔اور وہ جانتی تھی ابھی تو یہ ابتدا ہے۔۔معاذ کی مزید گستاخیوں نے اسے تو ساری رات ہی آنکھیں کو بند کرنے پہ مجبور کر دیا تھا۔۔

❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦

فجر کا دماغ بالکل گھوم چکا تھا۔وہ چاہے غصے سے بولے یا نرمی سے اذلان جیسا انسان جو ہمیشہ صرف اپنی مرضی کرتا تھا ایسے والے اُلٹے دماغ کے شخص کو سنبھالنا اور سمجھنا واقعی بہت مشکل تھا اس کے لیے۔۔۔۔

"چھوڑو مجھے یہ کیا بے ہودگی ہے۔۔"فجر دانت پیستے ہوئے چلائی تھی مگر دوسری جانب اثر کس کو تھا۔اذلان اُسکی ہر بات کا جواب اب باتوں سے نہیں عمل سے دے رہا تھا۔

"پہلے تو بے ہودگی نہیں دیکھائی مگر اب دیکھانے کا ارادہ ہے۔۔"اذلان نے جھک کر فجر کے غصے سے تمتماتے ہوئے گال پر ہلکے سے دانت گاڑھے۔۔جبکہ فجر اُسکی گستاخی پر جی جان سے سُلگ اُٹھی تھی۔

"مم۔۔میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔۔۔پہلے مجھے سب سچ جاننا ہے جو ابھی تک تم مجھ سے چھپائے ہوئے ہو۔۔"

اذلان شاہ کی لمحہ بالمحہ بڑھتی ہوئی گستاخیوں پر فجر کا سارا خون نچڑ کر چہرے پر آ گیا تھا اور دل زور زور سے دھڑکتا اگلے پچھلے سارے ریکارڈ توڑ رہا تھا۔اس نے فجر کی صراحی دار نازک سی گردن پر اپنے دانتوں سے لو بائٹ بنائی تو وہ جی جان سے تڑپ کر رہ گئی۔۔

اذلان کا ہر لمس اِس قدر استحقاق اور شدت بھرا تھا کہ فجر کی آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی۔

اذلان بہت ہی نرمی سے فجر کو وہاں پہ موجود بیڈ پر بیٹھاتے خود اُسکے سامنے گھٹنوں کے بل قالین پر بیٹھ چکا تھا۔

جبکہ فجر اُسکو اس طرح اپنے قدموں میں بیٹھتا دیکھ بوکھلا سی گئی تھی۔۔

"مجھے کبھی غلط نا سمجھنا میں کوئی آوارہ بادل نہیں جسے جب چاہے تیز ہوا کا جھونکا اپنے ساتھ اڑا لے جائے۔۔۔میں وہ بادل ہوں جو ہمیشہ تمہارا سایہ بن کر تمہاری حفاظت کرے گا۔"وہ کچھ لمحے توقف کیے رکا پھر سانس لیتے ہوئے بولا۔

"پہلے میں تمہیں جانتا نہیں تھا اس لیے تمہارے سامنے اس وقت اپنی کوئی بھی بات کھولنا نہیں چاہتا تھا مگر آہستہ آہستہ جب تمہیں جاننے لگا تو تمہارے ہر انداز سے پیار ہونے لگا۔ تمہیں میں ہر وقت اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا۔۔یہی ڈر تھا کہ تم سچ جان کر مجھے چھوڑ کر نا چلی جاؤ۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اذلان فجر کے نازک مومی ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھامتا بہت ہی ضبط سے بولا تھا۔

"تمہارا میرے قریب رہنا میری سانس لینے کی طرح ضروری ہو گیا۔۔میرے دل کی دیواروں پہ صرف تمہارا نام لکھا ہے فجر !!!"وہ فسوں خیز آواز میں بولا۔

"میں بس اتنا جاننا چاہتی ہوں آپ نے ایسا کیوں کیا؟؟اذلان جی کیا آپ مجھے اس قابل نہیں سمجھتے کہ مجھ سے اپنا دکھ شئیر کریں۔"

فجر نے اذلان کی آنکھوں میں جھانک کر سوال کرتے اُسکی پیشانی پہ محبت بھرا لمس چھوڑا۔۔۔اذلان اسکی پہلی دفعہ کی گئی پیش رفت پہ دل سے مسکرایا۔۔۔

"میں نہیں جانتا کہ کب سے اماں سائیں میرے لیے اپنے دل میں رقابت پالنے لگیں۔ایک دن میں سویا ہوا تھا۔۔وہ لوگ مجھے اندھیرے کمرے میں لے گئے اور مجھے بہت ٹارچر کیا مارا پیٹا۔۔۔مجھے بہت درد ہوا مگر میں اتنی مار کھانے کے باوجود بھی زندہ رہا۔۔۔میرے سر پہ شدید چوٹ آئی تھی۔۔۔اور جب بابا سائیں نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو نہیں بتایا گیا کہ مجھے سیڑھیوں سے گرتے ہوئے چوٹ لگی۔۔۔بابا سائیں ان سے بہت پیار کرتے تھے۔میں خاموش رہا اپنی ایک ماں کھو چکا تھا مگر دوسری نہیں کھونا چاہتا تھا۔وہ جیسی بھی تھیں۔۔۔تھیں تو میری ماں ہی نا۔۔۔انہوں نے اپنے بھائی سے کہا کہ وہ مجھے پاگل بنادیں گی۔۔۔۔میں نے انکی باتیں سن لیں تھیں۔جب انہوں نے مجھے ٹارچر کیا اسکے بعد میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں وہی بن جاؤں گا جیسا وہ چاہتی ہیں شاید اسی سے گھر میں سکون ہو جائے۔۔۔جب میرا سران لوگوں نے دیوار سے مارا کچھ پل کے لیے تو میری آنکھوں کے سامنے درد کی شدت سے اندھیرا چھا گیا۔۔۔میں بیہوش گیا۔۔۔اور جب ہوش میں آیا تو میں نے جان بوجھ کر الٹی سیدھی حرکتیں کرنا شروع کردیں۔۔وہ لوگ خوش ہو گئے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔۔اسکے

بعد انہوں نے مجھے ٹارچر کرنا بند کر دیا۔۔۔لیکن مجھے نجانے کونسی ادویات پہ لگا دیا کہ کچھ پل کے لیے میرا دماغ ماؤف ہو جاتا۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آتی۔۔۔کافی دیر میں وہ ادویات لیتا رہا مگر جوں جوں ذہن نے شعور کی منازل طے کیں۔۔۔میں ان دوائیوں کو انکے سامنے تو منہ میں رکھ لیتا مگر انکے جانے کے بعد پھینک دیا کرتا۔۔۔میں نے بدلے میں کبھی انکے ساتھ برا نہیں کیا۔۔انہیں اپنی ماں سمجھا۔۔۔ایک دن تم نے ارحام کے لیپ ٹاپ سے میڈیسن کے بارے میں سرچ کیا تھا۔۔۔ارحام کو پتہ چل گیا تھا۔وہ بہانے بہانے سے مجھ سے سچائی اگلوا رہا تھا۔میں سب سمجھ گیا کہ وہ کیا جاننا چاہتا تھا۔۔اور جس ڈاکٹر کے پاس تم مجھے شہر میں ٹیسٹ کے لیے لے کر گئی تھی وہ ارحام کا دوست تھا۔اس نے ارحام کو سب بتا دیا۔۔۔اسی لیے میں ارحام سے سچ چھپا نہیں سکا اور اسے بتا دیا کہ مجھے کوئی بیماری نہیں میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔اور اسے سبرینہ بیگم کی سچائی بھی بتائی۔۔۔۔وہ سمجھدار ہے۔اس نے میری باتوں کو سمجھا اور مجھ پہ یقین رکھا پھر میرا ساتھ دینے کا وعدہ بھی کیا تاکہ ہم دونوں مل کر سبرینہ بیگم کی سچائی سب کے سامنے لا سکیں۔۔۔مگر میں نے انکار کر دیا۔۔۔میں نے ارحام سے کہا کہ میں اماں سائیں اور بابا سائیں کا گھر اپنی وجہ سے خراب نہیں کرنا چاہتا۔میں نے ارحام سے کہا کہ میں تمہیں یہاں سے لے کر کہیں دور چلا جاؤں گا اور اپنی نئی دنیا بساؤں گا جہاں صرف

تم ہو اور میں۔۔۔۔ارحام نے کہا کہ گھر والے ایسا کبھی نہیں ہونے دیں گے۔۔اس لیے میں تمہارے ساتھ شہر آگیا آپریشن کروانے۔۔۔وہاں آنے سے پہلے میری اور ارحام کی بات ہو گئی تھی۔۔۔اور ہمارا یہ پلان بنا تھا کہ سب کے سامنے میری موت کا ڈرامہ کریں گے۔۔۔ہسپتال سے ایک مردے کو ساتھ لائے تھے جس کے آگے پیچھے کوئی نہیں تھا اسے اذلان بنا کر دفنا دیا گیا۔۔۔ارحام تمہارے اور میرے پیپرز تیار کروا رہا تھا۔۔۔ہم دونوں خاموشی سے بیرون ملک جانے والے تھے مگر سبرینہ بیگم نے تم پہ ظلم کے پہاڑ توڑ کر میرے اندر چھپے حیوان کو جگا دیا۔۔جسے میں نے کب سے سلائے رکھا تھا۔۔۔تب میں نے ارحام کے کہنے پہ اپنا فیصلہ بدل لیا اور سبرینہ بیگم کا سچ سب کے سامنے لانے کا فیصلہ کیا۔۔۔اس کے آگے تو تم سب جانتی ہو۔۔۔اور کچھ رہ گیا تو وہ بھی پوچھ لیں جان اذلان۔۔۔۔تم نے میری زندگی میں آکر اسے خوشیوں سے بھر دیا۔۔کسی روشن ستارے کی طرح میری دنیا کو روشنیوں سے بھر دیا۔۔۔"

اذلان کے پر شدت لمس پر فجر کا دل جی جان سے کانپ اُٹھا تھا۔

اِس شخص کا لمس برداشت کرنا تو فجر کے لیے مشکل تھا ہی مگر اُس سے بھی زیادہ مشکل تھا اسکی گہری جان لیوا نگاہوں کا ارتکاز برداشت کرنا۔۔

اذلان نے جس طرح اُسکے قدموں میں بیٹھ کر اُسے اپنی زندگی میں اُسکے مقام کی اہمیت واضح کی تھی یہ بات فجر کے دل پر بہت گہرا اثر کر گئی تھی۔۔

کچھ دیر بعد۔۔۔۔۔

فجر اٹھ کر سامان کی طرف بڑھی اور اپنا آرام دہ سوٹ نکالنے لگی۔۔

"کیا مجھے اپنا سچ چھپانے اور جھوٹ بولنے کی معافی نہیں مل سکتی؟" وہ اسکے کندھے پہ سے شرٹ کھسکا کر لب رکھتے خمار زدہ لہجے میں بولا فجر نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی۔

"معافی مانگی جاتی ہے تبھی ملتی ہے۔" اس نے اپنے کپکپاتے ہوئے لہجے پہ قابو پا کر اسے بے رخی سے باور کروانا چاہا مگر چاہ کر بھی ناراضگی ظاہر نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

"مانگ تو رہا ہوں۔۔"

وہ اسکے شانے سے ہوتا ہوا اب لبوں سے گردن کا سفر طے کرتے ہوئے جذبات سے لبریز انداز میں بولا تو فجر اسکے جا بجا سلگتے لمس پہ تڑپ کر رہ گئی اسکی گرم سانسیں اسے اپنی گردن پہ محسوس ہو رہی تھی۔ فجر کا سانس لینا دو بھر ہونے لگا۔

"ایسے کون معافی مانگتا ہے؟" وہ حیرت زدہ لہجے میں پلٹ کر بولی۔

"میرے معافی مانگنے کا یہی انداز ہے۔۔ کہو تو اور شدت سے معافی مانگ سکتا ہوں بشرطیکہ تم بھی اس معافی تلافی کے سلسلے میں میرا برابر ساتھ دو۔۔۔"

اسکی ذومعنی بات سن کر فجر کے اعصاب سلب ہونے لگے۔۔

"میں تمہاری طرح بے شرم نہیں۔۔" وہ دانت کچکچا کر بولی۔۔۔

"ہاہاہا! ابھی تو بے شرمی کی شروعات ہیں۔۔ اگے آگے دیکھیں جان اذلان آپکی جان نکل جائے گی۔" وہ آنکھ ونگ کیے شرارت سے بول کر واقعی فجر کی جان نکال گیا۔

وہ اسے کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کر گیا تو فجر نے سختی سے اسکے شانے کو اپنے ہاتھوں کو تھام لیا اور فاصلہ بنانے کی کوشش کی۔

"یہ دوری بنانے کی فضول کوششیں ترک کر دیں جان اذلان۔۔" وہ اسکے گرد اپنے بازوؤں کی گرفت مزید سخت کر گیا۔۔ فجر کو اپنی پسلیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔ وہ سختی سے اپنے لب کچل رہی تھی۔۔ دراز پلکوں کا لرزنا جاری تھا۔۔۔

"آپکا گریز ہماری جان لے لے گا۔ کیا سچ میں میری جان لینے کا ارادہ ہے جان اذلان؟" اس نے دھیمے لہجے میں بولتے سوالیہ نگاہیں اسکی جانب اٹھائیں۔ فجر نے تڑپ کر اسکے لبوں پہ ہاتھ رکھ دیا۔

"آپ سے ہی فجر کی زندگی مشروط ہے۔آپکے بنا یہ فجر بھی مر جائے۔آپکے بنا میرا کوئی وجود نہیں دوبارہ ایسی بات منہ سے نکالی تو میں خود اپنی جان لے لوں گی پھر جو جی میں آیا کرتے رہیے گا۔" وہ رندھے لہجے میں ناراضگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

اذلان نے اسکی آنکھوں سے بہتے ہوئے موتیوں کو اپنے لبوں سے چنا۔۔۔

"اس پیار، بھروسے اور مان کا شکریہ جان اذلان۔۔۔اب اپنے شوہر کے حقوق کا خیال کرتے ہوئے کچھ اس پہ بھی ترس کھائیں۔۔۔جو کافی عرصے سے اپنی بیوی کے پاس ہوتے ہوئے بھی اپنے حق سے محروم ہے۔"

وہ خمار آلود نگاہوں سے اسکے لبوں کو فوکس کیے ہوئے تھا۔۔

"آپ نا بچے ہی رہتے تو اچھا تھا۔ بڑے ہو کر کے آپکی فرمائشیں بھی زیادہ ہو گئی ہیں۔" وہ اسکے سینے پہ مکا مار کر بولی۔۔تاکہ اس کے جذبات کی آنچ سے فرار پا سکے۔

"اچھا جی؟؟ چلیں اب ہمیں بچہ ہی سمجھ کر یہاں پیار کریں جیسے اس رات کیا۔" اسکی فرمائش پہ فجر کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت سے پھیل گئیں۔۔

"اذلان!!!!" وہ زور سے چلائی۔۔۔

اذلان سائیڈ لیمپ آف کرتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لے گیا۔۔

"بس اب بہت باتیں ہو گئیں جان اذلان آپ نے آدھی رات برباد کر دی۔۔ باقی کی رات اب میری۔۔۔"

اذلان کے ہاتھ اسے اپنی کمر پہ سرکتے ہوئے محسوس ہوئے تو اسکے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔اسکے لب اپنی پشت پہ محسوس کرتے وہ بالکل ڈھے گئی تھی۔اسکی جسارتیں اور شدتیں بڑھنے لگیں۔۔۔

"بس اذلان جی۔۔۔مجھے سانس نہیں آرہا۔" وہ اسے اپنے لبوں سے پیچھے دھکیلتی ہوئی بمشکل بولنے کے قابل ہوئی۔۔

"نہیں اذلان پلیز۔۔" اسے گہرا سانس بھرتے دیکھ کر اذلان نے نائٹ بلب آن کیا۔

"تم ٹھیک ہونا؟" اذلان نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔۔

"آپ ٹھیک رہنے کہاں دے رہے ہیں؟" وہ شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے خفگی سے بولی۔

"کیا ہے یار؟؟؟اتنے ماہ ہو گئے اب یہ شرم وحیاء بالائے طاق رکھ دو۔۔۔یہ شرم شرم پھر کبھی کھیلیں گے ابھی میرا رومانٹک موڈ آن ہے۔"

اس سے پہلے کہ وہ اپنی اتھل پتھل ہوتی دھڑکنوں سمیت اسکے پہلو سے نکل کر بھاگتی

ازلان جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچ گیا۔

"کیا تمہیں مجھ پہ ترس نہیں آرہا؟؟؟"ازلان نے پر شکوہ نگاہ اس پہ ڈالی جو دوسری جانب سے بیڈ سے اترنے کی کوششوں میں تھی۔

وہ شرم کے باعث اپنا نچلا لب دانتوں تلے کچلنے لگی۔۔۔ازلان نے اسکی حالت پہ اپنے چہرے پہ بلا اختیار امڈ آنے والی مسکراہٹ کو مہارت سے چھپالیا۔۔

پھر واپس لائٹ آف کرتے ہوئے اسے اپنی شدتوں بھری قید میں لیتے ہوئے اسکی تمام مزاحمتوں کو خاطر میں لائے بغیر مکمل طور پر اپنا بنالیا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"شاہو تم نے مجھے ڈانٹا تھا اور میری ایک بھی بات نہیں سنی تھی۔"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی شکوہ کر گئی۔آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔شہرام نے اسکی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسائے ہوئے اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔۔

"میں غصے میں کچھ زیادہ اوورری ایکٹ کر گیا۔اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں مگر غلطی آپکی بھی تھی دل سرکار جس کا آپ نے ابھی تک اعتراف نہیں کیا۔۔"

"سوری شاہو۔۔۔واقعی مجھے تمہیں بتادینا چاہیے تھا۔"وہ شرمندگی سے سر جھکائے

بولی۔

"آپ نایوں بھیگی بلی بنی بالکل بھی اچھی نہیں لگتی وہی گولہ باری کرتے ہوئے ہی اچھی لگتی ہیں۔۔اب یہ ہمارا دوسرا ہنی مون ہے۔۔تو اس حساب سے ہمارے ٹوئنز بے بی آنے چاہیے۔۔۔آپ کیا کہتی ہیں اس بارے میں دل سرکار؟؟؟"

"تمہاری طرح تمہاری باتیں بھی واہیات ہے۔"وہ مصنوعی خفگی سے چہرہ پھیر کر بولی۔۔اسکی خفگی پہ شہرام مسکراتے ہوئے اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

دلنشین کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔وہ خود کیلیے اسکا جنون دیکھتی رہ گئی۔۔۔

وہ واقعی اس سے سچی محبت کرتا تھا اور دلنشین اسکے روپ میں سچی محبت پا کر خود کی قسمت پہ نازاں تھی۔۔۔

"دل سرکار آپ نے ہمیں اپنا عادی بنا دیا ہے اور عادتیں جان لیوا ہوتی ہیں۔جو نشہ آپکی قربت میں ہے وہ دنیا کے کسی نشے میں نہیں۔۔"

سنو

پاس آؤ ایک التجا سن لو

پیار ہے تم سے بے پناہ سن لو

ایک تمہی کو خدا سے مانگا ہے

جب بھی مانگی کوئی دعا سن لو

ابتدا عشق کی ہوئی تم سے

تم ہو چاہت کی انتہا سن لو

بن تیرے جی نہیں سکیں گے

دیکھ لو زندگی ادھوری ہے

نہ رہو اور اب جدا سن لو

تم، صرف تم ہو زندگی میری

سچ ہے سچ ہے با خدا سن لو

اسکی انگلیاں دلنشین کے گیسوؤں سے الجھ رہی تھیں وہ اسکے ایک ایک نقش کو اپنے لمس سے مہکا رہا تھا۔۔۔ دلنشین کو اسکے ہر لمس میں سرور سا اترتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اب خود اسکی عادی ہونے لگی تھی۔۔ شہرام نے اسے بھی اپنے رنگ میں رنگ لیا تھا۔

"ارحام اٹھ جاؤ پلیز بہت دیر ہو گئی سب باہر کیا سوچیں گے؟" سوہا نے اسکو ہلایا۔

جبکہ ارحام نے اسکا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ خود پر گرا لیا۔۔اور اسکے گیلے بالوں میں چہرہ چھپا کر اس میں سے پھوٹتی بھینی بھینی محسور کن مہک کو اپنی سانسوں میں اتارنے لگا۔

اسکی محبت جلد ہی سوہا کو اس کا اسیر بنا گئی تھی۔

"ارحام۔۔۔" وہ اسکی بیرڈ کو اپنی پوروں سے چھو کر آہستگی سے بولی۔

"جی مسز ارحام!" وہ فسوں خیز آواز میں بولا۔

"آپکو پتہ ہے۔صائم بہت برا انسان تھا۔شادی کی رات ہی ڈرنک کر کے آیا تھا۔اسکے باہر غیر عورتوں کے ساتھ تعلقات تھے۔میں سب جان کر بھی خاموش رہی۔۔۔ کہتی بھی تو کس سے کہتی۔۔۔بابا سائیں سے کبھی اتنے فری نہیں ہوئے کہ انہیں اپنے دل کی بات شئیر کریں۔دعا بھی چلی گئی۔تو میں خاموشی سے سب برداشت کرنے لگی سچ کہوں تو صائم کے چلے جانے سے میری زندگی سہل ہو گئی۔۔۔میرے اللہ نے مجھے میرے صبر کا انعام آپ کی صورت میں دیا۔۔۔آپکا بہت شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے اور اس میں اپنی پر خلوص محبت کے رنگ بھرنے کے لیے۔۔۔" وہ میٹھے لہجے میں بولی۔۔۔۔

"میں نے کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ تمہیں اپنی زندگی میں شامل کروں گا مگر جب چچا سائیں نے کہا کہ تمہیں اپنا لوں تو۔میں نے کہا کہ میں تمہیں اپنی بہن سمجھتا ہوں

انہوں نے کہا کہ اگر میں فجر کو ایک بیوہ کے طور پر اپنانے کو تیار تھا تو تمہیں کیوں نہیں۔۔وہ سب تو ڈرامہ تھا۔۔میں نے بہت سوچا پھر تمہارے حق میں فیصلہ دے دیا تمہارا ابھی تو خوشیوں پہ حق ہے۔تو کیوں نا میں ہی تمہاری خوشیوں کا ذریعہ بن جاؤں؟ اچھا یہ بتاؤ اتنی جلدی کیوں اٹھ گئی؟"

"یہ جلدی۔۔۔۔صبح کے گیارہ ہو رہے ہیں۔"

"ہنی مون پہ کون کمبخت گھڑیاں دیکھنے میں وقت ضائع کرتا ہے۔۔واپس آؤ۔۔"وہ اسے اٹھتے دیکھ واپس اپنے حصار میں لے گیا۔

"ارحام!!!یہ چھچھورپن کب تک چلے گا؟؟؟؟"وہ اسکے مضبوط حصار کو توڑنے کی تگ ودو میں مگن تھی۔۔۔

"تاعمر۔۔۔۔۔"

"بہت ہی بے قابو ہو چکے ہیں آپ۔اب بس کریں۔"

"بس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا آپ نے اپنی محبت سے ایسا قابو کیا ہے کہ کہیں اور جانے کا من ہی نہیں کرتا۔"اس نے اٹھ کر جاتی ہوئی سوہا کو پیچھے سے جکڑ کے بانہوں میں بھر لیا۔۔۔

سوہا مدھم سا مسکرائی۔۔۔

"اچھا میں فریش ہو کر آتا ہوں پھر باہر نکل کر باقی کپلز کی بھی خیریت دریافت کریں گے جو یہاں اکٹھے آ کر ایسے غائب ہوئے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔۔" وہ مسکرا کر کہتے ہوئے ٹاول لیے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔۔

ارحام نے اسے اصل معنوں میں زندگی جینے کا ڈھنگ سکھایا تھا تبھی وہ ہر تلخ یاد کو بھلا چکی تھی۔۔وہ اپنی نئی زندگی سے بہت مطمئن تھی اور دل میں خدا کا کروڑوں بار شکر ادا کرتی کہ اس نے ارحام جیسا سلجھا ہوا انسان اس کا مقدر بنا دیا۔

سبرینہ بیگم کے ہاتھوں گولی لگنے کے بعد اسے بروقت ہسپتال لے جانے سے ارحام کی جان بچ گئی تھی۔۔اور کچھ دنوں میں وہ صحت یاب ہو گیا تھا۔۔۔۔

"کل سے کوئی بھی روم سے باہر نہیں آیا اور نا ہم باہر نکلے۔۔" فجر نے اپنے گیلے بالوں میں برش پھیر کر کہا۔۔۔

"ہنی مون کمرے میں رہ کر گزارہ جاتا ہے۔" اذلان نے اسکے بھیگے بالوں کو شانے سے ہٹاتے ہوئے اپنے لب رکھے۔۔

"اذلان جی کمرے میں ہی رہنا تھا تو ادھر آنے کی کیا ضرورت تھی پھر حویلی میں ہی رہتے۔۔۔" وہ منہ پھلا کر خفگی سے بولی۔

"جائیں جا کر شاور لیں پھر باہر چلیں گھومنے۔" تب ہی کسی نے انکا دروازہ کھٹکھٹایا۔

"اذلان بھائی کس صدی میں باہر نکلنے کا ارادہ ہے؟؟؟" یہ شہرام تھا جو باہر کھڑا دہائی دے رہا تھا۔۔۔

"اذلان بھائی میں بھی کھڑا ہوں راہوں میں۔۔" ارحام نے باہر سے ہانک لگائی۔۔۔

اذلان نے منہ پھلا کر فجر کی طرف دیکھا جو اب ہنس رہی تھی۔۔۔ کیونکہ اذلان کا صبح صبح پھر سے رومینٹک موڈ آن ہو رہا تھا جسے اسکے بھائیوں نے بریکس لگوائیں۔۔

اذلان شرٹ لیس تھا جو ابھی بستر سے نکلا تھا اسی حالت میں ہی اس نے دروازہ کھول دیا اور کھینچ کر پنچ شہرام کے سینے پہ مارا۔

"کیا تکلیف ہے تجھے۔۔۔ خود تو دوسری بار ہنی مون منا رہا ہے اور میرا پہلا بھی بگاڑنے کا ارادہ ہے؟؟؟" وہ کاٹ دار آواز بولا۔

"بڑے بھائی قسمت قسمت کی بات ہے۔" شہرام اسے مسکرا کر کہتے ہوئے سلگا گیا۔

فجر بھیگے بالوں سے دروازے کی طرف آئی تو سرعت سے دوپٹہ درست کیا۔۔۔

"صرف پانچ منٹ ہیں بڑے بھائی ورنہ آپکے کمرے میں دھرنا دے دینا آج رات پھر مناتے رہنا ہنی مون۔۔۔"ارحام نے بھی دھمکی دی۔۔۔۔

"سالو تم لوگ مجھے دھمکی دے رہے ہو۔۔"اذلان شہرام اور ارحام کی طرف کڑے تیور سے دیکھ کر بولا۔۔۔

"اپنی دونوں بہنوں کو آج رات اپنے روم میں رکھوں گا فجر کے ساتھ وقت گزاریں گی پھر تم دونوں بھی اکیلے میں مناتے رہنا اچھے سے ہنی مون۔۔"اس نے جواباوار کیا۔

اسکی بات پہ پہلے تو سب خاموش ہوئے پھر تینوں قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آئفل ٹاور کے بالکل پیچھے Champ De Mars Park واقع تھا۔جو بہت بڑا تھا اور کئی حصوں پر مشتمل تھا۔وہ سب وہیں موجود تھے۔۔

سب سے آگے سوہا اور ارحام تھے سوہانے فراک اور چوڑی دار پاجامہ پہنے اوپر لانگ سوئیٹر پہنے مفلر لپیٹ رکھا تھا۔ارحام جینز اور شرٹ پہ جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔۔۔انکے پیچھے فجر اور اذلان ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر چل رہے تھے۔۔فجر نے ٹراؤزر اور شرٹ پہنے اوپر لانگ کوٹ پہنے۔۔سر پہ سکارف پہنا ہوا تھا۔جبکہ اذلان نے جینز پر ہائی نیک اور لیدر جیکٹ پہن رکھی تھی۔سب سے پیچھے شہرام اور دلنشین تھے۔۔۔تینوں کپلز

آگے پیچھے چلتے ہوئے اپنی مثال آپ لگ رہے تھے۔

شہرام کی نظر سامنے سے آتے ہوئے معاذ اور دعا پہ پڑی تو وہ وہیں رک گئے اور باقی سب بھی انکے دیکھا دیکھی رکے۔۔۔

معاذ اور دعا سب کو سامنے دیکھ کر انکی طرف آئے۔۔۔

دعا نے معاذ کے بازو پر ہاتھ رکھا۔۔ معاذ نے اپنے قریب آتے ہوئے شہرام کی جانب دیکھا اور آنکھوں پر ایک سرد پن سا اترایا۔۔

"ہیلو!" اس نے دوستانہ انداز میں ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔ معاذ نے حیرت انگیز نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔ پھر دعا کو۔۔۔

"اسلام و علیکم بھائی!" دعا نے کہا۔۔

"و علیکم اسلام۔" شہرام نے دعا کو اپنے ساتھ لگا کر اسکے سر پہ بوسہ دیا۔۔۔

"کیسی ہو؟"

"میں بالکل ٹھیک۔" اس نے جواباً خوش دلی سے کہا۔ معاذ ابھی تک خاموش کھڑا تھا۔

"مجھے بہت افسوس ہے تمہارے والد کا مگر قسمت کو شاید یہی منظور تھا۔۔ میں تمہیں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ تمہارے بابا سائیں کو میرے والد نے نہیں۔۔۔ فیروز نے

مارا تھا۔۔۔یہ جو بھی ہوا سب انہیں کا کیا دھرا تھا۔ تمھیں یہ سب بتانے کا یہی مقصد تھا کہ تم ہماری اور دعا کی طرف سے دل صاف کر لو۔۔" شہرام نے دل کی بات زبان پہ لائی۔۔۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہم سب دلی کدورتیں بھلا کر دوستی کا ہاتھ بڑھائیں۔۔" شہرام نے ہاتھ آگے کیا۔۔۔

معاذ ابھی بھی خاموش تھا پھر چند لمحوں میں فیصلہ لیتے ہوئے اپنی جینز کی پاکٹ میں سے ہاتھ نکال کر شہرام کے ہاتھ کو تھام کر زور سے ہلایا۔۔۔

سب مسکرانے لگے۔۔۔

"مگر میں دعا کو واپس نہیں کروں گا۔" اس نے دعا کو اپنی پشت کے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ اسے سب سے چھپانا چاہتا ہو کسی قیمتی متاع کی طرح۔۔۔

"نہیں اب یہ تمہاری بیوی ہے۔ہم کیوں لے گے اسے واپس؟" شہرام نے مسکرا کر کہا۔۔۔

دعا کے دل سے ایک بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا۔۔۔

"اسلام و علیکم بھیا کیسے ہیں آپ؟؟؟" فجر معاذ کے شانے سے لگ کر پوچھنے لگی۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔"ازلان نے آگے ہاتھ بڑھایا۔۔تو ان دونوں میں بھی رسمی سلام دعا ہوئی۔۔۔

"یہ میرا چھوٹا بھائی ارحام۔۔"ازلان نے پیچھے کھڑے ہوئے ارحام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے معاذ کو بتایا۔۔

معاذ نے ساتھ کھڑی دعا کو دیکھا۔۔۔اس کا رنگ پھیکا پڑ چکا تھا۔۔۔ارحام نام کو معاذ کیسے بھول سکتا تھا۔۔یہی نام لے کر اسکی بیوی نے پہلی دفعہ اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔ پھر ارحام کو دیکھا جس کے چہرے پہ ڈھونڈنے سے بھی کسی قسم کا کوئی شائبہ نہ ملا۔۔۔ معاذ نے مسکرا کر دعا کی طرف ابرو اچکا کر دیکھا۔۔۔

اسکے دل میں دعا کو لے کر کوئی کثافت کوئی شک وشبہ موجود نہیں تھا سب کثافت دعا کی بے پناہ محبت سے دُھل چکی تھی۔

دعا۔۔معاذ کے چہرے کے نارمل تاثر دیکھ کر پہلے تو حیران ہوئی اور بھی دل ہی دل میں خوش ہو گئی۔۔۔اسکے مجازی خدا نے اسکا مان رکھا اس پہ اعتبار کیا کہ وہ پچھلی باتوں کو بھلا کر اسکے ساتھ آگے بڑھ چکی تھی۔۔۔اس نے بھی مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"وہ میں نے آپ سے ایک بات کہنی ہے۔"سوہا نے کچھ جھجکتے ہوئے ارحام سے کہا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ معاذ اب انکی طرف سے پیٹھ کر چکا تھا اور اذلان سے باتوں میں مصروف تھا۔

"حکم کرو۔۔"اس نے آنکھوں پر گاگلز لگا کر اسکو دیکھا۔

"وہ میں دعا سے کچھ بات کر لوں؟"وہ آنکھیں جھکائے پوچھنے لگی۔

"بالکل اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے؟؟؟وہ بہن ہے آپکی اور بھلا میں کیوں روکوں گا آپکو کسی سے بات کرنے کے لیے۔"وہ نرم لہجے میں کہتے ہوئے شہرام کی طرف بڑھ گیا۔۔

"کیا میں تم سے بات کر سکتی ہوں؟"سوہا نے دعا کے پاس آکر اس سے کہا۔دعا جو معاذ کے پیار بھرے انداز کے بارے میں سوچ رہی تھی چونک کر سوہا کو دیکھنے لگی۔۔۔

معاذ بھی اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔دعا کنفیوز لگ رہی تھی۔۔

"مجھے معاف کر دو مگر باباسائیں کے کہنے پہ میں نے ارحام سے نکاح کر لیا۔"سوہا نے دعا کا ہاتھ دبا کر معزرت کی جبکہ دعا نے اسکی طرف دیکھا۔۔

"سوہا تمہیں معزرت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔میں اپنی زندگی میں بہت خوش ہوں معاذ کے ساتھ۔۔۔"سوہا نے جھکی ہوئی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

"میں پچھلی باتیں بھلا چکی ہوں۔تم بھی بھلا کر آگے بڑھ جاؤ۔۔۔مجھے پتہ چل گیا ہے

کہ کبھی ہم اس چیز کی تمنا کر بیٹھتے ہیں جو پہلے سے کسی اور کے مقدر میں لکھی جا چکی ہوتی ہے۔۔پھر چاہے ہم لاکھ دعائیں مانگ لیں وہ ہمیں نہیں ملتی۔لیکن خدا کے ہر کام میں مصلحت پنہاں ہے۔اس نے ہمارے لیے بہترین کا انتخاب کیا ہوتا ہے۔جسے ہم پہلے تو نہیں پہچان پاتے مگر صحیح وقت آنے پر جان لیتے ہیں۔۔۔مجھے بھی پتہ چل چکا ہے۔معاذ میرے لیے خدا کا بہترین انتخاب اور تحفہ ہیں۔جس کا میں تا عمر بھی شکر بجا لاؤں تو کم ہو گا۔۔۔"وہ آسودگی سے مسکرا اٹھی۔۔۔

دونوں بہنیں مسکراتے ہوئے ایک ساتھ سب کے پاس آئیں جہاں سب آپس میں یوں گھل مل گئے تھے جیسے ان میں کبھی کوئی دشمنی رہی نا ہو۔۔۔۔

سب کپلز نے وہاں کئی یادگار دن ایک ساتھ گزارے اور پھر واپس اپنے گھر لوٹ آئے۔

"داداسائیں! آپکی اجازت درکار ہے۔"اذلان نے جلال الدین کے پاس بیٹھ کر کہا۔

"وہ کس لیے؟"انہوں اچنبھے سے پوچھا۔

"میں نے فجر سے وعدہ لیا تھا کہ میں اسکی ہر خواہش پوری کروں گا۔اور آج اس نے اپنی خواہش میرے سامنے رکھ دی۔جو میں کسی بھی صورت پوری کرنا چاہتا ہوں۔"

جلال الدین خاموشی سے اسکی بات سن رہے تھے۔

"دادا سائیں اسکی خواہش ہے کہ ہم یہاں سے کہیں دور چلے جائیں۔جہاں یہ جاہلانہ رسم ورواج نا ہوں۔۔"

"اذلان!!!"وہ اپنی طرف سے گرجدار آواز میں بولے۔۔۔مگر بیماری کی وجہ سے اب ان کی آواز میں پہلے جیسا رعب ودبدبہ مفقود ہو چکا تھا۔

"یہ ہمارے بڑوں کے بنائے ہوئے رسم ورواج ہیں۔۔ہمیں وارثت میں ملے ہیں اور ہم ان سے منحرف نہیں ہو سکتے۔"وہ قطعیت سے بولے۔۔۔

"آپکی بات اپنی جگہ ٹھیک ہے۔میں آپکی بات سے انکار نہیں کر رہا۔۔نا ہی آپکو فورس کروں گا کہ آپ انہیں میرے کہنے پہ چھوڑ دیں۔۔اگر آپ ان فضول رسموں کو نہیں چھوڑ سکتے تو اپنے پوتے کو بھی بھول جائیں۔۔"

"یہ تم گھما پھرا کر مجھے دھمکی ہی دے رہے ہو۔"وہ تلخ انداز میں بولے۔

"میں پہلے بھی یہاں نہیں رہنا چاہتا تھا مگر اب جب میں باپ اور فجر ماں بننے والے ہیں تو۔۔۔"اذلان کی بات سن کر جلال الدین کے چہرے پہ خوشی کی لہر دوڑ گئی۔۔۔۔

"ہم دونوں نہیں چاہتے کہ ہمارے بچے ان رسموں رواجوں کے بھینٹ چڑھیں۔"وہ اٹل انداز میں کہہ کر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔۔۔

"اذلان کل تمہاری دستار بندی ہے۔ قاعدے کے لحاظ سے تم ہی اس گوٹھ کے سردار بنو گے۔۔پھر دستار بندی میں جو بھی فیصلہ لو گے مجھے اپنے ساتھ کھڑا پاؤ گے۔"

اذلان پہلے تو شاک کی کیفیت میں مبتلا ہوا۔۔۔کچھ دیر بعد حیرت اور خوشی کی ملی جلی کیفیت میں سرعت سے اٹھ کر جلال الدین کے سینے سے لگا۔۔۔

"سچ داداسائیں؟؟؟؟"اس نے حیرت انگیز آواز میں پوچھا۔۔۔

جلال الدین نے ہلکے سے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

"تو پھر کل اس گوٹھ میں ونی کی رسم کے خاتمے کا اعلان کر دیا جائے گا۔"وہ پرجوش آواز میں بولا۔۔۔

شہرام اور دلنشین۔۔۔ارحام اور سوہا۔۔۔معاذ اور دعا۔۔۔اذلان اور فجر سب اس وقت ایک خوشگوار اور مطمئن زندگی گزار رہے تھے۔۔جبکہ سبرینہ بیگم کو انکی حالت کے زیراثر جیل سے پاگل خانے منتقل کر دیا گیا تھا۔کل وہ کسی کو اس جگہ بھیجنا چاہ رہی تھی۔۔۔مگر قسمت نے ایسا پانسہ پلٹ دیا کہ آج وہ خود اسی جگہ پر تھی۔اسے کہتے ہیں مکافات عمل۔۔۔۔جو اس زندگی میں بویا اسی زندگی میں کاٹ کر جانا پڑے گا۔۔

فیروز بھی جیل میں اپنی زندگی کے باقی دن کاٹ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ملکہ کو تیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔"ایک سفید پوشاک والی عورت نے سر جھکائے ہوئے مؤدب انداز میں آ کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔لے جاؤ انہیں ساتھ۔"شماس بن ضماد نے اسے سنجیدہ انداز میں کہا۔

"دھیان سے۔۔۔"

"جیسا آپکا حکم میرے آقا۔"شماس بن ضماد نے نہایت پیار سے اسے مخاطب کیا۔

"اپنے کمرے میں آپکا انتظار کریں گے۔آپکو تیار ہونے میں وقت لگے گا۔۔اپنا خیال رکھیے گا۔۔"شماس بن ضماد نے یہ کہہ کر سنہری کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔پھر اس کا رخ

کمرے کی طرف تھا۔ وہ عورت سنہری کے ساتھ کسی دوسرے کمرے کی طرف بڑھنے لگی۔

سنہری اس شاندار محل کو غور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔اسکا چمکتا فرش۔۔۔روشن بڑے بڑے فانوس۔۔۔اس کی عمدہ نقش و نگار سے مزین دیواریں سب بہت خیالی سا لگا تمام لوگوں کے لباس شاہی طرز کے تھے جو پرانے دور میں شہزادیاں پہنا کرتی تھیں یا شہزادے یا اس نے قصے کہانیوں میں پڑھا تھا بالکل ویسے تھے۔

"ملکہ آپ کیا پہننا پسند کریں گی؟"اس نے سر جھکا کر ہی سوال کیا۔

"کچھ بھی۔۔"وہ مختصرا بولی۔۔۔

اس نے اتنے زیادہ قیمتی لباس پہلی بار دیکھے تھے۔۔۔

"ملکہ۔۔۔۔ہم یہ سنہری پوشاک آپ کے لیے نکال دیں۔"سنہری نے اس لباس کو دیکھا جو ایسے جگمگا رہی تھی جیسے ستارے۔۔۔۔وہ جلھمل کرتی پوشاک اسکی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔۔

"نکال دیں۔"وہ آہستگی سے بولی۔

"آئیں غسل کیجیے۔" وہ اسے ایک خوبصورت نیلے شفاف پانی والے بڑے سے حوض کے پاس لے گئی۔۔۔

جس میں سے کافوری معطر خوشبوئیں اٹھ رہی تھی۔۔۔۔

کچھ عورتیں اس کے جسم پہ پانی ڈال رہی تھیں تو کچھ اس کے بالوں کو خوشبوؤں سے نہلا رہی تھیں۔

غسل کے بعد وہ سنہری پوشاک میں ملبوس کر قد آدم آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔۔

ایک عورت اس کے بال دلکش ڈیزائن چٹیا میں باندھ کر اس میں موتیے کی کلیاں پرو رہی تھی۔۔۔اور کچھ اس کے آرائش و زیبائش میں مگن تھیں۔۔۔۔

ایک عورت نے ہیروں اور نیلم سے جڑا تاج اسکے سر پہ رکھا۔۔۔۔سنہری نے جب آئینے میں اپنا آپ نہارا تو اسے اپنی آنکھوں پہ یقین کرنا ناممکن لگا۔۔۔۔وہ خود کو چھو کر دیکھنے لگی۔۔۔

"کیا یہ واقعی میں ہوں؟" اس نے خود سے سوال کیا۔۔۔اس قیمتی پوشاک جو پیچھے سے زمین پہ بکھری ہوئی تھی۔۔۔

اس میں وہ بے تحاشہ خوبصورت لگ رہی تھی بالکل کسی ریاست کی شہزادی کی طرح

سنہرے رنگ کی یہ پوشاک مخملیں تھی۔۔ سر پر پیارا سا نیٹ ورک کا دوپٹہ خوبصورتی سے رکھا تھا۔۔ جبکہ ہاتھوں میں اسے خوبصورت سونے اور ہیرے کے کنگن اور یاقوت سے جڑی انگوٹھیاں پہنائی۔۔ پاؤں میں خوبصورت پائل۔۔۔

"ملکہ آپ تیار ہیں۔اب آپ کمرے میں جا سکتی ہیں۔ بادشاہ سلامت آپکے منتظر ہیں۔"

وہ کہتے ہی اس کی پوشاک پیچھے سے سنبھالتے ہوئے اسے چلنے میں مدد دے کر اس کے کمرے تک چھوڑنے آئی۔۔۔اس کمرے کا دروازہ خوبصورت لکڑی کا بنا ہوا تھا۔

سنہری نے اندر آکر دروازہ بند کیا اور کمرے پہ نگاہ ڈالی۔۔۔

بہت ہی شاندار کمرہ تھا۔۔۔

اسکے بیچ و بیچ ایک جہازی سائز کا بیڈ لگا تھا۔۔۔ جس پہ سفید مخملیں چادر بچھی تھی۔۔ سارا کمرہ پھولوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔۔۔ مگر کمرے میں تو کہیں پھول دکھائی نہیں دے رہے تھے۔۔۔اس نے ارد گرد نگاہ دوڑائی سامنے ہی ایک بڑی سی کرسٹل کی کھڑکی نظر آئی وہ اپنی بڑی سی پوشاک بمشکل سنبھالتے ہوئے سہج سہج کر قدم اٹھاتے ہوئے اسی طرف بڑھی۔۔اس نے باہر دیکھا۔۔ وہاں کا موسم بہت خوبصورت تھا برفباری اپنی شدت اختیار کر چکی تھی۔۔ برفباری عجیب طرح کی تھی بہت تیز۔۔

اس نے کھڑکی کھولی تو ایک تیز ہوا ٹھٹھرا دینے والا جھونکا اندر داخل ہوا۔۔۔وہ کپکپا کر رہ گئی۔۔۔۔

"یہ کیا کر رہی ہیں ملکہ؟ یہاں کی سردی آپ اکیلے برداشت نہیں کر پائیں گی۔۔ بیمار پڑ جائیں گی۔۔اگر میں آپکے پاس نا ہوا تو۔۔۔"شماس نے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا۔اسکی سرسراتی ہوئی انگلیاں اپنی کمر سے ہوتے ہوئے پیٹ پہ محسوس کرتے سنہری کارواں رواں کانپ اٹھا اس سے پہلے کہ وہ چونک کر کچھ بولتی شماس کی خمارزدہ آواز سن کر ساکت رہ گئی۔۔۔۔

کچھ شماس کے قرب سے اٹھتی ہوئی مسحور کن مہک اسکے حواس سلب کر رہی تھی۔۔۔۔ کمرے میں جا بجا جلتے دیئے اس ماحول کو فسوں خیزی بخش رہے تھے۔۔

وہ اسکے شانے پہ تھوڑی رکھے اپنے حصار میں لیے باہر کا منظر دیکھنے لگا۔۔

"ہم کون سی جگہ پہ ہیں؟" بالآخر اس نے شماس سے سوال پوچھ لیا۔۔۔

"ہم کوہ قاف میں ہیں۔یہ ہماری ریاست ہیں۔۔اور ہم یہاں کے بادشاہ۔۔۔"

ان کا محل سب سے اونچے پہاڑ پر واقع تھا۔۔۔ایک قلعہ نما جہاں سے باقی کا سارا علاقہ دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

"یہ گھر دیکھ رہی ہیں؟؟؟ یہ ہماری رعایا کے ہیں۔"

اس نے نیچے دکھائی دیتے گھروں کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔ جہاں تک آپکی نظر جائے گی وہاں تک ہماری ریاست کی حد ہے۔۔۔اور۔۔۔۔

کوہ قاف یورپ اور ایشیاء کے درمیان واقع ہے۔اسکی بلند ترین چوٹی کا نام البروس ہے جو سطح سمندر سے 5642 میٹر بلند ہے۔ جغرافیائی طور پر ابھی یہ واضح نہیں ہوا کہ کوہ قاف یورپ میں ہے یا ایشیا میں اس لیے ابھی تک یہ بات بھی واضح نہیں کہ یورپ کا سب سے بلند پہاڑ البروس ہے یا ایلپس جو سطح سمندر سے 4808 میٹر بلند ہے۔ مختلف ممالک میں کوہ قاف کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ کبھی اس پر اسرار پہاڑ کا شمار روس میں ہوتا تھا لیکن روس کے حصے بخرے ہونے کے بعد اب اس کا زیادہ حصہ چیچنیا میں شامل ہے۔اس پہاڑی سلسلے کی عظمت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی لمبائی گیارہ سو اور چوڑائی ایک سو ساٹھ کلو میٹر ہے۔اس پہاڑی سلسلے کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ یہاں پانچ ہزار میٹر سے بلند کئی پہاڑ موجود ہیں۔ جن میں مذکورہ بالا پہاڑ البروس کے علاوہ کازبیک کا پہاڑ بھی شامل ہے جس کی بلندی پانچ ہزار تینتیس میٹر ہے۔یہ دونوں پہاڑ در حقیقت مردہ آتش فشاں ہیں جن پر برف کی چادر بچھی ہوئی ہے۔ان کی ڈھلوانوں پر کہیں کہیں آج بھی گرم گیسوں کا اخراج ہوتا ہے۔ معدنی پانی

کے سرچشمے بھی جابجا موجود ہیں۔ان کی شکلیں مخروطی ہیں۔یہ تمام آثار ان آتش فشانوں کے گزرے زمانے میں پھٹنے کی یاد دلاتے ہیں۔

یہاں کے بلند پہاڑ آب وہوا کے اعتدال میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ان پہاڑوں کے باعث جنوب کی گرم ہوائیں یہاں نہیں پہنچ پاتیں۔

پوری دنیا کے کوہ پیمائوں کے لیے اس پہاڑی سلسلے کے بلند پہاڑوں کو سر کرنا شروع ہی سے ایک چیلنج بنا ہوا ہے۔

"انسان یہاں تک نہیں پہنچ پاتے کیونکہ ہم ایسا نہیں چاہتے۔"

سنہری نے کھڑکی سے نیچے جھانک کر دیکھا۔۔۔کھڑکی کے ساتھ لگی ایک لمبی سی بیل جو محل کے بیرونی احاطے پر لپٹی ہوئی تھی اس سے سوندھی سوندھی خوشبو اٹھ رہی تھی۔۔۔جو سنہری کے سانسوں کو مہکا رہی تھی۔

یہ بے انتہا خوبصورت تھی اس پہ سفید پھول لگے تھے جو عام پھولوں سے بہت مختلف دکھائی دے رہے تھے۔

پھول رات کے اس پہر بھی کھلے ہوئے تھے اور بالکل تروتازہ تھے ایسے جیسے ابھی ابھی نئے نکلے ہوں۔اس نے نیچے کی طرف دیکھا تو یہ محل زمین سے بہت زیادہ اونچائی پر تھا

اسکے سامنے ہی خوبصورت بہتا ہوا دریا تھا۔اس نے پہلی بار زندگی میں کوئی منظر دیکھا تھا کیونکہ سامنے دریا کے ارد گرد ویسے ہی سفید رنگ کے بے شمار پھولوں والے درخت لگے تھے۔۔۔

شماس بن ضماد کا ہاتھ سنہری کی کمر سے سرکتا ہوا اب پیٹ کی اس جگہ تھا جہاں وہ شعلے کا نشان تھا۔

اس شعلے میں سے شعاعیں پھوٹنے لگیں۔۔۔اسے ایسا لگا کہ وہ ابھی جل جائے گی۔۔۔

"آپ یہ پھول دیکھ رہی ہیں؟"اس نے گھمبیر آواز میں سوال کیا۔۔۔

سنہری نے دیکھا پہلے تو کمرے میں کہیں بھی پھول موجود نہیں تھے مگر اچانک کیسے سارا کمرہ انہیں سفید کلیوں سے سج گیا۔۔۔

وہ حیرت انگیز نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔وہ مبہم سا مسکرایا۔۔

"جب ہمارا ملن ہو گا یہ کلیاں کھل کر پھول بن جائیں گی۔آپ پوری طرح سے اس ریاست کی ملکہ بن جائیں گی۔"

کہتے ہوئے وہ اس اپنے بازوؤں میں اٹھائے ہوئے اس شاہانہ طرز کے سجے خوبصورت بیڈ کی طرف بڑھا۔سنہری اس دیو ہیکل کی باہنوں میں بالکل ننھی سی بچی لگ رہی تھی۔

شماس بن ضماد نے اسکا تاج اتار کر ایک طرف رکھا۔۔

"صبح جب یہ آپکے سر پہ سجے گا تو اس میں سے ایک الگ قسم کی روشنی نکلے گی۔ جو آپکے ملکہ بن جانے کی گواہ ہو گی۔"

پھر اسکی انگلیوں سے انگوٹھیاں نکال کر ایک طرف رکھ دیں۔۔۔ سنہری سر جھکائے خاموشی سے اسکی کاروائی دیکھ رہی تھی۔۔ شماس کے ایک اشارے سے کمرے کی روشنی تاریکی میں بدل گئی۔۔۔اسکے سر سراتے ہوئے ہاتھ اسکی پوشاک کی زپ کی طرف بڑھے۔۔۔۔

وہ اپنے وجود پہ اسکے لبوں کا لمس محسوس کرتی بے بس ہو رہی تھی۔ جیسے ہی اسکے لب شعلے کے نشان پہ محسوس ہوئے سنہری کو ٹھنڈک سی محسوس ہونے لگی۔۔

اس نے آنکھیں کھول کر شماس کو دیکھنا چاہا۔۔۔

وہ اسکے بہت قریب تھا۔۔۔ کمرے میں روشن دیئے کی روشنی میں اس نے دیکھا شماس کی سرمئی آنکھوں میں سے سفید روشنی نکل رہی تھی۔۔۔۔اور اس کا چہرے کی ہئیت تبدیل ہو چکی تھی۔۔۔وہ پہلے والا شماس نہیں تھا۔۔۔

سنہری نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اسے پیچھے دھکیلا۔۔۔اور سرکتی ہوئی پوشاک کو

خود پہ لپیٹ لیا۔۔۔

"آ۔۔۔آپ۔۔۔کون ہیں؟؟د۔۔دور۔۔۔ر۔۔۔رہیں مجھ سے۔۔"وہ خوف سے زردی مائل دکھائی دینے لگی۔۔۔۔

"ملکہ یہ میں ہی ہوں شماس۔۔۔آپ کا شماس بن ضماد۔۔جسے آپ چھو کر دیکھنا چاہتی تھیں۔۔آپ نے ہی تو کہا تھا کہ آپ مجھ سے نہیں ڈرتی۔۔آپ جلنا چاہتی ہیں میرے ساتھ۔۔۔پھر اب یہ دوری کیوں؟؟؟"

"آ۔۔۔آپ وہ شماس نہیں ہیں جس سے میں نے پیار کیا۔"

"سنہری ہمارے ملن کا وقت نکل جائے گا۔۔آج چودھویں کی رات ہے۔چاند اپنے جوبن پہ ہے۔۔ہمارے شہزادے کی آمد کا مناسب وقت۔۔اگر یہ وقت نکل گیا تو ہم ایک بار پھر سے ادھورے رہ جائیں گے۔۔"

تمہیں جب کبھی ملیں فرصتیں

مرے دل سے بوجھ اتار دو

میں بہت دنوں سے اداس ہوں

مجھے کوئی شام ادھار دو

"ڈریئے مت۔۔۔۔۔۔۔میرے پاس آئیں۔۔" وہ بیڈ کے کراؤن سے لگی سمٹی ہوئی سنہری کو اپنی طرف کھینچ کر محبت بھرے انداز میں بولا۔

اسکے جسم پہ بھی ویسا ہی شعلے کا نشان تھا جیسا سنہری کا تھا۔۔وہ اسے دیکھ کر حواس باختہ ہو چکی تھی۔۔۔

"ملکہ ہماری صالح اولاد کے لیے یہ دعا پڑھیں۔" اس نے کچھ الفاظ سنہری کو آہستہ آواز میں بتائے۔۔۔۔

سنہری کی گالوں پہ لرزتی ہوئی پلکوں پہ اپنے لب رکھے۔اسکے دونوں ہاتھ شماس نے اپنے ایک ہاتھ میں تھام رکھے تھے جبکہ دوسرے ہاتھ سے کمر سے اسے نزدیک کیا ۔ سنہری اسکی جان لیوا قربت پر سخت گھبرا رہی تھی۔شماس اس سے الگ ہوا تو سنہری کو دیکھا وہ نیچے دیکھ رہی تھی۔

کسی اور کو مرے حال سے

نہ غرض ہے کوئی نہ واسطہ

میں بکھر گیا ہوں سمیٹ لو

میں بگڑ گیا ہوں سنوار دو

"ہماری آنکھوں میں دیکھئے ملکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری قربت کا ہر لمحہ آپ کی آنکھوں میں بس جائے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔اب آپ کو ہمارا ہونے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا خود آپ بھی نہیں۔۔"

سنہری نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو اسکا روم روم کانپ گیا۔شماس کی آنکھوں کی پتلیاں سفید رنگ کی ہو چکی تھی۔اس کی آنکھیں ابھی تک سرمئی نہیں ہوئی تھیں۔۔۔

وہ ڈر سے اپنی آنکھوں کو زور سے میچ گئی۔۔۔

"یہاں کی ہر چیز ہماری قربت کی گواہ رہے گی۔آپ وہ پہلی صنف نازک ہیں جسے ہم یہ حق دے رہے ہیں کہ وہ ہمارے نزدیک آئے اور آپ ہی وہ آخری بھی رہیں گی جسے ہم یہ حق دیں گے۔۔"

شماس بن ضماد کی بڑھتی ہوئی گستاخیوں پر سنہری نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔

"نہیں۔۔"وہ تڑپ کر بولی۔۔۔

"ششش۔۔۔اب فرار کا کوئی راستہ نہیں ملکہ۔۔۔وقت آچکا ہے کہ ہم ایک ہو جائیں میرے دل کی ملکہ آپ صرف۔۔۔ہمارے دل کی دھڑکنوں کی دُھن سنیں جو صرف آپ کے نام کی مالا پرو رہی ہیں۔"

مری وحشتوں کو بڑھا دیا ہے

جدائیوں کے عذاب نے

مرے دل پہ ہاتھ رکھو ذرا

مری دھڑکنوں کو قرار دو

وہ اسکے کان کے قریب چہرہ کیے سر گوشی نما آواز میں کہتے ہوئے اسکے کان کی لو کو دانتوں تلے دبا گیا۔۔

سنہری جی جان سے کانپ کر رہ گئی۔۔۔وہ اس پر حاوی ہونے لگا۔ برف باری زور سے شروع ہو گئی۔اس سے کئی زیادہ شدت شناس کے لمس میں آرہی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد سنہری آنکھیں کھول کر جب دوبارہ دیکھا تو اسکی سفید آنکھیں واپس سرمئی رنگ میں تبدیل ہو چکی تھیں۔ زمین پہ بکھری کلیاں کھل کر پھول بن چکی تھیں۔

اسکے پیٹ پہ ٹھنڈی پھوار محسوس ہو رہی تھی۔۔۔سب جلن مٹ چکی تھی۔۔وہ واپس آنکھیں موند گئی۔۔۔۔

تہجد کے وقت وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کمرے سے ملحقہ واش روم کی طرف بڑھ گیا اور باوضو ہو کر سر پہ ٹوپی پہنے ٹیرس میں آکر جائے نماز بچھائی۔۔۔اور پورے خشوع خضوع سے تہجد ادا کی۔وہ کیسے بھول جاتا تہجد پڑھنا۔۔اسی تہجد کی نماز کی دعاؤں میں تو اس نے سنہری کو اپنے خدا سے مانگا تھا۔۔۔

اس نے سجدہ شکر بجالا یا پھر دعا میں ہاتھ بلند کرتے ہوئے اس نے صدق دل سے خدا کی اس پاک ذات کا شکریہ ادا کیا اور اس سے صالح اولاد اور اپنی سلطنت کی خیر وعافیت کی دعا کی۔۔۔۔پھر قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگا۔۔۔

اس کی سحر انگیز آواز سنہری کے کانوں میں سنائی دی تو اس نے نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

مگر رونے کی وجہ سے آنکھیں اور سر بھاری محسوس ہو رہا تھا۔۔اسے اذان فجر سنائی دی اس نے اپنی جگہ سے اٹھنے کی کوشش کی مگر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نا ہل سکی۔۔ اسے اپنے وجود میں تبدیلی کا احساس اور پھر نیند کا غلبہ اس قدر حاوی تھا کہ وہ پھر سے ایک بار نیند میں ڈوب گئی۔

شاس نماز ادا کرنے کے بعد اپنی جگہ پہ آکر لیٹ گیا۔۔۔

صبح جب اسکی آنکھ کھلی تو دنیا کا سب سے حسین منظر اسکی آنکھوں نے دیکھا اسکے دل اور ریاست کی ملکہ اسکی محبتوں کے رنگ میں رنگی اسکے کشادہ سینے سے لگی پر سکون نیند سو رہی تھی۔ جیسے کسی چیز کا خوف نہ ہو اسکے اٹھنے کے بعد کا ردِ عمل سوچتے شماس بن ضماد نے سوچا پھر مسکراتے ہوئے بستر سے باہر نکل گیا۔ وہ جانتا تھا کہ رات کو اسکی اس قدر مزاحمت کے باوجود اپنی تمام شدتیں اس نے اس نازک پھول جیسے وجود پہ لٹائی تھیں۔۔

وہ کھڑکی سے پردے ہٹاتا ہوا واپس بیڈ کے قریب آیا تھا اور بیڈ پہ نیم دراز ہوتے اسکی بند آنکھوں پہ ہولے سے لب رکھے تھے۔ اب وہ مزید منمانیوں پہ اترتے ہوئے اس کے چہرے کے پر کشش نقوش کو نرمی سے اپنی لبوں سے محسوس کر رہا تھا۔ اپنے چہرے پہ شدت بھرے لمس محسوس کیے وہ جھٹ آنکھیں کھول گئی۔۔۔

وہ اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپائے ہوئے اسے ایک بار پھر سے سٹپٹانے پہ مجبور کر گیا۔ ساری رات اس پہ شدتیں لٹانے کے بعد وہ پھر سے اسے اپنی قید میں لینے کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔۔۔ سنہری کو رات کا سارا واقعہ دوبارہ یاد آیا اس نے کس قدر مزاحمت کی تھی مگر اس نے ایک نہیں سنی۔۔۔ وہ سب یاد آتے اس کا چہرہ شرم کے باعث ایک بار پھر قندھاری انار کے مانند دہکنے لگا۔۔۔ پلکیں شرم سے لرزتے عارض پہ جھک

آئی تھی۔لرزتے گلابی لب ایک حسین منظر پیش کر رہے تھے۔اسے اپنے وجود سے بھی وہی مہک آ رہی تھی جو شماس کے قریب ہونے پہ آتی تھی۔وہ اسکے وجود پہ اپنی چھاپ چھوڑ کر اسے پور پور اپنا بنا چکا تھا۔۔۔

"شماس!!!"وہ روہانسی آواز میں بولی اور دل یکبارگی سے دھڑکنے لگا۔۔

تمہیں صبح کیسی لگی کہو

مری خواہشوں کے دیار کی

جو بھلی لگی تو یہیں رہو

اسے چاہتوں سے نکھار دو

وہ ایک بار پھر اپنی شدتوں سے شرمانے پہ مجبور کر رہا تھا۔۔

"اب آپ پوری طرح سے ہماری ملکہ کے روپ میں ڈھل چکی ہیں تو یہ شرمانا کیسا؟"

وہ اس کے ہاتھ کی مخروطی انگلیوں پہ لب رکھتے ہوئے خمار آلود لہجے میں بولا۔۔۔

سنہری نے اسکی معنی خیز بات پہ تکیے کے نیچے اپنے چہرے کو چھپالیا۔۔۔کیونکہ اسکی جذبات سے چور سرمئی آنکھوں سے فرار پانا اور کسی صورت دکھائی نا دیا۔۔۔

"چلیں پھر آپ تیار ہو جائیں آج ہم اپنی رعایا سے انکی ملکہ کو ملانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

وہ ایک اونچے مینار پہ کھڑی تھی اور وہاں عجیب و غریب قسم کے لوگ تھے کچھ لوگ انسانوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے کچھ کے آدھے دھڑ انسانوں کے تھے اور آدھے جانوروں جیسے۔۔۔کچھ تو سانپ اور جانور ہی کی طرح لگ رہے تھے۔۔۔اس نے جھرجھری سی لی۔۔۔۔

"بادشاہ سلامت!!"سب کی نظریں آسمان کی طرف تھیں۔۔۔اور کسی کے استقبال کے لیے نعرے لگا رہے تھے۔۔۔۔

سنہری نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی ان لوگوں کی طرح۔۔۔۔مگر نظریں اس منظر پہ ساکت رہ گئیں۔۔۔

وہ اور کوئی نہیں اس کا شاس بن ضماد ہی تھا۔۔۔۔

کتنے روپ تھے اس کے۔۔۔یہی سوچ کر اسکے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔۔۔۔

وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم پیوست کیے اپنے اعصاب کو قوت بخشنے لگی۔

اسکے پنکھ تھے۔۔۔اور وہ اڑ رہا تھا۔۔۔۔

وہ اڑتے ہوئے اسی کی طرف آیا۔۔۔

جیسے ہی وہ سنہری کے پاس آیا۔۔۔ سنہری ڈرتے ہوئے دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔

وہ سنہری کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کرتے ہوئے نیچے اترنے لگا۔۔۔

اب رعایا ان پہ پھولوں کی پتیاں نچھاور کر رہی تھی۔۔۔۔

یکایک موسم تبدیل ہوا اور ایک بار پھر سے برفباری شروع ہو گئی۔۔۔۔ سنہری اس ٹھنڈ سے کپکپا کر رہ گئی۔۔۔

شماس بن ضماد نے دائیں طرف کا ایک پنکھ پھیلا کر اس میں سنہری کو مقید کیا۔۔۔

دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھنے لگے۔۔۔

انکے ولیمے کے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔۔۔

سب رعایا کھانا کھانے لگی تو وہ اسے ساتھ لگائے اپنے پنکھ پھیلا کر اڑنے لگا۔۔۔ اس نے ڈر سے اپنی آنکھیں میچ لیں۔

"آنکھیں کھولیں ملکہ!" اس نے دھیمے آنچ دیتے لہجے میں کہا تو سنہری نے ڈرتے ڈرتے تھوڑی سی آنکھیں کھولیں اسے لگا کہ وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔ وہ بہت

بلندی پہ تھے۔۔۔سب اسے بہت چھوٹے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔اس نے اپنے دونوں بازوؤں سے مضبوطی سے شماس کو پکڑ لیا۔۔۔

"ڈریئے مت ملکہ۔۔آپکا شماس آپکو گرنے نہیں دے گا۔" وہ فسوں خیز آواز میں بولا۔

سنہری نے ایسا خوبصورت منظر پہلی بار دیکھا تھا اور وہ بھی اتنی اونچائی سے۔۔۔دل میں ڈر بھی تھا اور خوشی بھی وہ اپنی کیفیت سمجھنے سے خود بھی قاصر تھی۔۔۔

پلک جھپکتے ہی وہ دونوں واپس اپنے محل میں تھے۔۔۔

وقت اور قسمت سے شکوہ نا کریں۔۔کیونکہ وقت اور قسمت بدلتے دیر نہیں لگتی۔ جانے اسکے ایک کُن سے کب بدل جائے۔۔

جہاں وہ لوگوں کے گھر میں کام کرنے والی تھی، آج ایک ریاست کی ملکہ بن گئی۔

پہلے خوشیوں کو ترسنے والی آج اپنے والدین اور پھر اتنی عوام کی محبت پا رہی تھی۔۔اور خاص کر شماس بن ضماد کی محبت کا محور وہی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہیں ملکہ؟" وہ مدھم آواز میں بولا اسے سوچ میں ڈوبا ہوا دیکھ کر۔۔

"ہممم۔۔۔نہیں کچھ نہیں۔" وہ چونک کر بولی۔۔۔

"آپکی زندگی میں میرے علاوہ کسی اور کی کوئی جگہ نہیں۔۔آپکی سوچوں میں بھی

نہیں۔" وہ جنونیت آمیز انداز میں اسے اپنی گرفت میں لیتے ہوئے بولا۔

سنہری کو خود کے لیے اس کی انتہائی جنونیت اور شدت پسند محبت پہ رشک ہوا۔۔۔

وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

"شماس۔۔۔" وہ اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر محبت بھرے انداز میں بولی۔

شماس کارواں رواں اسکی بات سننے کے لیے متوجہ تھا۔

"آپکی بانہوں کا گھیرا بہت محفوظ جگہ ہے۔ یہاں آکر میرا ہر خوف دور ہو جاتا ہے۔ میں صدا انہیں پناہوں میں محفوظ رہنا چاہتی ہوں۔" وہ کہتے ہوئے اسکے شانے پہ سر ٹکا گئی۔

"ملکہ!! اب آپکی ہر صبح ہر شام اسی حصار میں ہو گی۔" وہ اسکے سنہرے بالوں کو لبوں سے چھوتا ہوا بولا۔۔۔

مجھے اپنے روپ کی دھوپ دو

کہ چمک سکیں مرے خال وخد

مجھے اپنے رنگ میں رنگ دو

مرے سارے زنگ اتار دو

اسکے سنہری چہرے پہ بکھرے ہوئے قوس قزح کے دلکش رنگ شماس بن ضماد کو اسکا مزید دیوانہ بنا رہے تھے۔۔۔

وہ اسکے تمتماتے ہوئے گال کو اپنی پوروں سے سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔

"دیوانہ کر گیا روپ سنہرا۔۔۔"

♡ ختم شدہ ♡

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین